بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی * اما بعد یہ رسالۂ مختصرہ و ذخیرۂ رائقہ مشتملہ اُن بیانات پر
ہے کہ جن پر سب کا اتفاق ہے الا بعض فرق و ملل مثل یہود اور نصرانیون
وغیرہ کے کہ وہ بھی از روئے عقل و انصاف کے اتفاق کر سکتے ہین اور
عہد دولت علیہ و سلطنت رفیعہ مرضیہ مین مالک ملک و ریاست صاحب
تخت و تاج رایات ذیجاہ و طالت رعیت پرور دادگستر قدر افزائے
اہالی فضل و ہنر صاحب السیف والقلم مالک رق المملکۃ ورابعۃ السلطنۃ
قدوۃ الاعلام سلطان الاسلام موئد الدین و مسدد والسیاسۃ و مشید
ارکان الحکومت کابراً عن کابر و خلفاً عن سلف اعلیٰحضرت اقدس
ہمایون جناب میر محبوب علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ ولا زالت
شموس الفضل و عدلہ و جودہ طالعۃ کے اور مبارک زمانۂ دولت و حکومت

[illegible] ایالت مین مدبر سرایا تدبیر مربی ہر صغیر و کبیر مجمع صاحبان کمال منبع جود و احسان
افضال صاحب الرای الصائب فخر الاعیان زینۃ الاعوان قدر شناس صاحبان
کمال جامع حشمت و جاہ جلال ابا عن جد عن جد مخدوم اعظم صدر معظم
صاحب دیوان الممالک ملجاء الکرام و الافاضل ماوی الاماجد والاماثل
عالیجناب مستطاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا
بہادر لازالت رایات عدلہ وصولتہ عالیۃ وادام اللہ ظلالہما وضاعف اجلالہما
و زاد توفیقات من قال بہ آمین کے لکھا گیا سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک روز
جناب مستطاب معزی الیہ وزارت مآب ایالت ایاب صدر نشین مجلس
امراے کرام مقدمۃ الجیش امناے عظام نے اپنی صحبت بابرکت مین
اثناء ذکر علوم و فنون مین اس ہیچمدان السید نثار حسین عظیم آبادی کیطرف
ایسا ایما فرمایا کہ تم اگر اس وقت مین ایک رسالۂ مختصرہ اثبات واجب
تعالے اور توحید مین اوسکی زبان اردوے عام فہم مین لکھدو اور رکھیو دلائل
عقلیہ بطور واضح زبان اردو مین ایسے ہون کہ عام پسند اور مشکلات اور
دقایق مضامین سے حتے الوسع مبرا ہون تا فائدہ اوسکا عام ہو بلکہ اوسکا
ترجمہ دوسری زبانون مین بہی ہوجائے تا بلاد بعیدہ و امصار عدیدہ مین
بہی مختلف زبانون مین مفید عام ہو کہ اغلب جگہون مین ایسی چیزون کے
خواہان ہین اور اس ترویج کی بہت ضرورت دور دور تک ہے اگرچہ اس

حقیر کو کچھہ بہی مہلت و اطمینان نہین مگر فرمانِ واجب الاذعان کی تعمیل
لازم ہے اس لئے مین سمعًا وطاعۃً معتل ہوا اور عجالۃً ایک مختصر ترین
رسالہ کی تحریر پر امادہ ہوا البتہ انشاء اللہ اگر توفیق خدا ای شامل حال ہے
اور اپنے مشغولیات سے فراغت پائی تو ایک رسالۂ طولانی بزبانِ عربی
کہ لایقِ ملاحظۂ اربابِ فضل وکمال ہو توۃ سے فعل مین لاؤنگا اور ہدیۂ
ناظرین معقولین کرونگا واللہ الموفق والمعین ومنہ ہدایۃ المہتدین۔
اس کتاب کا نام **عُمدۃ المعَارِف** ہے جاننا چاہیئے
کہ مقاصدِ اقصٰے اور مطالب اسنٰے علوم سے اور نتیجۃ العلوم بلکہ ام العلوم
وہ علوم ہین کہ جنکو حکمتِ نظریہ کا عمدہ جزو اور فلسفہ اولی اور علم اعلیٰ
وعلمِ کلام اور علم الہی کہتے ہین بلکہ ہر علم و معرفۃ کا ثمرہ اور نتیجہ سمجھنا
چاہیئے۔ اور سب نیکیون کی اصل اور مبنٰی اور اساس جملہ سعاداتِ
دینویہ و اُخرویہ کا ہے وہ یقین کرنا وجودِ مبداء اور ثبوت صانع
پر ہے کہ ہر وجود کی ابتدا اور ہر فیضان کا منشا اوسی جناب کبریاے
بیچون سے ہے اور رجوع ہر ذرہ کی اور بازگشت ہر قطرہ کی اوسی
نورِ اقدس کیطرف سے اور اُسی دریائے رحمتِ بے پایان کیطرف ہے
اور اگرچہ پہچاننا اس ذاتِ اقدسِ قادرِ علی الاطلاق مالکِ بے ہمتا کا
اور یہ معرفۃ ویقین بلکہ حق الیقین اور عین الیقین اسکا جملہ بدیہیات

سے ہے بلکہ اجلی بدیہیات اور اوضح وجدانیات سے ہے ہر شخص
دل پر یہ معرفت منتقش ہے اور تسلّط اس معرفت کا عام وتمام ہے اگر
کوئی فرقہ مثلاً اس معرفت کا انکار کرے تو یہ انکار اوسکا محض لسانی ہوگا
یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَیَعْلَمُوْنَ مَا لَا یَقُوْلُوْنَ ٥ یعنے کہتے ہیں اوس
چیز کو کہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں اوس چیز کو کہ نہیں کہتے اس لئے کہ
تسلّط اوس خالق قیوم قادر موجد کا اور وجود اوسکا پورا ہے ہر جگہہ
ہر دلون مین ہے کون دل ہے کہ اوسکے وجود مطلق سے خالی ہے اور
اگر بالفرض کوئی اس معرفت سے اور اس یقین سے حقیقۃً معرا اور خالی
ہے تو حقیقۃً اوس نے خود ہی کو نہ سمجھا اور اپنے کو اور اپنے دل کو نہ
پہچانا کیونکہ ایک شئے اوسکے سامنے اور اوسکے دل مین اور اقرب
من حبل الورید ہے اور وہ نہین پہچانتا پس اوس نے نہین پہچانا کہ مین
کون ہون کیا ہون کیون آیا کیون چلا کسنے بھیجا کسنے بلایا آیا مین خود ہی
اپنے اختیار سے آیا دنیا سے مین اپنے اختیار و قدرت سے چلا اپنی ہی
خواہش سے جب چاہونگا دنیا سے جاؤنگا یا کیا اوس نے کچھہ نہ سمجھا یا
ایکہ کبھی ان باتون کے سوچنے کی نوبت ہی نہ آئی پس ایسا شخص آزاد
اور لاؤبالی اور مخبوط الحواس و مجانین سے سے تو ضرور امور دنیاوی
و معاش و معاد و آغاز کار و انجام و نتائج اشغال وغیرہ کی طرف سے

ملاحظہ سے سون دور ہے - پس جاننا چاہئیے کہ قادر مختار کے صرف آثار
کیطرف اور ظہور موجودات و وجودِ کائنات کیطرف ملاحظہ اور نظر کرنا
ایک بڑی دلیل کلی اور برہانِ عقلی کا ذریعہ ہے واجب الوجود کے لئے
کہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وہی خالق کل شئے کا ہے اور اوسکا کوئی خالق
نہین اور اوسکو کوئی وجود مین لانیوالا نہین ہے -- اسکو ہر ذی ہوش
حواس سمجھ لیتا ہے اِلّا جو مطلق حس و شعور نرکھتا ہو تو وہ معذور و مرفوع
القلم ہے اوسکو دین و دنیا سے کچھ مطلب و سروکار نہین مگر بنظر تنبیہ
الغافلین اور بلحاظ تفنن طبع اور بخیال اسکے کہ تذکرا ور یاد اوری ایسی
معرفت ویقین کی موجب اکتساب سعاداتِ دینا و یہ ودنیہ ہے کچھ
بطور نمونہ معرض بیان مین لایا جاتا ہے - اگرچہ یہ معرفہ اجلی او روشن
ترسب ادراکات سے ہے اور بدیہی ترجملۂ معارف سے ہے - جیسا کہ
ایک جنگلی جاہل اعرابی بادیہ نشین کی حکایت مشہور ہے کہ وہ ایک
روز خدمت بابرکت مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم
کے حاضر ہوا اوس صحبت مین بعضے حضار نے اوس سے استفسار
فرمایا کہ تو جو ایمان لایا اپنے خالق و مالک و معبود برحق پر تو کیونکر اوسکو
پہچانا اوس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل اور دقیق مسئلہ نہین ہے کہ جسکو
کوئی نہ سمجھے ہوا ہو اس لئے کہ کوئی فعل بے کسی کرنے والے کے

نہین پایا جاسکتا کوئی اثر بے کسی موثر کے کوئی شئے بے اوسکے
پیدا کرنے والے کے موجود نہین ہے ضرور اوس کا کوئی مبدا و
منشاء و موجد و خالق و فاعل ہے جیسا کہ جب میرا اونٹ جنگل مین
گم ہوجاتا ہے تو اوسکو مین ڈھونڈھ لیتا ہون اور اپنی فکر و فہم و
فراست سے پیدا کر لیتا ہون اسطور پر کہ اونٹ کی مینگنیان جس
سمت پاتا ہون اور اونٹ کے قدمون کے آثار اور نقوش راہ پر
دیکھتا ہون تو سمجھ لیتا ہون کہ اس راہ سے کوئی اونٹ جنگل مین
نکل گیا ہے اثر قدم بے کسی چلنے والے کے نہین ہوسکتا ہے آپ ہی
آپ نقش نہین ہوجاتے نقش بے نقاش کے نہین ہوتا پس یہی
چیزین دلیل و رہنما میرے لئے ہوتی ہین - اور انھین اُدلہ سے
تفحص و تلاش کرتا ہون یہان تک کہ اپنے مقصود اور مطلوب تک
پہونچ جاتا ہون اور اونٹ مل جاتا ہے پس جب کہ ادنیٰ شئے یعنی
نقش قدم اور مینگنیان آپ ہی آپ موجود نہین ہوجاتین تو کیونکر
ہوسکتا ہے اور کس کم عقل کی عقل مین یہ بات آسکتی ہے کہ یہ
عرش و کرسی و کواکب بے شمار و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب
و عناصر و پہاڑ و عجائب و تغیرات و نباتات و حیوانات و معدنیات
و انسان و انبیاء و اوصیاء و جنات و ملائک اور مارنا اور جلانا

اور انتظام عالم اور غلہ اوگانا اور پانی برسانا وغیرہ یہ سب چیزین آپ ہی
سے موجود ہون ضرور ان کائنات و موجودات کا کوئی موجد و باعث
اور سبب و موثر و خالق ہے اور بدیہیات سے ہے ہر شخص سمجھتا ہے
جب کہ اسطرح کی تقریر اوس اعرابی بادیہ نشین نے بیان کی تو جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ معرفت و یقین
اس اعرابی سے حاصل کرو اور اوس اعرابی کی تقریر مذکور کا یہ فقرہ زبان زد
خلائق ہے۔ اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ وَ اٰثَارُ الْاَقْدَامِ تَدُلُّ
عَلَى الْمَسِيْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ لَا تَدُلُّ
عَلَى اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ یعنی ایک ادنے چیز یعنی مینگنیان دلالت کرتی
ہین اونٹ کے وجود پر اور نقش قدمون کے دلالت کرتے ہین چلنے والے
تو کیونکر یہ تمام عالم اپنے صانع پر دلالت نکریگا پس جبکہ ایسا جاہل
بادیہ نشین تک اس معرفت کو سہل اور آشکار تر جانتا ہے تو کیونکر
ہوسکتا ہے کہ جو شعور وحواس و پارۂ عقل رکھتا ہو وہ اس معرفت
کے جاننے سے خالی ہو۔ علی الخصوص ایسے اشخاص کہ علوم و فنون مین
ماہر ہون نظریات و عملیات مین پوری دستگاہ رکھتے ہون یا حقائق
امور و دقائق علوم مین موشگافیان کرتے ہون اور تہذیب اخلاق
و تدبیر منزل و سیاست مدنیہ و معاملات مشکلہ مین گوئی سبقت لے گئے

ہین ویسا ہی خالق مطلق کو اوسکے صفات ومتعلقات کے ذریعہ سے پہچانتے
ہین کنہ بیچون سبحان تک ہم نہین پہونچ سکتے پس جیسا کہ اوسکے تعیّن اور
اوسکی معرفت کا یقین بدیہی ہے ویسا ہی نظری تر ہے باعتبار کُنہ و حقیقت
کے بلکہ ہر نظری سے نظریت اسکی بمراتب فوقیت رکھتی ہے - ہان جسقدر
سمجھنا بدیہی ہے اوسیقدر کے سمجھنے کے لئے دلائل عقلیہ وغیرہ بھی قایم ہین
اور یہ امر بھی کیسا بدیہی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم مٹی کے ہین اور مٹی ہی پر
ہمارا سکون و حرکت اور ساری معیشت ہے مگر مٹی تک کو ہم نہ سمجھے کہ کیا
ہے اگر سمجھا ہے تو اتنا ہی سمجھا کہ مٹی کیا ہے تراب ہے جسکو ارض کہتے
ہین یعنی خاک کہ اوسکو زمین کہتے ہین یعنی مٹی یہ سب تعریفات لفظیہ
ہین باختلاف السنہ پس جو چیز کہ ہم سے کلیۃً مبائن ہے بدرجۂ اولی اگر جانے جاینگے
تو یہ تعریفات لفظیہ جاینگے خصوصًا صانع عالم کی ماہیت وحقیقت و کنہ
بدرجۂ اولے نہ سمجھ سکینگے الّا بتعریفاتِ لفظیہ مگر مقصود معرفت سے
اسیقدر ہے کہ سمجھین کہ وہ ایک شئے ہے موجود و متحقق ہے اور
شئے کا متحقق ہونا میرے یقین و اعتقاد جازم مین بس یہی کافی ہے
چاہیے اوسکی تعبیر کسی لفظ سے کسی لغت سے کرین -

چوتھا مقدمہ دلیل کے معنی مرشد اور دال یعنی ہدایت و رہنمائی
کرنے والا اور ہادی اور بتلانے والا او بمعنے راہ کے ہے از روئے لغت کے

مگر علوم عقلیہ کی اصطلاح مین اوس شئے کو کہتے ہین کہ جسکے جاننے سے
دوسری چیز کا جاننا لازم آئے اور وہ دوسری چیز یعنی اوس کا دعوے
علم اوسکا تصدیق ہو نہ تصور یعنی تصدیق مجہول دعوے ہو تو اوس کے
لئے تصدیق معلوم دلیل ہے *

پانچوان مقدمہ بدیہی اور نظری مین جو شئے بے مرشد و دلیل کے
جانی جائے اوس شئے معلوم کے علم کو بدیہی کہتے ہین مگر بعضی ایسی چیزین
کچھہ مجہول سی ہوتی ہین تو وہ بہی محتاج بدلیل نہین ہین بلکہ اونکے توجہ
یا چھونے چکھنے وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہین - مثال پہلے کی جیسے یہ کاغذ
موجود ہے یا اس قلم سے اس سیاہی سے مین لکھہ رہا ہون اور دوسرے کی
مثال جیسے بیس دونا ہے دس کا اور پچیس ایک تہائی ہے پچہتر کی اور
مثال تیسرے کی جیسے یہ آگ ہے یہ کھٹا ہے یا کڑوا ہے مثلاً - اور
جو شئے کہ اسوقت معلوم ہے مگر جب حاصل ہوئی تھی تو بدلیل حاصل
ہوئی تھی ایسے معلوم کے علم کو بدیہی نہ کہینگے کیونکہ اصل مین وہ شئے
محتاج دلیل کی ہے کہ بے دلیل کے حاصل نہین ہوئی تھی - اور جو شئے
بے ہادی و دلیل کے نجانی جائے اوس شئے لامعلوم و نا آشکار کے
جاننے کو نظری کہتے ہین کیونکہ وہ شئے نامعلوم محتاج دلیل کی اور بتلانے والے
کی ہے - اگرچہ وہ شئے نظری مجکو اسوقت معلوم ہے مگر جب معلوم ہوئی

یہ ہے کہ جو دلیل فائدہ قطع و یقین کا ندے وہ دلیل نہین ہے بلکہ اوسکو
امارت کہنا چاہیئے یعنی بامارۃ و قرینہ فائدہ ظن کا حاصل ہوتاہے پس
امارۃ بہی عقلیہ اور نقلیہ ہوتاہے اور دلیل نقلی کو دلیل سمعی بہی کہتے
ہین اور دلیل نقلی فائدہ قطع و یقین کا جو دیتی ہے وہ بسبب انضمام عقل
کے بس یقین منحصر ہے عقل مین حقیقۃً اور جب دلیل عقلی سے ایک
دعوے ثابت ہوا اور مثلاً اوس دعوے کے خلاف مین دلیل نقلی ہو
تو دیکھینگو کہ نقل صحیح اور قابل اعتبار کے ہے یا نہین اگر ہے تو دلیل
عقلی مین تاویل مہمل اور خلافِ عقل ہے چاہیئے کہ دلیل نقلی مین تاویل
کرکے اوسکو دلیلِ عقلی کے موافق کرینگے اگر عقل کے مطابق نکرینگے
تو وہ دلیل نقلی از روے عقل کے باطل ہوجائیگی اور جواز روے
نقل صحیح باطل ہے وہ حقیقۃً باطل ہے اس لئے کہ عقل سے ایک چیز
معلوم ہوئی اور نقل سے اوسکے خلاف یعنی مثلاً نقیض اوسکا معلوم ہوا
تو اگر دونوں پر عمل کرین تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا یا دونون کو
چہوڑدین تو ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر نقل پر عمل کرین تو خلاف
عقل ہے اور خلافِ عقل ہونے سے عمل بر نقل بہی باطل ہوجائیگا تو چوتھی
صورت ثابت ہوئی کہ عقل پر عمل کرنا اور نقل کو تاویل کرکے
موافق عقل کے کرنا جیسا کہ عقل ہدایت کرتی ہے اسبات کی کہ دوسرا

اور بعض شئے موجود ایسی ہوتی ہین کہ ذہن ہی مین موجود ہوتی ہین
اور خارج مین موجود نہین یا خارج مین موجود ہونے کے قابل ہی نہین
اور جو شئے خارج مین موجود ہوتی ہین وہ ذہن مین بھی موجود ہو جا سکتی
ہین جب کوئی اوسکو ذہن مین لائے - اور وجود کے معنی بدیہی ہے
ہر شخص سمجھتا ہے اور کون اور ثبوت اور تحقق اور شیئیتہ کی ساتھ
وجود کی تعریف کی جاتی ہے وہ تعریف حقیقتہً نہین ہے بلکہ تعریف
لفظی ہے اس لئے کہ وجود معروف تر و مشہور تر ہے سب معارف سے
کہ جسکو سب سمجھتے ہین اور اس لئے کہ وجود سے بڑھ کر کے عام تر کوئی
شئے نہین ہے تو کیونکر اسکی تعریف ہو سکتی ہے کیونکہ تعریفات شئے مین
ایسی قیدین لائی جاتی ہین کہ جسکے تحت مین وہ شئے ہو اور خاص ہو اور
وجود کسی شئے سے خاص نہین بلکہ سب سے عام تر ہے لہذا اس کی تعریف
نہین ہو سکتی مگر تعریف لفظی یعنی وجود کیا چیز ہے وجود ثبوت ہے
یا ہوتا ہے یا پایا جاتا ہے - علاوہ اسکے وجود و عدم کی تعریف مین
دور لازم آئیگا اور دور محال ہے اس لئے اسکی تعریف نہین ہو سکتی
اور دور کا محال ہونا آگے آئیگا - اور وجود صفت شئے کے ہے اگر
وہ شئے ذہن مین متصور ہو تو اوسکا وجود ذہنی ہے والّا اوس کا
وجود خارجی ہے یعنی خارج از ذہن اور موجود موصوف بصفتہ وجود ہے

اگرچہ بعضے حکماء قائل ہوئے ہین کہ وجود خود شئے موجود ہے صفت موجود کی نہین ہے بلکہ خود وہ حقیقت متأصلہ رکھتی ہے مثل اور ماہیات مجردہ کے مگر یہ صحیح نہین ہے جیساکہ اسکی تحقیق دوسری کتابون مین موجود ہے - اور ہم نے بہی وجود کی حقیقت متاصلہ ہونے کے اور ماہیتہ مستقلہ ہونے کے ابطال مین بہت سے دلائل حاشیہ میرزاہد شرح مواقف مین لکھے ہین پس خود وجود ذہن سے جدا ہو کے خارج مین ثابت نہین بلکہ ذہن مین ہے اس حیثیت سے کہ صفت ہے کسی موجود کی پس عدم بدرجۂ اولے ذہنی ہے نہ خارجی یعنی عدم معروض ذہنی ہے والا نہ ذہنی ہے نہ خارجی وجود کے سمجھنے کے لئے عدم فرض کیا جاتا ہے اگرچہ بعضے حکما عدم کو فرضی نہین کہتے ہین اور اس مین قیل و قال ہے *

آٹھوان مقدمہ کلی جزئی کے بیان مین چونکہ عام لوگ عام و خاص کو سمجھتے ہین اس لئے اونکی سمجھ کے موافق ہم کلی اور جزئی کو سمجھاتے ہین کلی یعنے عام شئے جیسے انسان کہ بہت سی چیزون پر کہا جاتا ہے زید کو انسان کہتے ہین بکر و خالد وغیرہ کو سبکو انسان کہتے ہین اور جزئی یعنی خاص شئے جیسے زید بکر خالد کہ ہر ایک جزئی تحت مین کلی کے ہوتا ہے اور کلی سے خاص ہوتا ہے اور کلی عام ہوتا ہے

جزئی سے اور تمام جزئیات کو شامل ہے اگرچہ ایک جزئی کے پائے جانے سے
بھی او سپر کلی کا صدق ہوتا ہے *

نوان مقدمہ علتہ اور معلول سے کیا مقصود ہے - لواحق و
عوارض ماہیتہ سے علتہ اور معلول بھی ہے یعنی جس شئے سے کوئی شئے
صادر ہو وہ شئے صادر کنندہ علتہ ہے اور ایک سے دوسرا اور دوسرے
سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا صادر ہو تو سابق علت لاحق کی ہوگی
اور لاحق معلول سابق کا ہوگا - خواہ علت مستقل بموجب کہ علت و معلول
مین کسی اور علت کا فاصلہ ہو خواہ غیر مستقل جبکہ علت و معلول مین کسی
اور علت کا فاصلہ ہو - پس علت یا بلا واسطہ ہوگی یا علت بواسطہ ہوگی
اور جو شئے موجود صادر ہو غیر سے وہ معلول ہے یعنی جو شئے اپنے وجود کو
استفادہ کرے غیر سے وہ معلول ہے اور علت بلا واسطہ اور بالواسطہ
دو قسمین ہین ایک علت تامہ کہ بے ملائے ہوئے دوسری علتہ کے خود
صدور فعل مین کافی ہو اور دوسرے علتہ ناقصہ کہ جو علت محتاج ہو اپنے
فعل مین دوسرے تتمہ و علت کا اور مطلق علت کی چار قسمین ہین ایک
علت فاعلی دوسری علت غائی تیسری علت مادی چوتھی علت صوری
فاعلی ظاہر ہے جیسے کہ اس کتابت موجودہ کے لئے مین کاتب و فاعل کتابت
ہون اور مطالعہ کرنا میرا یا اور لوگون کا علت غائی ہے یعنی غرض کتابت

سے ہے اس لئے کہ خطوط ونقوش وسائل مطالب ہین اور جس چیز سے حروف
ونقوش لکھے جاتے ہین یعنی سیاہی مثلاً علتِ مادی ہے اور صورت
وہیئتہ ونقوش حروف علتِ صوری ہے یا جیسے بڑھئی علتِ فاعلی ہے۔
اور تخت پر بیٹھنا علتِ غائی ہے اور لکڑی اور لوہا تخت کا علتِ مادی
ہے۔ اور ہیئت وصورت تخت کی علتِ صوری ہے اور جب اجتماع
شرائط اور رفعِ موانع ہوگا تو علتِ تامہ سے معلول واجب ہے کہ پیدا ہو
ورنہ علت علت نہین ہے اور جب معلول پیدا ہوا تو علتِ تامہ کہ جو تاثیر
بخشنے والا ہے معلول مین اگر باقی نرہے معلول بھی باقی نرہیگا۔ اگر
کوئی کہے کہ معمار نے مثلاً دیوار بنائی اور مرگیا تو چاہیے کہ دیوار بھی اوسکے
مرنے کے بعد ساتھہ ہی گرجائے اور اینٹ مٹی گچ وغیرہ سب فنا ہوجائین
حالانکہ بعد مرنے کاریگر کے بھی مدتون باقی رہتی ہے تو کہونگا یہ غلط فہمی
ہے کیونکہ بقائے دیوار کی علت خدا ہے اور معمار بقدرت واعانت
خدا حرکت پر قادر ہوا کہ ہاتھہ پاؤن کی حرکت سے اینٹین اور پتھر وغیرہ
کو حرکت دے سکا اور ایک پر ایک کو ساکن کرنیکا ذریعہ ہوا ایس حقیقت
معمار علتِ موثرہ اور اثر کرنے والا وجود دیوار مین نہین ہے کیونکہ
دیوار بسبب ممکن الوجود ہونے کے وجود و عدم کی طرف نسبت مساوی
رکھتی ہے اور اپنے وجود مین محتاج ہے قادر مطلق کا یعنی واجب الوجود کا

کیونکہ ہر ممکن واجب الوجود کا محتاج ہے اور معمار خود ممکن الوجود ہی واجب الوجود
نہین علت موثرہ فی الوجود کے باقی نرہنے سے ضرور ہے کہ معلول
فوری معدوم ہوجائے کیونکہ وجود ممکن الوجود بے اپنی علت کے مستغنی
عن الغیر ہو کے نہین پایا جا سکتا اور معمار اپنے ارادہ اور قصد اور
معونت و تسلط واجب الوجود سے اسباب و آلات کو حرکت و تیار رہا
مگر تاثیر فعل علت موثرہ واجب الوجود کیطرف سے ہے اور علت
موثرہ مین ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امکان اس بات کے ہو
کہ غیر مین اثر نکرے اور ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امتناع اسبات
کے ہو کہ غیر مین اثر نکرے جیسے آگ کہ سوختگی شئے سوختنی کی علت
ہے جب کوئی مانع ہو تو ممتنع ہے کہ اثر نکرے پس آگ علتہ موجبہ ہے
جل جانے شئے کی اور انسان مثلاً علتِ حرکت و سکون ہے مگر چونکہ
باامکانِ عدم فعل ہے اس لئے انسان علت موجبہ نہین ہے بلکہ
فاعل قادر مختار ہے اس جگہہ اسی قدر کافی ہے باقی مباحث ذی المقدمہ
مین آئینگے*

دسوان مقدمہ قدیم و حادث کے معنے جس موجود کے وجود کی
ابتدا اور اول ہو اور لاوجود اوس شئے کے لئے اوس شئے پر مقدم ہو
یعنی جس شئے کے لئے اوس سے پہلے عدم ہو وہ شئے حادث ہے یا ایسا

ہنو تو وہ شئے قدیم ہے یا ازلی ہے یعنی جس کے وجود کی ابتدا اور آغاز نہو وہ قدیم ہے اور قدیم یا ذاتی ہے یا زمانی - قدیم ذاتی وہ ہے کہ جس شئے کے وجود سے پہلے نہ عدم ہو نہ وجود نہ زمانہ یعنی اوسکی خود ذات قدامت اور سبقت کی مقتضی ہے نہ غیر کے ذریعہ سے یعنی قدیم علی الاطلاق ہو - اور قدیم زمانی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے وجود سے پہلے صرف عدم ہنو عام اس سے کہ غیر عدم مثل وجود و زمان وغیرہ کے اوس سے پہلے ہو یا ہنو پس قدیم زمانی عام ہے اور قدیم ذاتی خاص اور اس محل مین اتنا ہی بس ہے *

گیارہوان مقدمہ جوہر و عرض کے بیان مین جس شئے کے لئے نہ وجود ضروری ہو نہ عدم یعنی جسکو ممکن کہتے ہین دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ پایا جائے مستقلاً قائم بالذات ہوکے نہ یہ کہ کسی مین ہوکے پایا جائے اور خارج مین اوسکا وجود ہو تو اوسکو جوہر کہتے ہین جیسا کہ انسان جوہر مجرد ہے یا بدن انسان جوہر مادی ہے مثلاً - اور اگر شئے ممکن مستقلا نہ پائی جائے بلکہ غیر مین ہوکے پائی جائے اوسکو عرض کہتے ہین بفتح راے مہملہ جیسے رنگ کہ جسم مین ہوکے پایا جاتا ہے کہ جسم جوہر ہے اور رنگ عرض اور تفصیل اعراض کی مثلاً حیوۃ شہوۃ و نفرت و قدرت و ارادہ و کراہت و اعتقاد و ظن وغیرہ اور الم و سرور و حرکت و سکون اجتماع و افتراق و ثقل و خفت و حرارۃ و برودۃ و رطوبت و یبوست و رنگ

وصوت و بو و ذائقہ و فنا و موت یا طول عرض عمق لاغری و فربہی وغیرہ
اور زیادہ طول دینا مناسب حال اس رسالۂ مختصرہ کے نہین ہے۔

بارہوان مقدمہ وجوب و امکان و امتناع کے بیان مین جسکو

شئے اور چیز وغیرہ کے ساتھ عبارت کرسکین دو حال سے خالی نہین یا
موجود ہے یا معدوم جیسا کہ اوپر گذرا اگر موجود ہے تو اوسکا وجود یا ضروری
ہے یعنی واجب و لازم ہے یا وجود اوسکا ایسا نہین ہے یعنی عدم اوسپر
طاری ہوسکتا ہے۔ اور جب عدم اوس پر آسکتا ہے تو نہ اوس کا وجود
ضروری ہے نہ عدم اوسکا ضروری ہے پس موجود کی دو قسمین ہوئین ضروری
الوجود اور غیر ضروری الوجود۔ اور اگر معدوم ہے تو اوسکا عدم یا ضروری ہے
یا نہین اگر معدوم کا عدم ضروری نہین ہے تو اگر کبھی موجود ہوگا تو وجود
بھی اسکا ضروری نہوگا پس معدوم کی دوسری قسم وہی موجود کی دوسری
قسم ہے کہ نہ وجود ضروری نہ عدم ضروری صرف فرق یہ ہے کہ موجود بوجود
غیر ضروری ہے اور معدوم بعدم غیر ضروری ہے موجود بوجود ضروری
کو واجب الوجود کہتے ہین اور معدوم بعدم ضروری کو ممتنع الوجود کہتے ہین
اور موجود بوجود غیر ضروری اور معدوم بعدم غیر ضروری کو ممکن الوجود کہتے ہین
پس شئے یا واجب ہے یا ممکن یا ممتنع چوتھی کوئی صورت نہین ہے یعنی
شئے یا موجود ہے یا معدوم اگر موجود ہے تو غیر سے مستغنی ہے اپنے وجود مین

نہوگا جب تک کسی ایک جانب رجحان نہو اور باعث رجحان وجود علت
تامہ ہے کہ اگر کوئی غیر اوسکا موجد ہوگا اور علت ہوگی تو وہ ممکن موجود
ہوگا اور اگر کوئی غیر موجد وعلت نہو تو وہ ممکن معدوم رہیگا کیونکہ عدم
موجد وعلۃ علۃ و موجد عدم ہے - پس واجب بالذات اور واجب بالغیر
اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر یہ پانچ قسمین ہوئین
مگر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہے پس واجب بالذات
اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات یہ تین ہی قسمین ہوئین جیسا کہ گذرا
اور ممکن بالغیر کوئی شئے نہین اس لئے کہ جب اوسکی ذات خود ممکن ہے
تو غیر کی وجہ سے ممکن ہونا کوئی معنے نہین رکھتا - اور اگر ممکن کا موجد
وعلۃ تامہ غیر ہے تو ممکن واجب الوجود اور ضروری الوجود ہوجائیگا ضرور وجود مین آئیگا جیسا کہ
اسکی تحقیق آگے آئیگی کہ علت تامہ کی وجہ سے ضروری الوجود ہوا ہے ورنہ
نسبت اوسکی طرف وجود و عدم کی برابر ہے پس ضروری الوجود بسبب
غیر کے وہ ممکن بالذات ہے اور ممتنع اگر ممتنع بالغیر ہو تو اوس کے
یہ معنے ہونگے کہ غیر اوسکا جو علت تامہ ہے اوس نے ممتنع کردیا یعنی
کبھی وجود مین نہ لائیگا والا خود ممتنع مین صلاحیت وجود کی بھی
پس ممکن بالذات ہوجائیگا پس ممتنع بالغیر اگرچہ لاشئے محض نہین
مگر وہ دوسری شئے نہین ہے وہ ممکن بالذات ہے نہ غیر — اور دو

اور ممکن اور ممتنع کی تعریف بھی تعریف لفظی ہے مثل تعریف وجود و عدم
کے والا درصورت اس کے کہ تعریف واجب و ممکن و ممتنع کی تعریف حقیقی ہو تو تعریف باطل
ہو جائیگی اس لئے کہ ایسی تعریفات مین دور محال لازم آئیگا اور اس مطلب کو
اس مختصر رسالہ عام فہم مین خصوصًا رسالہ مختصرہ کے مقدمہ مین لکھنا مناسب
نہین اسکو ہم حاشیہ میرزاہد شرح مواقف مین لکھ چکے ہین اور
دور کے معنے اور اسکا محال ہونا سترہوین مقدمہ مین آئیگا اور
اس محل مین اتنا ہی سمجھنا کافی ہے - اور ممکن بالذات اور واجب
بالغیر اور ممتنع بالغیر یہ تینون ایک ہی چیز ہے یعنی ممکن بالذات ہے
ممکن بالذات کی تعداد کی کوئی حد نہین اور ممتنع بالذات لاشئے و فرضی
ہے اور واجب بالذات ایک ہی ہے دو نہین ہو سکتا پس زیادہ
بدرجہ اولے نہوگا اور بیان توحید سے ثابت ہوگا کہ ایک ہی ہے
اور واجب الوجود بالذات عین واجب بالغیر نہین ہوتا والا غیر کے
عدم سے واجب الوجود بالذات معدوم ہو جائیگا کیونکہ بعدم علت تامہ
عدم معلول ہوتا ہے جیسا کہ گذرا اور واجب بالغیر ضروری الوجود
نہین ہے تو اس کے عدم سے اسکا عین یعنی واجب الوجود بھی معدوم
ہو جائیگا تو واجب الوجود ممکن الوجود ہو جائیگا اور نہ وجود اور وجوب
واجب الوجود بالذات مین زاید بر ذات ہوتا ہے اگر صفت زائدہ

ذات کے علاوہ ہو تو واجب الوجود محتاج ہوگا اپنے وجود مین غیر کا
عین ذات ہے کیونکہ محتاج نہین ہے والا محتاج و ممکن ہو جائیگا واجب
الوجود بالذات نرہیگا اور واجب الوجود مرکب نہین ہوتا اگر واجب الوجود
بسیط مرکب ہو تو محتاج ہوگا اپنے وجود مین وجود اجزا کی طرف کہ اجزا چاہئیے
پہلے پائے جائین بعد اوس کے مرکب کا وجود ہو اور محتاج اپنے وجود
مین ممکن ہوگا واجب بالذات نرہیگا اور واجب بالذات کسی کا جزو نہین
ہوتا ہے کیونکہ اگر جزو کسی کا ہوگا تو یا ممکن بالذات کا جزو ہوگا یا کسی واجب
بالذات کا جزو ہوگا اگر ممکن کا جزو ہے تو واجب بالذات ممکن بالذات ہو
جائیگا کیونکہ جزو ممکن کا ممکن ہے اور اگر واجب بالذات کا جزو ہے تو جزو
جزو کے ساتھ امیزش و فعل و انفعال ہو کے مرکب ہوگا اور انفعال
یعنی اثر فعل کو قبول کرنا شان سے ممکن کی ہے نہ شان سے واجب بالذات
کی کیونکہ حالت انفعال مین واجب بالذات ممکن بالذات ہو جائیگا اور
یہ بھی جانا گیا کہ جو موجود بالذات ہے یعنی اوسکی طبیعت خود مقتضی ہے
وجود کو بے احتیاج طرف غیر کے تو وہ ضرور موجود ہوگا یعنے واجب الوجود
بالذات ہوگا کیونکہ جب اوس کی طبیعت خود ہی چاہتی ہے وجود کو تو معلوم
ہوا کہ معدوم نہین ہے اور کبھی معدوم نہین ہوگا وجود و عدم کی نسبت
اوسکی ذات کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر ہرگز نہ آئیگا —

تیرہوان مقدمہ ذات اور صفات کے بیان مین ذات
ماہیۃ متاصلہ مستقلہ ہے یعنی کسی شئے کی ماہیت ہے بلکہ حقایق موجودہ
مستقلہ فی الخارج سے ہے پس اگر فرضی ہو تو جوہر ہو سکتی ہے اور صفت
ماہیہ متاصلہ مستقلہ نہین ہے حقایق موجودہ مستقلہ سے نہین ہے
اگرچہ خارج مین بھی ہو پس قایم بالذات نہین ہے عام اس سے کہ ذات
ہی عین ہو یا ملحق بذات و منضم بذات و زائد بر ذات ہو یا ن - اگر ملحق
بذات اور زاید بر ذات ہو تو قائم بالغیر اپنے وجود مین محتاج محل وجود کا
ہوگا پس وہ صفات کہ بحیثیت صفیتہ محتاج بموصوف ہو تو وہ جواہر نہین
ہین بلکہ اعراض سے ہین عام اس سے کہ عرض ہو یا عرض کا عرض ہے *
چودہوان مقدمہ تناقض و تضاد کے بیان مین دو شئے
دونون ذات ہون یا دونون صفات ہون یا ایک ذات ایک صفت
ہو یا دونون جوہر ہون یا عرض یا مختلف - دو حال سے خالی نہین یا
[illegible] - دوسرے پر طرفین سے صادق آئے یا ایک دوسرے پر صادق
نہ آئے نہین کہا جا سکے کہ یہ وہ ہے اگر پہلی صورت ہے یعنی یون کہا جا
سکے کہ یہ وہ ہے وہ یہ ہے تو ان دونون مین سے ایک دوسرے کا
مساوی ہوگا اور یہ نسبتہ مساواۃ کی دو عام شئے مین ہوتی ہے جیسے
انسان و ناطق و منعم و رازق و وجود و تحقق مثلاً *

اور اگر دوسری صورت ہے کہ ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک طرف سے پورے طور سے صادق آسے اور دوسری طرف سے پورے طور سے صادق نہ آسکے یعنی دوسری طرف سے کچھ صادق آئے یا دونون طرفون سے ایک دوسرے پر کچھ کچھ صادق آئے بس دو حالتین ہوئین ایک یہ کہ ایک صادق آئے دوسرے پر پورے طور سے اور دوسرا اوس پر پورے طور سے صادق نہ آئے یا طرفین سے صادق آنا بطور کلیۃ ہو اول نہین کا عام و خاص مطلق ہے اور دوسرا انکا عام خاص من وجہ ہے عام خاص مطلق کی مثال جیسے گھوڑا اور کمیت کہ گھوڑا ہر کمیت پر صادق آتا ہے ہر کمیت گھوڑا ہونے مین داخل ہے اور کمیت کل گھوڑے مین داخل نہین بلکہ کمیت بعضے گھوڑے کو کہتے ہین پس کمیت ہر گھوڑے پر صادق نہ آیا اور عام خاص من وجہ کی مثال جیسے ہر گوشت کھانے کے قابل نہین اور ہر کھانے کے قابل جیسے چاول گوشت نہین یعنی بعضے گوشت کھانے کے قابل ہین جیسے بکری کا گوشت اور بعضے گوشت کھانے کے قابل نہین جیسے اپنا گوشت پس تین صورتونکا بیان ہوچکا - یعنی ایک یہ کہ طرفین سے پورا صدق ہو دوسرے یہ کہ ایک طرف سے پورا صدق ہو تیسرے یہ کہ طرفین سے صدق پورے افراد پر نہو - اول مین نسبت تساوی کی

ہے کچھہ بہی طرفین سے مغائرت ہنین اور دوسرے اور تیسرے مین
کچھہ کچھہ مغائرت ہے - چوتھے یہ کہ طرفین سے صدق مطلقاً نہو یعنی
کچھہ بہی ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے بلکہ ایک دوسرے کا
بالکل مغائر ہو یعنی یا دو شئے مین کچھہ بہی مغائرت نہو تو اون دونون
مین مساوات ہے یا اون دونون مین کچھہ مغائرت ہو تو عام خاص مطلق
اور عام خاص من وجہ ہے یا اون دونون مین بالکل مغائرت ہو پس
یہ تیسری قسم یعنی مغائرت کلیۃً کہ حقیقۃً چوتھی قسم ہے اس مغائرت کو
تباین کہتے ہین اسکی دو حالتین ہین ایک یہ کہ از روے وجود و عدم
دونون صورتون مین مغائرت اون دونون مین ہو یا صرف وجود
کی روسے اون دونون مین غیریت ہو - پس اگر ان دو متبائن مین
وجوداً اور عدماً بہر حالت غیریت ہے تو اس تبائن کو تناقض کہتے ہین
اور اگر صرف وجود مین غیریت ہو تو اس تبائن کو تضاد کہتے ہین مثال
اون دونون کی کہ ایک دوسرے کی نقیض ہو جیسے زید اور لا زید انسان
اور لا انسان شجر اور لا شجر - اور مثال اون دونون کی کہ ایک دوسرے کا
ضد ہو جیسے زید اور بکر انسان اور شجر تساوی اور عموم و خصوص مطلق
اور عموم و خصوص من وجہ عام شئے مین واقع ہوتا ہے اور تبائن یعنے
تناقض و تضاد عام کلی مین بہی ہوتا ہے اور جزئیات مین بہی واقع ہوتا ہے

مگر چونکہ ایسے جزئیات کہ جو بالکل خاص ہون کسی طرحکا عموم اون مین
ہو یعنی جزئی حقیقی تو کسی دو جزئی حقیقی مین کسیطرحکا التباس و شبہ
نہین ہے پس اسکی بھی احتیاج نہین کہ دو جزئی مین نسبتہ تغائر کی بیان
کی جائے اسلئے کہ تبائن یعنی تناقض وتضاد درمیان دو عام شئے
کے کہا جاتا ہے مثل تساوی وعموم وخصوص مطلق وعموم وخصوص من وجہ
کے ۔ کیونکہ تضاد اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی یا تباین یا
عموم وخصوص ہو اور تناقض بھی اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی
وغیرہ ہو پس سمجھنا چاہئے کہ انسان و حجر مین تضاد ہے یعنی نہین ہوسکتا
کہ کسی شئے پر انسان و حجر دونون صادق آئین مگر عدم دونونکا ایک جگہہ
یعنی ایک مادہ سے ہوسکتا ہے مثلاً شجر کہ نہ حجر ہے نہ انسان اور اس سے
معلوم ہوا کہ کسی کلی یعنی عام شئے پر حرف نفی لانے سے اوس شئے کی نقیض
ہو جاتی ہے جیسے مکان ولا مکان کتاب ولا کتاب وغیرہ و نیز موجودات
یا متماثلہ ہوتے ہین یا متخالفہ ہوتے ہین ۔ متماثلہ جیسے دو سفیدی مساوی
درجہ کی اور متضادہ متخالفہ کی قسم ہے جیسے دو رنگ ایک سفید ایک سیاہ
کہ ایک محل مین یعنی ایک کپڑے پر مثلاً دونو جمع نہین ہوسکتے بیک وقت
مگر مختلف وقتون مین ایک کپڑے پر یا مختلف کپڑون مین ایک وقت مین
دو رنگ متضاد یعنی سیاہی اور سفیدی جمع ہوسکتی ہے اور سیاہی

اور سفیدی دونوں سے کپڑا خالی ہو یہ بھی ممکن ہے مثلاً زرد ہو یا سرخ اور یہ
مثال ضد مشہور کی ہے اور ضد حقیقی وغیرہ کی تحقیق اس رسالہ مختصر مین
بے محل ہے ❊

پس حاصل تضاد و تناقض یہ ہوا کہ اجتماع ضدین بیک وقت ایک جگہہ
مین محال ہے اور ہو سکتا ہے کہ بیک وقت ایک جگہہ مین دونوں نہوں جیسے
سرخ کپڑے سے سیاہی اور سفیدی دونوں زائل ہین مگر کوئی کپڑا ایسا نہین
کہ سیاہ اور سفید بیک وقت ہو اور جہان پر سیاہی ہو وہین سفیدی
بھی ہو یہ محال ہے پس سفیدی سیاہی ضدین ہین اور اجتماع نقیضین
بیک وقت بیک جا محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع نقیضین بھی محال ہی نہین
ہو سکتا کہ ایک وقت مین ایک جگہہ سے دونوں نقیضین معدوم ہوں جیسے
انسان اور لا انسان کہ ان دونوں مین سے ضرور ایک ہوگا ایک نہوگا نہ
دونوں کا جمع ہونا جائز نہ دونوں کا رفع ہونا جائز اجتماع النقیضین محال
ہے اس وجہ سے کہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شئے ایک ہی وقت مین موجود
بھی ہو اور معدوم بھی ہو یعنی بحیثیت موجودیت معدوم ہو اور بحیثیت
معدومیت موجود ہو بیک وقت اور یہ محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع
نقیضین ❊

پندرھوان مقدمہ جب دلیل عقلی صحیح کا علم و یقین حاصل ہو

تو بسبب ایسے علم بدلیل عقلی کے علم ویقین اوس کے نتیجہ کا یعنی دعوے
کا حاصل ہونا ضرور ولازم ہے کیونکہ بعد حصول علم ویقین بدلیل صحیح
اب یہ دعوے کسی دلیل کا محتاج نہین تو حصول اوسکا ضروری وبدیہی
ہوا اِس لئے کہ جب کوئی جانے اِس بات کو کہ دس نصف ہے بیس کا
اور بیس نصف ہے چالیس کا تو ضرور بلا حالت منتظرہ اسکا علم ویقین
ہوجائیگا کہ دس نصف نصف ہے چالیس کا یا یہ کہ دس
نصف ہے بیس کا اور جو نصف ہے بیس کا وہ جُفت ہے تو بالبداہۃ
اسکا علم ہوگا کہ دس جفت ہے نہ طاق بس ثابت ہوا کہ دلیل عقلی صحیح کا
نتیجہ یعنی دعوے کا علم ویقین ضرور ہوگا محض دلیل عقلی کے مقدمون
کے ذریعہ سے ضرور حاصل ہوگا یعنی یقین بدعوے لازم ہے اپنی دلیل
کے علم ویقین کو *

سولھوان مقدمہ   العالم ماسوے اللہ یعنی عالم اوسکو
کہتے ہین کہ جو واجب الوجود بالذات کا غیر ہو اور جو اپنے کو موجود
سمجھتا ہے وہ دوسرے موجودات کو بھی ضروری موجود جانے گا نہ
یہ کہ سب چیزین موہوم ہین یا نہین ہین بلکہ آگ کو آگ پانی کو پانی زمین
کو زمین جانے گا اور موجود سمجھیگا نہ یہ کہ اپنے کو موجود سمجھے اور
دوسرے کو معدوم *

سترہوان مقدمہ دور اور تسلسل کے بیان مین جب
ایک شئے موقوف ہو دوسری شئے پر یعنی وجود اول شئے کا یا جاننا اول
شئے کا بے وجود ثانی شئے کے یا بے جانے ثانی شئے کے نہو سکے اور پھر
شئے ثانی موقوف ہو اول شئے پر یعنی وجود ثانی شئے کا یا جاننا اوسکا
نہو سکے بدون وجود یا جاننے اول شئے کے تو یہ توقف کا دوران ہوا
درمیان دو شئے کے کہ یہ اوسپر موقوف ہے وہ اسپر موقوف ہے یعنی
مثلاً (آ) کا جاننا یا پایا جانا موقوف ہے (ب) کے جاننے یا پائے
جانے پر اور (ب) کا جاننا مثلاً موقوف ہے (آ) کے جاننے پر
پس ایک کا علم یا وجود دوسرے کے علم یا وجود پر موقوف ہے
اور دوسرے کا اول پر پس اس سے لازم آیا کہ (آ) کا وجود
موقوف ہے (آ) کے وجود پر یعنی (آ) نہین پایا جائیگا
جبتک کہ (آ) نہ پایا جائے پس ایک ہی شئے اپنے پر موقوف
ہوئی یعنی نہین پایا جائیگا جب تک نہ پایا جائے اسیکو توقف شئے علی
نفسہ کہتے ہین اور یہ محال و ممتنع الوجود ہے کیونکہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی
شئے اپنے ہی پر مقدم ہو اور تقدم شئے علی نفسہ محال ہے اور اس لئے
عدم حالت وجود مین لازم آتا ہے ایک ہی شئے کے لئے ایک ہی
حالت مین یعنی موجود و معدوم دونون ہون ایک ہی حالت مین

اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے پس توقف شئے علی نفسہ یا تقدم شئے
علی نفسہ یا ایک شئے موجود و معدوم ہوگا اور اجتماع النقیضین بدیہ
محال ہیں اسکو پھر یوں سمجھنا چاہئے کہ (آ) موقوف ہے (ب) پر
اور جو موقوف ہے (ب) پر منجملہ موقوفات کے (آ) بھی ہے وہ
موقوف ہے (آ) پر پس (ا) موقوف ہے (آ) پر
اور یہ مثال دو شئے میں ہے اوسکو دور مصرح کہتے ہیں اور توقف شئے
علی نفسہ اگر بواسطہ تین شئے یا زیادہ کے لازم آئے تو اوس کو دور مضمر
کہتے ہیں یعنی اسمین کچھ خفا ہے - مثال اول ظاہر تر ہے یعنے معلول
علت ہوا اپنی ہی علت کی بلاواسطہ یا بالواسطہ اور متاخر اس حیثیت سے
کہ متاخر ہو مقدم ہوا اپنے مقدم پر اور مقدم اس حیثیت سے کہ مقدم ہو
اپنے متاخر سے اور اگر یہ توقف کا سلسلہ سابق کی طرف سے نہ پلٹے اور کہین
پر منتہی ہو بلکہ توقف ایک کا دوسرے پر دوسرے کا تیسرے پر تیسرے کا
چوتھے پر اسیطرح سے چلا جائے بے انتہا یعنی بغرض اس کے کہ کہین پر
منقطع ہو تو اس توقف کے سلسلہ کو تسلسل کہتے ہین یعنی بشرط ثبوت
توقف و عدم انقطاع لازم آتا ہے کہ امور غیر متناہیہ جمع ہون اور
اجتماع امور غیر متناہیہ و اعداد غیر متناہیہ کا محال ہے عقل کے رو سے
کیونکہ ایسا اجتماع ممکن نہین ہے اور اس تسلسل کے ابطال کے لئے

ایک سو کے قریب دلیلیں مختلف کتابون مین مندرج ہین بعضے اون دلیلون
کا نام برہان تضعیف ہے بعضے کا برہان سلمی بعضے کا برہان تطبیق یا برہان
ترسی وغیرہ کہ ان دلیلون مین سے ہر ایک دلیل سے صاف طور سے
تسلسل باطل ہو جاتا ہے اس رسالہ مین اون براہین کا ذکر موجب تطویل
رسالہ ہے یہان ہر اتنا ہی سمجھنا چاہئے کہ تسلسل یقیناً باطل ہے سب کے
نزدیک اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ عدد متناہی ہوتا ہے اس لئے کہ جس
عدد کو فرض کرو وہ قابل اس کے ہے کہ اوس مین سے کچھ گھٹا سکین یا اوس
کچھ بڑھا سکین اور جو گھٹاؤ بڑھاؤ کے قابل ہوتا ہے وہ غیر متناہی نہین
ہوتا بلکہ متناہی ہوتا ہے - اور جس عدد کے لئے اول ہو مگر آخر نہو بلکہ
ایک کے بعد ایک ہو ختم کہین نہو تو یہ اکثرون کے نزدیک محال نہین ہے
اور آحاد غیر متناہیہ کا وجود معًا دفعۃً بلا انتہا و بلا ابتدا ہو سبکے
نزدیک محال ہے پس جسکی ابتدا و انتہا نہو تو بدرجہ اولیٰ محال ہے *

اٹھارہوان مقدمہ جب ایک شئے کے وجود کا دوسری
شئے کا وجود تابع ضروری ہو یا ایک کے جاننے کے تابع دوسرے کا جاننا
ضرور ہو تو اوسکو یعنی تابع کو لازم کہتے ہین - اور چونکہ وجود یا جاننا عوارض
شئے سے ہے پس لوازم عوارض سے ہوگا ماہیتہ کو لازم نہین ہوتی اور
جسکے کوئی چیز لازم ہو اوسکو ملزوم کہتے ہین جیسے آگ ملزوم ہے حرارت

اوسکو لازم ہے مشروط کے وجود کو شرط کا وجود لازم ہے معلول
وجود کو علت کا وجود لازم ہے - یعنی علم بوجود معلول کو علم بوجود علت
لازم ہے اور علت تامہ موثرہ کے وجود کو معلول کا وجود لازم و تابع
نہین ہے ہان علت موجبہ کے وجود کو اثر لازم ہے جیسا کہ احراق
لازم ہے وجود نار کو جب ارتفاع موانع ہو دلیل عقلی قطعی کو لازم ہے
دعوی کا علم ثبوت ضد کو لازم ہے سلب ضد آخر اور سلب ضد کو ثبوت
ضد آخر لازم نہین ہے مثلاً اس طور پر لازم و ملزوم کو سمجھنا چاہیے اور
لازم بیّن ہے اور غیر بیّن اور لزوم کی بحث کو کتاب ردالا جابۃ النجیبہ
مین تفصیلاً لکھہ چکا ہون*

اونیسوان مقدمہ مقدم اور تالی کے بیان مین قضیہ
نی جملہ مین نسبتہ ہوتی ہے درمیان دو شئے کے پس اگر وہ دو شئے
مفرد ہین یا حکم مین مفرد کے تو ایسے جملہ کو قضیہ حملیہ کہتے ہین اور اگر
وہ دو شئے مفرد نہون تو ایسے جملہ کو قضیہ شرطیہ کہتے ہین - پس
شرطیہ مین وہ جو دو شئے ہین اور مفرد نہین ہین اون مین سے پہلے
کو مقدم کہتے ہین - یعنی شرط اور دوسرے کو تالی یعنی جزا. جیسے اگر آفتاب
نے طلوع کیا ہے تو دن ہے پس وہ پہلا مرکب یعنی اگر آفتاب نے
طلوع کیا ہے شرط ہے یعنی مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی تو دن ہے

جزا ہے یعنی تالی ہے ایسی مثال مین تالی لازم ہوتی ہے مقدم کو - اور جیسے
یہ عدد یا جفت ہے یا طاق ہے - پس پہلا مرکب یعنی یہ عدد یا جفت ہے
مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی یا طاق ہے تالی ہے اور اس طرح کی
مثال مین جس مین یا حرف تردید ہو تالی لازم نہین ہوتی ہے مقدم کو
اور اس بارہ مین بہت طول دینا مناسب محل نہین ہے -

بیسوان مقدمہ جسم اوس موجود شئے فی الخارج کو کہتے
ہین کہ جسمین طول اور عرض اور عمق ہو اور اوس کے لئے کوئی جگہہ ہو
کسی جہتہ مین ہو عام اس سے کہ مرئی ہو یعنی دیکھائی دے یا کسی موانع
کی وجہہ سے دیکھائی نہ دے یا اس وجہ سے کہ دیکھنے والے مین موانع ہون
یا اس لئے کہ اوس جسم مرئی مین موانع ہون یا رائی اور مرئی کے درمیان
مین موانع ہون اور جو شئے مجسم ہے اوسیکو مادی کہتے ہین اور جو موجود
ذات فی الخارج مجسم نہون وہ مجردات ہین یعنے مادہ جسمیہ سے مجرد یعنی
خالی ہین - جیسے روح مثلاً مجرد ہے ہاتھہ پاؤن مادی ہین مجرد قابل دیکھنے
کے نہین ہوتا اور جسم حرکت و سکون سے خالی نہین ہوتا اور تغیرات
اوسکو لازم ہین *

اکیسوان مقدمہ جو شئے موجود ہو ضرور نہین کہ اوسکو
دیکھین یا دیکھہ سکین جیسے روح کہ موجود ہے مگر کوئی اسکو کسیطور سے

دیکھہ نہین سکتا ایسا ہی عقل کو کوئی نہین دیکھہ سکتا حالانکہ موجود ہے اور
کھٹا میٹھا اور خوشبو و بدبو یہ سب موجود ہین مگر نہین دیکھہ سکتے معلوم ہوا
ہے مگر دیکھنے کے قابل نہین کیونکہ حس بنیائی کا کام عین نہین ہے
حس لمس کے کام کا نعل ذوق عین فعل شم نہین ہر حس حاسہ کا علیحدہ
علیحدہ کام ہے چھونے سے سفیدی سیاہی نہین معلوم ہوتی یہ سب
بدیہیات سے ہین اس مین شک کو کچھہ دخل نہین ہے پس محض وجود شئے
مقتضی نہین ہے اسکو کہ وہ شئے دکھلائی دے جب تک دکھلائی دینے
کے قابل ہو اور یہ بدیہی ہے *

بائیسوان مقدمہ وجود اور عدم اور وجوب امکان امتناع
قدم حدوث ماہیتہ اور علتہ و معلول کا علت و معلول ہونا اور کلیتہ
اور جزیتہ اور ذاتیہ اور عرضیہ اور جنس ہونا فصل ہونا موجود ہونا
محال کا یعنی لازم آنا اوسکا مثلاً اجتماع النقیضین کا لازم آنا اور دور
تسلسل اور دیگر محالات کا لازم آنا یہ سب ذہنی ہین انکا وجود خارج
مین نہین اور یہہ سب چیزین وہمی مختص نہین ہین بلکہ ذہن مین حقیقتاً
موجود ہوتی ہین اور انپر آثار مترتب ہوتے ہین *

تئیسوان مقدمہ نظر و فکر کرنا وجود واجب الوجود
مین اور دلیل سے معرفتہ اوسکی حاصل کرنا واجب ہے ضرور ہے

ہر فرد بشر پر کہ اپنے مالک قادر مطلق منعم حقیقی کو پہچانے عقل ہر شخص
کی مقتضی ہے اس بات کو کہ پہچاننا اوسکو ہر شخص پر ضرور ہے اور
جب عقل گواہی دیتی ہے اس بات کی تو دلیل نقلی بھی اس بات کو
مقتضی ہے کہ پہچاننا خالق منعم حقیقی کو ہر شخص پر واجب مین ہے فرض
مطلق ہے - باری تعالے کی معرفت مین نظر و فکر کرنا اور اوسکو بیقین
حاصل کرنیکی فکر کرنا واجب ہے عقل ہر شخص کی اس بات کی تصدیق
کرتی ہے اور اس مین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہر شخص کی عقل
اس بات کو قبول کرلیتی ہے اور اوسپر بہی اگر دلیل عقلی چاہئے تو منجملہ
ادلہ کی یہ دلیل ہے کہ جب کوئی نظر کرے طرف عالم کے یا طرف اپنے
یا کسی کیطرف تو ضرور سمجھیگا کہ اوسکا کوئی صانع و خالق ہے جیساکہ اوسکا
بدیہی ہونا اوپر مذکور ہوچکا اور اوسکی توضیح بدلیل فلسفی مروج اثبات
صانع مین آئیگی اور لا اقل سمجھنا اپنے کو ضرور ہے اپنی عقل سے اپنے کو
پہچانے اور ہر شخص اپنے کو پہچانتا ہے اور جب ملزوم کو بعقل سمجھنا
ایک ضروری امر ہے تو اسکا لازم یعنی معرفتہ صانع ضرور ہے - اور
صانع مین غور و فکر و تدبر ایک ضروری شئے ہوگی نہین ہو سکتا کہ اسکے
لازم کو بعقل نہ سمجھے اور ملزوم کو بعقل سمجھا ہو کیونکہ بانتفاے لازم انتفاے
ملزوم ہوتا ہے پس اگر اپنے کو بقدر طاقہ سمجھا تو لازم آتا ہے کہ اسکے

صانع کو سمجھ چکا ہے والا مصنوع بے صانع موثر نہین سمجھا جائیگا - علاوہ
برین جب اوس نے فکر کی اس مین کہ کوئی صانع ہے یا نہین اگر ہے تو
کیسا ہے اور کون ہے اور ایک ہے یا کئی اس مین فکر کرکے خود ہی بعقل سمجھا
کہ صانع موجود ہے اور ایسا ہے اور ایک ہے اور فلان ہے فہو المطلوب
اور اگر کسی کے ذریعہ سے سمجھا ہے تو وہ سمجھانے والے اور ہادی کو اور
اوسکے سچے ہونے کو بعقل سمجھا تو جب مخبر کو بعقل سمجھا تو خبر بھی بعقل سمجھی
گئی اور اگر مخبر کو بعقل نہ سمجھا بلکہ مخبر کو کسی دوسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو
کلام میرا دوسرے مخبر مین ہے کہ اوسکو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور اوسکو
اگر تیسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو وہ تیسرا بھی اگر چوتھے کے ذریعہ سے اور
چوتھا کسی پانچوین کے ذریعہ سے اگر یونہین سلسلہ مخبرین کا چلا گیا تو اوسکو
تسلسل کہتے ہین اور تسلسل محال ہے باطل ہو چکا ہے تو ضرور سلسلہ کہین پر
منقطع ہوگا پس اوس اخیر مخبر کو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور یہ ظاہر ہے کہ
دلیل سمعی بھی دلیل عقلی ہے پس جسطور سے صانع مطلق کو سمجھیگا لا محالہ
ذریعہ عقل کا ہوگا پس جو چیز کہ بعقل سمجھی جائے اوسکے پہچاننے مین نظر و فکر و
تدبر کرنا از روے عقل کے ضرور اور واجب ہے کیونکہ خود صانع کی معرفت
بعقل ہوتی ہے پس اوس مین فکر کرنا بھی بعقل واجب ہے اور اس تقریر
مین یہ جو مین نے کہا کہ اپنے کو جسقدر سمجھنا ضروری چاہئے کہ سمجھے اگر یہ صحیح

ہے تو اوس کے صانع منعم قادر علی الاطلاق کا پہچاننا بعقل ضرور ہو جاوے
اور اس ملزوم کی صحت ظاہر ہے بدیہی ہے اس لئے کہ یہ ضرور ہے عقلاً کہ
پہچانے کہ مین کون ہون کسکا باپ ہون کسکا بیٹا کسکا تابع کسکا متبوع
کسکا حاکم کسکا محکوم کہان کا باشندہ کہانکا جاننے والا کہانکا رہنے والا
از ین قبیل جملہ امور بدیہیات سے ہین او سمجھے کہ مین کب وجود مین آیا۔ آیا یہ وجود
میرا ہمیشہ سے ہے یا ایک مدت معینہ سے اگر مدت معین سے ہے تو معلوم
ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت عدم کی بھی ہے والا ہمیشہ سے موجود رہتا اور
اب موجود ہون تو معلوم ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت وجود کی بھی ہے والا
ہمیشہ سے معدوم رہتا پس میری نسبت وجود و عدم کی طرف برابر ہے
کبھی معدوم ہونے کی صلاحیت ہے کبھی موجود ہونے کی پس اگر مین
نے اپنے کو خود ہی موجود کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے ہی موجود تھا معدوم
نہ تھا - اور یہ باطل ہے یہ بداہت کیونکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ مین پہلے
معدوم تھا اور صلاحیت وجود و عدم کے برابر ہے تو ضرور کوئی غیر میرا
صانع ہے اور صانع مین ایسی صنعت کے لئے کسطرح کی قدرت و اختیار
وغیرہ درکار ہے اسکو بھی اگر سمجھا فہو المطلوب والا ابھی اپنے ہی کو
نہین سمجھا ہے پس صانع کو سمجھنا یا اپنی عقل سے ہو یا خبر متواتر اور
جمعیت سے ہو یا کسی ایک شخص خاص کے ذریعہ سے اور ان سب

وتصدیق مین بھی عقل کو دخل ہے پس معلوم ہوا کہ معرفت باری تعالیٰ بعقل
ضرور ہے اور پیغمبر کے زمانہ مین محض بفرمان واجب الاذعان حضرت کے لوگ
اعتقاد لاتے تھے خدا کو خدا ے واحد جانتے تھے وہ علم اون لوگون کا
تقلیدی نہ تھا بلکہ دیگر قرائن بسیار سے تصدیق پیغمبر کی اور یقین حکم کا
کرکے ایمان لاتے تھے - علاوہ برین شکر منعم واجب عقلی ہے اور یہ شکر
موقوف ہے معرفت منعم پر اگر منعم کو نہ پہچانا تو شکر کسکا کریگا - پس شئے
واجب جو میرے اختیار مین ہے جسپر موقوف ہے کہ بے اوسکے یہ واجب
عمل مین نہ آسکیگا تو وہ موقوف علیہ بھی واجب ہوگا پس معرفت منعم
واجب ہے تا شکر واجب عمل مین آسکے - اور اسکو سمجھنا چاہیے کہ ہمین
کوئی نعمت ملی ہے یا نہین مثلاً موجود ہونا جوان ہونا صحت وچلنے پھرنے
کی طاقت یا مال و دولت یا علم وشجاعت یا جو صفت ہو پس نعمت بے
منعم کے نہین ہوتی پس ہمارا کوئی منعم ضرور ہے تو اسکی معرفت بھی ضرور
ہوگی تا ادا ے شکر واجب عقلی عمل مین آوے پس حاصل اس دلیل کا
یہ ہوا کہ اپنے کو اور اپنے عوارض کو بعقل پہچاننا چاہیئے والا سوفسطائی
ہے اور جب بعقل پہچانا تو ضرور ایسے کو علم علت کا ہوگا بعقل پس معرفت
واجب واجب عقلی ہے یعنی معرفت حق تعالیٰ اپنی معرفت عقلیہ ضرورۃً
کا لازم ہے اور ملزوم واجب کا لازم واجب ہے اگر علم لازم نہو تو علم ملزوم ابھی

نہین ہوا ہے اور علم ملزوم بدیہی ہے تو علم لازم ضرور حاصل ہوا ہے کہ شخص
اپنے کو مخلوق و معلول سمجھتا ہو تو ضرور اپنے کسی غیر کو علت جانیگا والا اپنے کو
مخلوق ہی نہین جانتا ہے تو اپنے ہی کو نہین سمجھا ہے کہ ہم کیا ہین *
یہ تیئیس ۲۳ مقدمات ہین کہ جنکو ہم نے مقدم کرنا چاہا تھا اور
جنکا جاننا قبل مقصود اصلی کے ضرور ہے - اب مقصود اصلی کا
بیان سمجھنا چاہیئے -

باب اول - یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کے وجود کا ثبوت اگرچہ کئی
طور سے ہے اور تقریر ہائے مختلفہ سے ثبوت ہوتا ہے مگر سب کا حاصل
اسی قدر ہوگا کہ جب ایک کے لئے دوسرے کا ثبوت ہوگا تو وہی دوسرا
موجد ہوگا اوسکا اور پھر سب موجودات کی رجوع علیحدہ علیحدہ اسی
دوسرے کیطرف ضروری ہوگی وجود کو ہر شخص سمجھتا ہے مثلاً ہم
تم یا مثلاً کاغذ قلم یا مثلاً مضمون و تقریر و تحریر یا ازین قبیل
جس شئے کو لیجیئے اوس موجود کے وجود مین گفتگو نہین کہ بدیہی ہے
یعنی ہرگز شک نہین ہے وجود مین اشیا کے مثلاً آگ پانی مکان آسمان
یا انسان وغیرہ ہر ایک موجود ہے پس اگر جمیع موجودات عالم موجود
بوجود ضروری ہون تو چاہیئے کہ ہمیشہ سے سب چیزین تھین اور ہین
اور سب ہمیشہ رہینگی حالانکہ بالبداہتہ ہم جانتے ہین اور سب لوگ جانتے

اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور اجتماع النقیضین محال ہے ایک ہی
شئے مین پس معلوم ہوا کہ عالم جو متغیر ہے اوس کے متغیر ہونے کی وجہ
سے حادث ہونا ثابت ہوا یعنی اوسکے وجود کے لئے ابتدا ثابت ہوئی
تو نو پیدا شئے ہے کہ پہلے نہ تھی اور اب جو وجود مین عالم آیا تو اوس کی
خود ہی ذات موجود نہین تو اِس صورت مین اوسکا غیر موجد
و خالق ہوگا نہین ہوسکتا کہ غیر ہی موجد نہ ہو ورنہ جب کہ اوسکی خود
ذات موجد ہوا ورنہ غیر موجد ہوا اور ذات و غیر ذات کے سوا
کوئی تیسری چیز نہین تو ہرگز وجود ہی مین نہ آئیگا اور معلوم ہے کہ
عالم موجود ہے پس کوئی موجد ہے اور خود موجد نہین تو غیر موجد ہے
اگر غیر ہی موجد نہو تو معدوم ہوگا حالانکہ موجود ہے تو کوئی موجد
ہی ہے پس غیر عالم موجد و خالق عالم ہے پس وجود غیر کا ثابت
ہوا نہین ہوسکتا کہ غیر عالم موجد عالم ہوا ور خود معدوم ہو کیونکہ
حالت معدومیت فاعل مین یہ فاعل معدوم فعل نہین کرسکتا پس
وجود فاعل وعلتہ و خالق عالم ثابت ہوا اور یہی مطلوب تھا *

اس تقریر اثباتِ واجب الوجود مین یہ جو بیان ہوا کہ عالم خود
اپنا موجد و خالق نہین اسکا بیان دوسری تقریر سے یون سمجھنا چاہئے
کہ اگر کوئی بالفرض عالم خود ہی فاعل و علتہ ہوا اپنے وجود کا تو معلوم ہو

کہ پہلے وجود نہ تھا بعد اسکے اوسکی اپنی ذات نے اوسکو موجود کر دیا تو معلوم
ہوا کہ خود ذات عالم موجود تھی حالانکہ معلوم ہو چکا کہ معدوم تھی تو اجتماع
وجود عدم ایک ہی حالت مین عالم کے لئے ثابت ہوا اور یہ محال ہے
کئی طور پر ایک یہ کہ ایک ہی علت کے لئے وجود عدم ایک ہی حالت
مین مجتمع ہون - دوسرے یہ کہ ایک ہی معلول کے لئے وجود و عدم
ایک ہی حالت مین مجتمع ہون - تیسرے یہ کہ ایک ہی شئے اپنے سے مقدم ہو
اور ایک ہی شئے اپنے سے موخر ہو - چوتھے یہ کہ ایک ہی شئے کے
لئے بہت سی ذاتین ہون یعنے ایک ہی شئے بہت سے ہون - پانچوین
یہ کہ ایک ہی شئے فاعل ہو یعنی نہو فاعل ہو یعنی فاعل و علت ہو - پس
اس تقریر سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم کے ہر شئے کا بلکہ تمام عالم کا صانع
کوئی دوسرا ہے اور تمام عالم مخلوق و مصنوع ہے اور یہ ثابت ہوا
کہ کوئی اپنا آپ خالق نہین ہو سکتا اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ تمام عالم کا جو
غیر ہے وہ خالق ہے یا ایسی عالم مین سے ایک دوسرے کا خالق ہے
اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ اگر (آ) خالق (ب) کا ہوا اور (ب)
خالق (آ) کا تو لازم آئیگا کہ (آ) خالق (آ) کا ہو اس مین
وہی قباحت ہے یعنی دور لازم آتا ہے یعنی تقدم شئے علیٰ نفسہ یا
تاخر شئے عن نفسہ یا اجتماع نقیضین یا بحالت موجودیت شئے

معدوم ہونا شئے کا اور توقف شئے علی نفسہ اور یہ محال ہے ایسی چیز ممتنع
الوجود ہے یا تمام عالم کا ایک سلسلہ ہو اس طرح سے کہ (آ) خالق
(ب) کا (ب) خالق (ج) کا (ج) خالق (د) کا (د) خالق
(ہ) کا اسی طور سے شروع سے سلسلۂ خالقیت ومخلوقیت چلا آتا
ہے اور چلا جائیگا یا کئی سلسلہ علیحدہ علیحدہ ہون اور خالقیت
ومخلوقیت بہ ترتیب یکے بعد دیگرے ہو تو یہ دونون صورتین سلسلہ
کے بہی محال ہین کیونکہ (آ) کا خالق ہونا (ب) کے لئے اس
مین خالقیت (آ) کو ترجیح ہوگی اوپر خالقیت (ب) کے (آ)
کے لئے مثلاً اور ترجیح کی کوئی وجہ نہین کیونکہ عالم مین سب موجودات
برابر ہین ترجیح بلا مرجح خلاف عقل ہے اور محال ہے کہ بے مرجح کے
سبقت کسیکو ہو کسی فعل مین۔ علاوہ اس کے جب تمام عالم من
حیث ہو عالم متغیر ہے تو وجود وعدم دونون کی طرف عالم کی نسبتہ مساوی
ہوگی یعنی ممکن ہوگا تو اسمین لیاقت نہین ہو سکتی اس بات کی کہ عالم
مین سے ایک دوسرے کا خالق ہو اگر لیاقت خالقیت کی ہے تو کیا وجہ
ہے کہ عالم مین ایک شئے اپنے سوا خالق تمام عالم کا نہو والا ترجیح بلا مرجح
ہوگی اور اگر اپنے سوا تمام عالم کا خالق ہو دران حالیکہ خود اسمین بہی
وجود وعدم کی نسبتہ مساوی ہے تو اوسکا کوئی خالق دوسرا سوا اسے عالم

کے ہوگا فہو المطلوب کہ ایک غیر عالم نے پیدا کیا ایک کو اوس ایک نے
پیدا کیا تمام عالم کو سواے اپنے یا غیر عالم نے پیدا کیا کئی کو اور یہ کئی نے
عالم کو پیدا کیا سواے اپنے پس صانع عالم کی صنعت مین وہ ایک یا کئی
ذرایع ہوئے کہ مخلوق عالم کے غیر کا ہے اور خالق عالم کا ہے پس یا یہ کہ
ایک شریک ہے خالق کے فعل مین یا کئی شرکا رہین خالق کے فعل مین یا
یا خالق غیر عالم کا صرف یہی فعل ہوا کہ اُس ایک ذریعہ کو
یا اِن کئی ذریعون کو پیدا کیا اور اُس کے بعد خالق
غیر عالم کا تعطل لازم آیا اوس سے بڑھ کے ان ذریعون سے افعال
صادر ہوئے مگر وجود ذرائع اصل اثبات واجب تعالی مین مضر نہین اثبات کا
واجب تعالی ہوچکا باقی رہا ابطال ذرائع وہ یہ ہے کہ عالم کا غیر جو عالم
خالق ہے وہ اگر محتاج ہوا اپنے افعال مین کسی غیر کا تو اپنے وجود مین
بدرجہ اولی غیر کا محتاج ہوگا پس اوس کا بھی کوئی خالق ہوگا پس یہ ممکن
بالذات ہے نسبت وجود و عدم کی اسکی طرف مثل سائر ممکنات و اعداد
عالم کے مساوی ہوگی اور ابھی ثابت ہوچکا کہ وہ سب کا خالق ہے اور
غیر عالم ہے تو خلاف مفروض لازم آیا اور یہ صورت اجتماع النقیضین
کی ہے کہ سب کا خالق ہے اور پھر یہ ثابت ہوا کہ سب کا خالق نہین بلکہ
بعضے کا مخلوق ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو واجب الوجود ہے وہ ممکن

نہین ہوسکیگا اور جب احتیاج ثابت ہوگی تو واجب الوجود ممکن الوجود
ہوجائیگا اور یہ خلاف ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جو اپنے افعال مین
با وجود اپنی موجودیت کے محتاج سوئے فعل کا اور محتاج غیر کا ہوگا
تو وہ اپنے پیدا ہونے مین بدرجہ اولے غیر کا محتاج ہوگا خود مین اثر
فعل کی لیاقت نہین *

۲- اور اسی تقریر کو بدل کرکے یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اسمین شک
نہین کہ عالم موجود ہے پس اگر عالم کے احاد موجودات مین کوئی موجود
بالذات بھی ہے یا سب موجود بالغیر ہین یعنی خود ہی مقتضی ہے
وجود کو یا شل اور موجودات عالم کے اوس کی اپنی طبیعت مقتضی
وجود کو نہین ہے اگر ہے تو وہ ضروری الوجود ہوگا کیونکہ غیر کیطرف اسکو
احتیاج نہین اور اپنی طبیعت اپنے وجود کو بے موانع کی چاہتی ہے
تو وہ ضرور ہمیشہ سے موجود ہے اور ضرور وجود اوسکا ہمیشہ رہے گا
وجود و عدم کی نسبت اوس کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر
ہرگز آ نہین سکتا اور یہی واجب الوجود بالذات ہے اور اسیکو خالق
وصانع عالم کہتے ہین کہ خود کسی کیطرف محتاج نہین اور دیگر موجودات
اپنے وجود ہی مین محتاج ہین اسی کیطرف اور واجب الوجود ایک ہی
ہوتا ہے جیسا کہ گذرا اور اثبات توحید مین آئیگا تو یہی سب کا خالق ٹھہرا

آور اگر احاد موجودات عالم مین کوئی ایک موجود بھی ایسا نہین
کہ موجود بوجود ضروری اپنی اقتضائے طبع کے روسے ہو بلکہ مثل سائر
موجودات کے محتاج اپنے غیر کا ہے اپنے وجود مین کیونکہ دو حال سے
خالی نہین کہ وجود شئے کا یا اوسکی طبیعت کی روسے ہے یا غیر کی وجہ سے
ہے پس جب مثل سائر موجودات عالم کے اپنے وجود مین محتاج کسی
غیر عالم کا ہے کیونکہ فرض یہ ہوا کہ احاد عالم میں سے کوئی
ایسا نہین ہے کہ اپنے غیر کا محتاج نہو پس ضرور ایک ذات غیر عالم کا
محتاج ہوگا کہ اوس غیر عالم کا وجود اپنے ہی طبیعت کی اقتضا سے ہوگا
فہو المطلوب آور اگر وہ بھی ایسا نہین ہے بلکہ وہ بھی غیر کا محتاج ہے
مثل سائر موجودات عالم کے تو وہ غیر عالم اگر محتاج ہے اپنے وجود
مین کسی ایک آحاد موجودات عالم کی طرف اور یہ اپنے وجود مین اوس
غیر عالم کی طرف محتاج ہے اور اوس کا مخلوق تو وہ محتاج اسکا اور یہ
محتاج اوسکا وہ مخلوق اسکا یہ مخلوق اوسکا یہ اور ہے اور دور محال ہے
جیسا کہ سابق مین گذرا کہ تقدم شئے علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ
اور وجود درحالت عدم عدم درحالت وجود اور اجتماع نقیضین محال ہے
پس ضرور اپنے وجود مین وہ غیر عالم محتاج ہوگا اور مخلوق کسی اور غیر کا
تو وہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات قرار پائیگا اور یہی مطلوب ہے

اور اگر یہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات ہو بلکہ اپنے وجود مین محتاج
کسی غیر کا ہو تو وہ غیر کہ خالق وعلت وجود ہو تو یا وہ غیر پہلا ہے یا وہ غیر
انہین آحادِ موجودات عالم سے ہے دونون صورتون مین پھر دور لازم
آئیگا اور دور محال ہے تو ضرور کسی تیسرے غیر عالم کا محتاج ہوگا اور وہی تیسرا
خالق وعلت و واجب الوجود بالذات ہوگا فہو المطلوب اور اگر بالفرض
وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق ہوا اور واجب الوجود بالذات نہو تو اگر محتاج
ومخلوق اوس دوسرے یا پہلے یا یکے از موجودات عالم کا ہوگا تو پھر
دور محال لازم آئیگا تو ضرور وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق کسی اور چوتھے کا
ہوگا پس جس کسی ایک مین اس سلسلہ کے صفت واجب الوجود بالذات
اور علیۃ وخالقیت کے ہوگی اوس مین مطلب حاصل ہے اور اگر کہین یہ
یہ سلسلہ منقطع ومنتہی نہوگا تو تسلسل لازم آئیگا یعنے امور غیر متناہیہ جمع
ہونگے اور تسلسل محال ہے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا اور دور وتسلسل جس کو
لازم آیا ہے وہ بھی محال ہوگا کیونکہ جسکا لازم غیر منفک محال ہو تو ایسے لازم
محال کا ملزوم بھی محال ہوگا اور معلوم ہوچکا کہ دور وتسلسل لازم آیا ہے
کسی ایک کو ان مین سے واجب الوجود بالذات قرار ندینے اور اعتقاد نکرنے
سے پس کسی ایک کو واجب الوجود بالذات قرار ندینا محال عقلی ہے ممکن بامکان
عقلی نہین ہے کہ واجب الوجود بالذات کوئی ثابت نہو اور وہ واجب الوجود

بالذات کا اعتقاد نہو اور یہی مطلب ہے۔

۳- اور یون بھی کہ سکتے ہین کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ عالم بے شک حادث ہے نو پیدا ہے کیونکہ عالم کے کل موجودات مین تغیر دیکھتے ہین وجود عدم برابر سب مین متعلق ہے اور جو متغیر ہے اور وجود و عدم حالت بدلتی رہتی ہے تو ضرور نسبت وجود و عدم کی ہر شئے موجود کی طرف مساوی ہے تو حادث ہوئی کہ پہلے سے موجود کو وجود نتھا تو ضرور ہر حادث کے لئے کوئی محدث اور پیدا کرنے والا ہوگا وہی محدث خالق و علت و واجب الوجود ہے اگر بالفرض وہ محدث بھی خود حادث ہو تو وہ بھی محتاج کسی محدث کیطرف ہوگا وہ دوسرا محدث اگر محدث اول کیطرف محتاج ہے اور مخلوق محدث اول کا ہے تو اول مخلوق ثانی کا ثانی مخلوق اول کا یہ دور محال ہے جیسا کہ اوپر محال ہونا اسکا بیان ہوا تو ضرور کہین نہ کہین محدث ایسا ثابت ہوگا کہ وہ مخلوق کسیکا نہوگا حادث نہوگا فہو المطلوب اور اگر سلسلہ محدث کا کہین پر منقطع او منتہی نہووے نہایتہ محدث جمع ہون تو تسلسل محال لازم آئیگا اور یہ باطل ہوچکا ہے تو لابد از روئے عقل کوئی محدث ایسا ثابت ہوگا کہ سب حادث اوسکیطرف محتاج ہون اور وہ محدث کسی کا محتاج و مخلوق نہوا اور یہی مطلوب ہے۔

۴- یون بھی کہ سکتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شئے موجود ہے یا بوجود ضروری

ہے تو یہی مطلب ہے اور اگر بوجود غیر ضروری ہے تو جب وجود ضروری
نہوا تو چاہئے وجود ہو یا نہو پس معلوم ہوا کہ عدم بھی ہو یا نہو نہ وجود ضروری
نہ عدم ضروری تو وجود و عدم دونوں اس موجود کے لئے برابر ہین تو ممکن
ہوا کہ ذات اسکی خود مقتضی نہین ہے وجود کو اگر ذات اسکی خود ہی وجود
کو چاہتی ہے تو اقتضاے طبع عدم کے لئے ہوگا پس ضروری الوجود ہوگا
اور ثابت ہوا کہ غیر ضروری ہے پس ایسا ہی اگر سب موجودات عالم ہین
تو سب غیر ضروری ہوئے تو طبیعت کسی کی مقتضی نہین ہے نہ وجود کو
نہ عدم کو تو سب موجودات کا ایسا ہی حال ہے کہ وجود و عدم کی طرف سب
کی نسبت مساوی ہے تو جب تک کوئی مرجح وجود کا یا عدم کا نہوگا یہ موجود
وجود مین یا عدم مین نہین آسکتا ہے کیونکہ خود کچھ بھی مقتضی نہین ہے تو
غیر ہوگا وجود یا عدم کا مقتضی اور جب عالم کا غیر وجود عالم کو خواہان
ہے اور باعث ہے تو وہی موجد ہوگا عالم کا تو وہ موجد ضرور موجود ہوگا
کیونکہ فعل فاعل سے در حالت معدومیت فاعل نہین ہو سکتا تو موجد
عالم موجود ہوگا اور وجود اس موجد کا اگر محتاج و مخلوق دوسرے موجد کا
ہوگا تو یہ موجد عالم مثل سائر موجودات عالم کے ہوگا تو یہ موجد مع سائر
موجودات عالم کے اوسی دوسرے موجد کا محتاج ہوگا اور فرض یہ ہے
کہ عالم محتاج ہے موجد اول کا تو خلاف مفروض لازم آئیگا پس وہی

موجد جو پہلے مرتبہ مین ثابت ہوا ہے موجد ہے تمام عالم کا اور یہی مطلب ہے کہ مطلب ضروری الثبوت اس سے بہی ثابت ہوگیا *

۵ - جو موجود غیر ضروری الوجود ہوگا وہ ممکن ہوگا ضروری الوجود ہوگا یعنی وجود و عدم کی نسبت اس مین مساوی ہوگی اور جو ایسا ہوگا وہ حادث ہوگا کیونکہ یہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا بغیر فعل کسی موجد کے معدوم رہیگا کیونکہ نہین ہوسکتا کہ موجد ایجاد کا فعل کرے کسی مین در حالت موجودیت اوس حادث کے ورالا تحصیل حاصل لازم آئیگی اور تحصیل حاصل بہی محال ہے پس لازم آیا کہ موجد اوس ممکن کو حالت عدم مین وجود مین لاوے پس ممکن کا وجود حادث ہوا کہ اول عدم تھا بعد وجود کے تھا پس ثابت ہوا کہ جو موجود سوا ضروری الوجود یعنے واجب الوجود کے ہوگا وہ حادث ہوگا اور جتنے حادث ہین سب محتاج محدث و موجد کے ہین کہ وہ اوس ممکن حادث کو وجود مین لاوے پس ثابت ہوا کہ جتنے اجسام و جواہر و اعراض ہین عالم مین سب ممکن ہین اور حادث ہین محتاج ہین محدث و موجد کے اور محدث و موجد عالم غیر ممکن و غیر حادث و غیر محتاج و غیر موجد ہے اور یہی مطلب ہے *

۶ - موجودات دو حال سے خالی نہین یا ضروری الوجود ہونگے یا اونکا وجود غیر ضروری ہوگا یعنے موجود یا واجب ہوگا یا ممکن - تیسری کوئی

صورت ہنین ہوسکتی اور جو ممکن ہے یعنی وجود اوسکا ضروری نہین ہے یعنی
عدم بھی اوسکا ضروری ہنین ہے چاہے موجود ہو چاہے معدوم ہو تو ایسی
صورت مین ممکن یعنی غیر ضروری الوجود اپنے وجود مین ضرور محتاج اور
مخلوق کسی موجد و موثر کا ہوگا اگر موجد و موثر کا وجود واجب بالذات ہے
فہو المطلوب اور اگر بالفرض موجد و موثر بھی محتاج و مخلوق کسی اور موجد
اور موثر کا ہوگا تو ثابت ہوا کہ سب موجودات یعنی جسکو موجود کہسکین
وہ سب کے سب ممکن و حادث و غیر ضروری الوجود ہونگے پس تقسیم موجود
کی ضروری الوجود اور غیر ضروری الوجود کی طرف نہوئی اور حالانکہ ثابت
ہوچکا کہ موجود کی دو قسمین ہین ہذا خلف پس ضرور موجد ضروری الوجود
ہوگا یعنے واجب غیر ممکن ہوگا اور یہی مطلوب ہے *

ٹ — حرکت کو لازم ہے ہونا ایک شئے کا بعد دوسرے کے کیونکہ
معنی حرکت کے یہ ہین کہ جو شئے موجود ہو بعض حیثیت سے اور معدوم ہو
بعض دوسری حیثیت سے اوسکا خارج ہونا قوۃ سے طرف فعل کے بتدریج
مثلاً عدم سے وجود مین آنا و بالعکس اور سکون بھی شئے وجودی ہے
نہ عدمی یعنی استقرار شئے موجود کا زمان حرکت مین یا ہونا جسم کا ایک
حیز اور جگہہ مین بعد ہونے اوسکے اوسی جگہہ مین پس حرکت و سکون
ایسی مین ضد ہین ایک دوسرے کی —

پس جو اجسام کہ ثابت و برقرار ہون اپنی اپنی حالتون پر تو سکون حفظ و نگاہ داری کرتا ہے ان اجسام ثابتہ کی نسبتون کو پس سکون کو بھی لازم ہے ہونا ایک کا بعد دوسرے کے یعنی حرکت کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور سکون کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور اول حرکت غیر حرکت اور اول سکون غیر سکون ہے تو معلوم ہوا کہ حرکت مسبوق بالغیر ہوتی ہے علی ہذا القیاس سکون بھی مسبوق بالغیر ہے وہ حادث ہے جیساکہ ثابت ہوا پس حرکت و سکون حادث ہے نہ قدیم اور کوئی جسم حرکت یا سکون سے خالی نہین جو حرکت و سکون سے خالی ہو وہ جسم نہین ہے جسم کو باعتبار مکان جسم کی دو حالتین ہونی ضرور رہین جیساکہ اجتماع و افتراق عوارض جسم سے ہے باعتبار انضمام اجسام کے اور یہ سب بدیہیات سے ہین اور جبکہ عرض لازم حادث ہو وہ حادث ہی نہین ہو سکتا کہ ملزوم قدیم اور لازم غیر منفک حادث ہو پس کل اجسام حادث ہین- اور جو حادث ہوگا یعنی مسبوق بالغیر ہوگا یعنی اوس کی ابتدا کا کوئی زمانہ ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نہوگا بلکہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا پس تمامی جمیع اجسام عالم اپنے وجود مین محتاج غیر کے اور مخلوق موجد کے ہونگے اور یہی مطلب ہے-

مگر اس دلیل سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم جسمانیات ممکن الوجود بالذات

ہے اور اس کے لئے موجد واجب الوجود بالذات ضرور چاہئے - مگر یہ
نہین ثابت ہوا کہ مجردات مثلاً نفس ناطقہ کے لئے بھی موجد کی ضرورت
ہے یا نہین تو اوسکو سمجھنا چاہیے کہ یہ دلیل اون کے موافق ہے جو
لوگ عالم کو محض جسمانی ہی جانتے ہین اور بنابر اون کے بھی جو نفس
انسانی کو جسم لطیف جانتے ہین اور نفوس فلکیہ و نباتیہ کو محض فرضی
جانتے ہین او راز ین قبیل - علاوہ اس کے نفس جب حال ہے محل
بدن مین تو محل متحرک سے حال بھی متحرک بالعرض ہے اور جو متحرک ہوگا
ذاتاً ہو یا عرضاً وہ محل تغیر ہے ولو تغیر بالعرض ہو اور تغیر کو حدوث
لازم ہے پس نفوس بھی حادث ہین اور ہر حادث کے لئے محدث و موجد کی
ضرورت ہے اور یہی مطلوب ہے *

۸ - جو موجود ہے یا اوسکا وجود ضروری ہے یا نہین تیسری کوئی
صورت نہین - اگر وجود ضروری نہین ہے تو عدم بھی اوسکا ضروری
نہوگا تو ممکن و حادث و مسبوق بالغیر و مخلوق دوسرے کا ہوگا -
اور یہ دوسرا کہ جو خالق و سابق ہے ممکن و حادث اگر ہو اور ایسا ہی
تیسرا اور چوتھا اور پانچوان الی غیر النہایۃ لامحالہ سلسلہ منقطع ہوگا
کیونکہ جائز نہین کہ قبل ہر حادث کے حادث ہوا الی غیر النہایۃ اس لئے
کہ حوادث ماضیہ مین زیادۃ و نقصان عارض ہوتا ہے اس لئے کہ حوا[illegible]

غیر متناہیہ سے جب بقدر اعداد متناہیہ کے کم کردین تو محال ہے کہ یہ سلسلہ
کم شدہ مساوی حوادث غیر متناہیہ کے ہو کیونکہ زیادۃ و نقصان ایک
چیز نہین ہے جزو مساوی کل کے نہین ہوتا کیونکہ جب ناقص کو زائد سے
مطابق کرین گے ایک سرے سے تو ناقص کا سلسلہ منقطع و منتہی ہو جائیگا
اور زائد کا سلسلہ بعد انتہای سلسلہ ناقصہ علیحدہ چلے گا اور زائد کا سلسلہ جواب
علیحدہ چلا ہے اوس مین ہم کسی جگہہ سے کاٹ سکتے ہین اور اوس مین
ایسا ہی ہوگا کہ ناقص کا سلسلہ منتہی ہوگا اور زائد کا سلسلہ پھر علیحدہ
چلے گا اور علی ہذا القیاس تو ثابت ہو جائیگا کہ ہر ناقص متناہی ہوگا اور
جس کے اجزاء متناہیہ ہین تو اوسکا کل بھی متناہی ہوگا - پس غیر متناہی
ہونا باطل ہوا پس سب حوادث متناہیہ ایک ہی رتبہ مین ہین اور ایک
ذات کی اپنے وجود کا موجد نہین ہے ورنہ موجود ہوتا حالانکہ مسبوق
بالعدم ہے تو ضرور کوئی موجد و باعث و سبب ہوگا پس جس کیطرف ایک کی
احتیاج ہے ضرور دوسرے حادث کی بھی احتیاج اوسی طرف ہوگی ورنہ
ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور ترجیح بلا مرجح نہین ہو سکتی ہے خلاف عقل ہے لیے
یہی مطلب ہے جو ثابت ہوا *

۹ — عالم مین جو موجود ہے وہ ضرور حادث ہے بسبب اوسکے
تغیرات بدیہیہ کے اور جو حادث ہے اوسکی ابتدا ہے کیونکہ حادث کے

یہی معنی ہین پس ہر حادث کا کوئی موجد ہوگا توجب موجد ثابت ہوا تو
مطلب ثابت ہوا اگر مطلب ثابت نہو بلکہ ہر موجد محتاج کسی غیر کا ہو تو ہر حادث کیلئے
موجد کا سلسلہ غیر متناہیہ ہوگا اور وہ حادث موجد ہے تو لازم آئیگا
[illegible] موجد کے سلسلہ کا ہی وجود ہو بلکہ موجد کا سلسلہ پہلے حادث سے
پایا جائیگا تب حادث موجود ہوگا اور مانی ہوئی بات ہے کہ حادث موجود
ہے اور محال ہے کہ حادث پایا جائے الا بعد انقضائے جمیع احاد سلسلہ
حوادث موجدہ تا اینکہ نوبت اس حادث کی پہونچے اور غیر متناہیہ حوادث
[illegible] انقضا کہ سب موجود ہولیوین اس کے کوئی معنی نہین کیونکہ سب موجود
ہولینگے تو وہ متناہی ہو جائیگا اور فرض ہوا ہے غیر متناہی پس اجتماع
النقیضین ہوا اور یہ محال ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی حادث موجود محتاج
حوادث غیر متناہیہ کا نہین ہے بلکہ محتاج ایک کا ہے جو حادث نہو اور
جب اس موجد کو حادث مانوگے تو پھر غیر متناہیہ لینا ضرور ہوگا ورنہ
دوسرے کے لئے تیسرا اور تیسرے کے لئے چوتھا ہو تو ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی *

پس دوسرے سے تجاوز کرنا محال ہے ضرور ہر حادث کے لئے کوئی
دوسرا موجد ہے اور اوسی موجد کیطرف سب حوادث مین سے ہر ہر حادث
کا علحدہ علحدہ رجوع ہوگی اوسی موجد کیطرف رجوع جمیع کی نہ ماننے سے

ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہی مطلب ہے *

۱۰ - عالم متغیر ہے اس مین شک نہین کہ ہر موجودات عالم
چہ آسمان چہ آفتاب ماہتاب وزمین وغیرہ مین عجائب وغرائب تغیر
ہین کہ جسکو ہر شخص سمجھتا ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے کیونکہ متغیر
یعنی قبول کرنے والا وجود وعدم کا یعنی مثلاً قبول کرنے والا ایک حالت
موجودہ کا بعد دوسری حالت موجودہ کے ضرور ایک حالت کے سابق
دوسری حالت ہوگی یعنی مسبوق بالغیر ہوگا اپنے وجود کی حالت مین
اور جو محتاج ہوگا اپنے جمیع حالات متعددہ کے وجود مین تو وہ اپنی
ذات کے وجود مین بدرجۂ اولیٰ محتاج ہوگا کیونکہ وجود اعراض وصفات
وحالات فرع ہے وجود ذات کی جو فروعات مین محتاج ہوگا تو اصول
مین بدرجہ اولیٰ محتاج ہوگا والا زیادتی فرع کی اصل پر اور اعلیٰ ہونا
فرع کا اور اشرف ہونا فرع کا اصل سے لازم آئیگا اور یہ باطل ہے تو
عالم اپنی ذات کے وجود مین اور اپنے اعراض کے وجود مین بہر صورت
محتاج موجد کا ہوگا وہو المطلوب *

۱۱ - نہین ہو سکتا کہ کسی موجود کی خود ذات موجد ہو اپنی والا
درحالت عدم وجود لازم آئیگا اور یہ اجتماع المتنافیین ہے اور محال ہے
تو ضرور کوئی غیر ہوگا نہین ہو سکتا کہ وہ غیر بھی محتاج و مخلوق غیر کا ہو

سبکا محتاج و مخلوق ہوگا تو حادث نہوگا قدیم ہوگا ممکن نہوگا واجب
ہوگا مخلوق نہوگا خالق ہوگا پس سب موجودات عالم کے مخالف
ہوگا ذات وصفات مین اگر مخالف نہو تو مثل موجودات عالم ممکن
وحادث ومخلوق ہوگا جیسا کہ ابھی اس تقریر مین مانی ہوئی بات ہے پس وہ غیر
بھی ممکن وحادث ومخلوق ہوگا اور کسی ایک کا بھی خالق وموجد وعلت تعین
ہوسکتا اسلیئے کہ ابھی اسی تقریر مین گذرا ہے کہ درحالت مخلوقیت خالق
نہین ہوسکتا بسبب ترجیح بلا مرجح کے - اور حالانکہ ثابت ہوچکا اور یہ بات
مانی جاچکی ہے کہ وہ غیر جو ہے وہ خالق وقدیم وواجب ہے اس ایک موجود
مفروض کا پس وہ غیر جو ہے مخالف ہے جمیع موجودات عالم کا والا در
صورت اتفاق واتحاد یا تشابہ لازم آئیگا کہ جمیع موجودات عالم خالق ہون
اس ایک موجود مفروض کا اور مانا جاچکا ہے کہ صرف ایک ہے خالق و
موجد ہے اس ایک مفروض موجود کا - پس جب ایک موجود کا کوئی غیر
موجد ہو تو جمیع موجودات عالم کے مخالف ہوگا حدوث وامکان مین پس
یہ غیر واجب بالذات ہوگا - اور جب واجب بالذات کا وجود ثابت ہوچکا
اس ایک موجود مفروض کے لئے اور دیگر موجودات عالم جو ہم صفات
وہم رتبہ ہین اس ایک موجود مفروض کے تو وہ غیر سب موجودات عالم
کا موجد ہوگا والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے پس جب

یک کا موجد موثر و خالق و علت واجب الوجود ہے تو سب موجودات عالم
ہوگا اور یہی مطلب ہے *

۱۳ — عالم کے سب موجودات مین سے جب کسی ایک موجود کو
اختیار کروگے تو ہم پوچھینگے کہ اسکا موجد خود البتہ نہین ہوسکتا والا تقدم
شئے علی نفسہا و توقف شئے علی نفسہا و اجتماع وجود و عدم ایک شئے کو
مین بیک حالت اور اجتماع النقیضین لازم آئیگا تو ضرور اسکا موجد غیر
ہوگا وہ غیر انہین موجودات عالم سے نہین ہوسکتا اس لئے کہ ابھی مانا جا
چکا کہ جس موجود عالم کو لو وہ غیر کا مخلوق ہوگا - پس سب کی ایک ہی حالت
اور سب کا ایک ہی مرتبہ مساواۃ کا ہوگا - پس اگر انہین مین سے کوئی خالق
ہو کسی ایک کا انہین مین سے یعنی متساوئین سے ایک خالق ہوا ایک
مخلوق تو متساوی یان متساوی یان نہ رہے حالانکہ ہر ایک موجودات کا
یہ حال ہے کہ محتاج ہے غیر کا پس سب محتاج بغیر ہونگے اور وہ غیر مخالف
ہوگا سب کا اس احتیاج مین یعنی غیر عالم واجب الوجود بالذات ہوگا اور
یہی مطلب ہے *

۱۴ — بسبب تغیرات بے نہایات و بے حساب کے کہ عموماً سب
موجودات مین پائے جاتے ہین ثابت ہوا کہ ہر ایک موجود خواہ آبا
علویہ سے ہو یعنی فلکیات سے یا امہات سفلیہ سے ہو یعنی عنصریات

ایک جزو بھی واجب الوجود نہوگا تو لازم آئیگا کہ کل بھی واجب الوجود نہو کیونکہ
جزو مقدم کل پر ہوتا ہے اور کل محتاج جزو کا ہے کل فرع ہے جزو کی کیونکہ
اجزا کے اجتماع سے کل موجود ہوتا ہے اور اصل جب واجب الوجود نہین ہے
تو فرع بھی واجب الوجود نہوگی اور جب ہر ہر جزو اوسکا واجب الوجود ہے
او سب واجب الوجود کے اجتماع سے عالم حاصل ہوا تو اس سے معلوم
ہوا کہ قبل اجتماع اجزا کل نہ تھا مگر بعد اجتماع اجزا تو کل کے وجود سے پیشتر
عدم مفروض ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا - علاوہ اس کے اجزاے عالم کا واجب
الوجود ہونا بھی غلط اور بدیہی البطلان ہے اسلئے کہ سب لوگ صراحتہً جانتے
ہین حوادث یومی وحوادث زمانی کو کہ بعد عدم کے وجود مین آتا ہے اور
بعض اجزاء عالم کا وجود چونکہ بہت پیشتر سے ہے تو اسکے وجود سے پیشتر
عدم اگرچہ میری موجودیت مین نہ تھا مگر چونکہ اون اجزا مین بھی انواع
واقسام کے تغیرات ہم دیکھتے ہین اگر وہ تغیرات اون کی اپنی اپنی ذاتون
ہوتے ہین بے احتیاج غیر کے تو ان تغیرات کا فاعل اگر خود اوس کی ذات
ہے تو یا بے ارادہ وشعور اوس واجب کے ہے یا بارادہ وقصد اگر بغیر
ارادہ وقصد کے اوسکی ذات فاعل تغیرات ہے تو چاہئے کہ کبھی وہ
تغیرات وجود مین آئین اور کبھی وہ تغیرات نہ پائے جائین یہ تغیرات
دایمی نہ ہونگے اور ایک ہی نظم پر بھی نہ ہون گے کیونکہ یہ افعال اتفاقی

ہون گے علاوہ اس کے چاہیئے کہ ہر جزو عالم مین محض اونکی ذات سے
تغیرات ہون بغیر ارادہ وشعور کے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی جب
بے ارادہ وشعور وقصد کے تغیرات اجزاء عالم مین صادر ہون تو سب
اجزا اس صفت مین شریک ہون گے والا بے وجہ تخصیص بعض اجزا
لغو ہون گی تو ضرور بارادہ وقصد فاعل پائے جائینگے پس یہ قصد
اوسکا باختیار ہے یا باضطرار اگر باضطرار ہے تو معلوم ہوا کہ اوس کی
ذات مجبور غیر کی وجہ سے ہے فہو المطلوب اور اگر باختیار ہے تو چاہیئے
کہ اوسکی ذات کو اختیار تغیرات وعدم تغیرات دونون کا ہو والا مجبور
غیر سے ہوگا تو لازم آیا کہ یہ تغیرات پہلے نہ تھے یا بعد نرہینگے یا کبھی ہون
کبھی نہ ہون تو یہ تغیرات قدیم نہ ہون گے حادث ہونگے اور جو ذات کہ اپنی تغیرات کا
محل ہوا ور خود اوسکی ذات مقتضی ہوا ن تغیرات کا اپنے لئے اور ذات
فرض ہوچکی ہے کہ قدیم ہے تو یہ حوادث بھی قدیم ہونگے حالانکہ ابھی ثابت
ہوچکا کہ قدیم نہین ہین ہذا خلف علاوہ اس کے حوادث قدیم ہون یا
ہون محل حوادث قدیم نہین ہوسکتا والا حال یعنی خود حوادث بھی قدیم
ہون گے اور یہ باطل ہے اور جب بعضے اجزاء عالم اپنے تغیرات کے خود
مقتضی نہین ہین بلکہ غیر کیوجہ سے متغیر ہین تو یہ اجزائے عالم بھی حادث ہونگے
پس ثابت ہوا کہ عالم قدیم نہین ہے حالانکہ مانا جاچکا ہے کہ قدیم ہے ہذا خلف

کہ اوس نے اپنے کو کیونکر پیدا کیا - تو اسکا جواب یہ ہے کہ بس علت مین
وجود زاید بر ذات ہے عارض ذات ہے اور صفت زائدہ بر ذات ہے
وہان اس دور کی تقریر جاری ہوگی یعنی حوادثات و ممکنات مین نہ وجوب
الوجود بالذات مین اس لئے کہ واجب الوجود بالذات کا وجود عین ذات
واجب الوجود سے یعنی وجود واجب الوجود ذاتاً ثابت ہوگا اوسکے معنی یہ ہین
کہ وجود عین ذات ہے اگر عارض ہوگا اور غیر ذات ہوگا تو وہ وجود یعنی
عارض محتاج ہوگا موجود یعنی معروض کا کیونکہ حال محتاج محل ہوتا ہے
سبب وجود محل وجود حال کا نہین ہوسکتا پس وجود اوسکا ممکن ہوگا بسبب
احتیاج بغیر کے تو محتاج بغیر مستند علت کی طرف ہوگا اس وجود کے لئے
کوئی علت ہوگی اور علت موثرہ اگر ذات واجب الوجود کی ہوگی لازم
آئیگا کہ ذات واجب الوجود بالذات قبل اپنے وجود کے پائی جائے کیونکہ
علت موجدہ شئے کے وجوداً مقدم معلول پر ہوگی پس شئے موجود
ہوگی قبل اپنے وجود کے اور یہ محال ہے جیسا کہ مکرر آگذرا اور معدوم کی
تاثیر موجود مین لازم آئیگی اور یہ بھی محال ہے تو ضرور غیر واجب الوجود
بالذات علت ہوگی واجب الوجود بالذات کے وجود کی تو واجب الوجود
محتاج غیر کا ہوگا اپنے وجود مین تو واجب الوجود بالذات ممکن الوجود
بالذات ہوجائیگا اور کلام ہے واجب الوجود بالذات مین ہذا خلف

اورجبکو واجب الوجود بالذات ہونا ثابت کر چکے وہ محال ہے کہ ممکن بالذات
ہو تو جو واجب الوجود از روئے اپنے ذات کے ہوگا وہ ضرور محتاج
کسی کا ہوگا اور وجود اوسکا اوسکی ذات کا عین ہوگا اور یہی مطلب
ہے اور مثل وجود کے واجب تعالے کے لیے وجوب اور تعین یعنی
متشخص ہونا عین ذات ہے۔ اگر وجوب وجود عین ذات واجب تعالے
ہو تو یا جزو ذات واجب تعالے ہو یا خارج مگر عارض ذات واجب ہوگی
کیونکہ وجوب وجود صفت ہے نہیں ہوسکتا کہ جزو ذات ہو ورنہ ذات
باریتعالے مرکب ہوگی اور مرکب بسبب احتیاج باجزاء ممکن ہے تو ذات
واجب ممکن ہوگی اور یہ محال ہے تو ضرور عارض ذات واجب ہوگا اور
عارض محتاج معروض کا ہے تو یہ عارض ممکن ہوگا اوسکے لئے کوئی علت موثرہ
ہوگی اور چونکہ یہ عارض وجوب وجود ہے کیونکہ اس کے لیے غیر علت
ہوگی تو وجوب وجود علت ہوگی وجوب وجود کی یعنی اپنے لئے آپ ہی
علت ہوگی تو توقف شئے علی نفسہ لازم آئیگا یعنی وجوب وجود نہیں پایا جائیگا
جب تک کہ یہی وجوب وجود نہ پایا جائے اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے
اسکو تقدم شئے علی نفسہ بھی کہینگے کیونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول پر
اور یہاں خود ہی علت خود ہی معلول ہے اور یہ بالبداہت باطل ہے تو
ثابت ہوا کہ وجوب وجود باریتعالے عین ذات باریتعالی ہے اور تعینات

وتشخصات واجب تعالے کے عین ذات واجب تعالے کے ہین اگر عین
ہوین تو یا جزو ہون گے یا عارض اگر جزو ہون تو واجب الوجود بسیط نہ رہیگا
مرکب ہو جائیگا اور مرکب ہوگا تو واجب نہ رہیگا ممکن ہو جائیگا کیونکہ
مرکب محتاج اجزا کا ہوتا ہے اور اگر عارض ہون زاید اور غیر واجب
تعالے سے تو محتاج معروض کا ہوگا اور ممکن ہوگا تو اوسکے لئے علت
چاہئے اور اوسکی علت ذات واجب الوجود کی نہین ہوسکتی کیونکہ واجب
تعالے ابھی متعین ومتشخص نہین ہوا کیونکہ اوسکے تعین و تشخص مین
تو ابھی گفتگو ہے اور علت کو پہلے معلول سے متعین و متشخص ہونا
چاہئے تو چاہئے کہ خود تعین و تشخص علت اپنی ہو اور اس
مین تقدم شئے علی نفسہ وغیرہ لازم آئیگا پس تعینات و تشخصات باریتعالے
حادث ہونگے والا پہلے سے ذات واجب تعالے معین و متشخص نہو گی
اور نہ علت۔ و قدیم ہونگے والا کئی قدیم موجود ہون گے حالانکہ قدیم
ایک ہے یعنی خدا و بس جیسا آئیگا اور نہ عارض ذات واجب تعالے
اور نہ جزو ذات واجب تعالے ہون گے بلکہ جملہ تعینات و تشخصات
باریتعالے عین ذات واجب تعالے ہین۔ اگر کوئی کہے کہ وجود عارض
ہوتا ہے موجود کو اگر وجود عین ذات واجب الوجود ہو تو عارض عین
معروض ہوگا حالانکہ عارض محتاج معروض ہوتا ہے حال و محل ایک

یعنی موجود بمعنی وجود نہ یہ کہ وہ موجود ہے یعنی صاحب وجود ہے یعنی حمل
اشتقاقی نہین بلکہ حمل اولی ہے پس ہو موجود کے معنی ہو اللہ بھی کہہ سکتے
ہین بسبب عینیت ذات و وجود کے پر آن جو صفات کہ عین ذات واجب
نہین ہین اونمین ایسا حمل صحیح ہوگا بلکہ حمل اشتقاقی ہوگا اور ممکنات مین
بھی حمل اشتقاقی ہے یعنی صاحب وجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ وجود
ساتھ ہی شئے موجود کے ہے - اور اس محل مین عینیت وجود و واجب الوجود
کو زیادہ طول دینا مناسب معلوم نہین ہوتا لالا رسالہ مختصرہ ظاہرۃ
البیان مطول و مشکل ہو جائیگا اور محض اردو خوانان کے لئے بنا اس
رسالہ کی ہوئی ہے - اگر کوئی کہے کہ وجوب و امکان و امتناع کو منطقیین
قضایائے موجہات مین کیفیات سے کہتے ہین پس کیفیت عین ذات نہین
ہو سکتی تو کیونکر وجوب کو عین ذات واجب الوجود کہنا صحیح ہوگا تو کہون گا
ا- وجوب کا عین ذات واجب تعالے کا ہونا بدلائل عقلیہ ثابت ہے
اور اس رسالہ مین بھی ثابت کیا گیا عینیت مین وجوب کی شک نہین ہا
پھر وہ جو خلاف آرائے منطقیین کے لازم آتا ہے کہ وجوب کو کیفیت کہتے
ہین اور کیفیت عین ذات نہین ہوتی وجہین اوسکی بہت سی ہین مگر وقت
[illegible] اس رسالہ مین نہین چاہتا ہون صرف اتنا سمجھنا چاہئے کہ جس وجوب کو
منطقیین کیفیت جانتے ہین اوس وجوب کو ہم عین واجب الوجود نہین

وجوبًا کے یہ معنی نہین ہین کہ وجوبًا عین موضوع ہے بلکہ وجوبًا صفت وجہت
نسبتہ کی ہے اور جو عین موضوع ہے وہ وجوب ہے جو محمول سے
پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ معنی ہی ہو وجوب وجوبًا یعنی ضرور وہ وجوب ہے
یہان پر ضرور اور وجوب ایک حیثیت سے نہین ہے جو کیفیت وجہت وصفت
نسبتہ کی ہے وہ البتہ عین موضوع نہین ہے اور جو عین ہے وہ صفت اور کیفیت
اور جہت نسبتہ کی نہین ہے دلیس۔ اور آیندہ اوسکے صفات کے بیان سے
بھی معلوم ہوسکتا ہے *

۱۸ – شخص یا موجود کو موجد جانتا ہے یا نہین صورت ثانیہ مین
وہ شخص مجنون ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور صورت اولے مین موجود کا
موجد خود اوسی موجود کو نہین جان سکتا ہے کیونکہ وجود در حالت
عدم اور عدم در حالت وجود کو عقل قبول نہین کرتی تو ضرور موجود کے
غیر کو موجد جانیگا اور موجد کا موجد موجد کا موجد بے انتہا ہی نہین
ہوسکتا ہے کہ امور غیر متناہیہ کے اجتماع کو عقل محال جانتی ہے پس
عقل کی رو سے چارہ نہین ہے کہ جنون اور دور اور تسلسل سے عقل کو
بچا کے کسی موجد معین کو موجد موجود قرار دے وہو المطلوب *
اور جب عالم کے لئے علت تامہ موثرہ فی الوجود ثابت ہوا تو اس کے
بعد اسکا یقین بدیہی ہے کہ واجب الوجود بالذات ہمیشہ سے ہے ازلی و

ثابت ہوا تو بھی ایک ہی سب کی علت ہوگی - جتنے افعال عباد مین بھی قوۃ موثرہ کی علت ہے وہوالمطلوب *

۲ - جب - ثابت ہوچکا کہ کسی ایک موجود کے لئے ایک علت تامہ موثرہ واجب الوجود بالذات ہے اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ سب موجودات عالم کی احتیاج اوسی علت تامۂ موثرہ کی طرف ہے پس اس واجب الوجود کے سوا جو موجود ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہوگا کیونکہ واجب اور ممکن کے درمیان کوئی تیسری چیز نہین ہے اور جب ممکن ہے تو حادث بھی ہے اپنے وجود مین محتاج اوسی علت تامہ موثرہ کا ہوگا پس سوائے اس علت تامہ کے دوسری کوئی علت اگر ہو تو وہ عالم و ممکنات مین داخل ہوگا نہ یہ کہ واجب الوجود ہو اور ایک کوئی دوسرا ہو اور جب دو نہو سکا تو دو سے زیادہ کا وجود بدرجہ اولی باطل ہے - پس ایک کے سوا اور کوئی خدا نہین ہے *

۳ - اگر ہم فرض کرین کہ دو خدا ہین یعنی دو واجب الوجود بالذات ہین تو یہ دونون ذاتین شریک ہونگی وجود بالذات کے وجوب مین دونون کی ماہیتین یکسان ہونگی اور وجوب دونون کی ذات کا عین ہے تو از روئے صفت وجوب بھی دونین فرق ہا ہیں فرق ان دونون واجب الوجود مین از روئے ذات و ماہیت کے نہوگا مگر ہان عوارض و تشخصات و تعینات یعنی صفات کی رو سے دونون مین فرق رہیگا یعنی اشتراک از رو

پیر کسی طرف جو ہو وہ ممکن ہے تو دونون واجب الوجود و واجب الوجود نہ ہے بلکہ دونون
مین انقلاب ماہیت لازم آئیگا کہ دونون ممکن ہوجائین اور فرض ہوچکا ہے کہ
دونون واجب الوجود بالذات ہین ہذا خلف اس دلیل پر اگر کوئی ایراد وارد
کرے کہ واجب الوجود خارج مین مرکب نہین ہے محض ذہن ہی مین مرکب ہے
پس صرف ترکیب ذہنی موجب اسکو نہین ہے کہ واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائے
تو جواب اسکا یہ ہوگا کہ اگر ترکیب ذہنی مطابق ترکیب خارجی نفس الامری کے
نہو تو وجود ذہنی خلاف وجود نفس الامری کے ہوگا اور یہ جہل ہے کیونکہ علم مطابق
واقع کے خود عالم کے اعتقاد مین بھی نہین ہے تو خود اوسی کے اعتقاد مین
جہل ہے *

اور اس جواب پر یہ اعتراض نہین ہوسکتا کہ جہل جب لازم آئیگا کہ عقل حکم
کرے اسطور پر کہ یہ صورت ذہنیہ یعنی مرکب ذہنی مطابق واقع کے ہے اور
حقیقت مین مطابق واقع کے نہین ہے تو جہل لازم آئیگا اور اگر عقل حکم کرے
اس طور پر کہ صرف ذہن مین صورت ذہنیہ مرکب ہے نہ خارج مین تو جہل
کیون لازم آئیگا اس لئے کہ اگر عقل یون بھی حکم کرے کہ یہ مرکب ذہنی مطابق
واقع کے ہے اور حقیقت مین مطابق واقع کے نہین تو یہ علم ہے اس عالم کے
اعتقاد مین جہل ہان دوسرون کے نزدیک جہل ہو وہ اس کے علم کو مضر
نہین - علاوہ اس کے مطابقت عدم مطابقت کا علم علم بمرتبہ ثانی ہے

اور گفتگو پہلے علم مین ہے - ہان یہان اعتراض اصل مطلب پر ہوسکتا

ہے کہ ذہن مین مرکب ہوا ہے کلیات سے یعنی جنس اور خاصہ سے مثلا اور جبکہ

کلیات کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس خارج مین مرکب ہوا پس واجب الوجود

ممکن ہوگیا ذہن مین اور خارج مین واجب الوجود واجب الوجود ہی رہا اور گفتگو

ہے واجب الوجود خارجی مین اور اسکا جواب ہم یون دینگے کہ دو واجب الوجود

خارج مین جو پائے گئے آیا دونون دو کلی کے مصداق ہین یا دونون دو جزئی

مشخص و معین کے مصداق ہین نہین ہوسکتا کہ دونون دو کلی ہون کیونکہ

کلی کا وجود یا اوس کے مصداق کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس لا محالہ دونون

دو جزئی حقیقی کے مصداق مشخص و معین ہین اور جزئی حقیقی کا مصداق خارج مین

مرکب ہوتا ہے عوارض خارجیہ سے کیونکہ مادہ او صورت نوعیہ و صورت شخصیہ سے مرکب ہوگا اور

مادہ مرکب ہے اجزائے انہ اکیہ سے اور صورت شخصیہ مین کمیت داخل

ہے اور کم کی تقسیم اجزائے فرضیہ اور وہمیہ کیطرف ہوتی ہے اور یہ سبب

موجب ترکیب ہین اور ترکیب موجب احتیاج باجزا ہے اور احتیاج باجزا

موجب امکان مرکب ہے پس مرکب واجب نہوگا بلکہ ممکن و حادث ہوگا

اور یہ نہین ہوسکتا کہ دونون جزئی حقیقی بھی نہون کیونکہ جب دو شئے تحت

مین ایک ماہیت اور ایک کلی کے ہون گے تو خارج مین وہ دونون دو جزئی

حقیقی ضرور ہون گے اگر خارج مین اونکا وجود ہوا ور محض …

بتشخصات وتعینات کے رہتے دونون مین فرق ہوگا اگر خارج مین وجود
علیحدہ علیحدہ ہوگا تو وہ حقیقتین دو ہونگی *

پس ثابت ہوا کہ واجب تعالی اگر دو ہون تو ذہن مین اور خارج از ذہن
مین دونون مرکب ہونگے اپنے اپنے اجزا سے اور حادث ہونگے واجب الوجود
نہونگے اور اگر واجب ہوگا تو ایک ہی ہوگا ذہن مین بھی خارج مین بھی اور
جب ایک ہے تو وہ جیسا کہ کلی نہین ہے جزئی حقیقی بھی نہین کیونکہ کلیات
وجزئیات ازروے اشتراک وافتراق مفاہیم کے ہوتے ہین اور جب ایک ہے
تو اشتراک وافتراق کو کیا دخل پس مطلب ثابت ہوا اور جو دلیل کہ مانع
ہے دو موجود واجب الوجود ہونے کو وہ مانع نہین ہوسکتی دو موجود کو
ایک واجب الوجود اور دوسرا عالم یعنی مخلوق اس لئے کہ یہ دو واجب الوجود
اور ممکن الوجود نہ تحت مین ایک کلی کے ہین اور دو متبائن تو عین نہین
ہین اور نہ ایسے ہین کہ ایک جنس عالی کی نوع ہو اور ایک جنس سافل
کی نوع ہو اس لئے کہ وجود جو اعم الاشیا ہے وہی عین ذات واجب
الوجود ہے تو وجوب وغیرہ بدرجہ اولے عین ذات واجب الوجود ہے
پس واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی پس اوس کو اشتراک ممکنات سے
نہین ہے تا اینکہ ما بہ الامتیاز سے اون مین افتراق اور تخصیص ہو
اور مختصر دلیل توحید یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر واجب الوجود

دو ہون تو اشتراک ہوگا ایک حیثیت سے اور امتیاز و افتراق ہوگا دوسری
حیثیت سے اور جس چیز مین مشترک ہین وہ غیر ہوگا اوس چیز کا کہ اوسکی
روسے دونون مین فرق ہے - یعنی مایہ الاشتراک غیر ہوتا ہے مابہ الامتیاز
پس ہر ایک مین دو دو چیزین متغائر پائی جائینگی پس دونون مرکب ہونگی
دونو ذہنین مین مرکب ہون کہ ترکیب ذہنی سے امکان احتیاج ذہنًا
ثابت ہوگا اور امکان و احتیاج و حدوث واجب الوجود بالذات کا ذہن
مین بھی نہین ہوتا ہے کیونکہ جو واجب الوجود ہے وہ خارجًا و ذہنًا بہر
حالت واجب الوجود ہے جو ممکن ہے وہ حادث و محتاج ہے اور ذہنًا و
خارجًا بہر حال ممکن و محتاج ہے *

۵ - جب - ثابت ہو چکا کہ وجود واجب الوجود عین ذات واجب الوجود
ہے تو اگر دوسرا واجب الوجود بالذات مثل اسی کے پایا جائے تو وجود
اوسکا بھی عین ذات ہوگا اور جب دونون واجب الوجود بالذات
ہین تو دونون کی ذات ایک ہی ہوگی از روے ذات کے کچھ فرق نہین
رہیگا جیسا کہ گذرا تو دونون ایک ہی وجود مین ایک ہی ذات مین شریک
ہونگے یعنی دونون موجود ایک ہی چیز ہے وجود دوسرے کا علحدہ نہین
ہوا اور جب وجود علحدہ نہوا تو عوارض و صفات بدرجہ اولے علحدہ نہونگے
کیونکہ لحوق عوارض فرع موجودیت ہے اگر عوارض علحدہ ہون تو لازم آئیگا

کہ مختلف عوارض ایک ہی موجود ایک ہی معروض مین پائے گئے تو اجتماع
النقیضین یا اجتماع متضاد لازم آئیگا اور اگر عوارض بھی ایک طور کے ہین
کچھ فرق نہین ہے تو دونون معروض ذاتاً و وجوداً و صفاتاً ہر حیثیت ایک
ہی ہے ہٰذا المطلوب -

۴ - واجب الوجود - بالذات ایک ہے اگر ایک نہو بلکہ زیادہ
ہون تو کم سے کم دو ہون گی پس دونون کی ذاتین دو ہون گی کیونکہ
دونون کی ذات اگر ایک ہے تو لازم آئیگا کہ جمیع جہات و جملہ صفات و عوارض
دونون ایک ہونگے اس لئے کہ وجود عین ذات واجب الوجود ہے اور جب
اعم اشیا کہ وجود ہے عین ذات ہے تو دیگر اشیا کہ خاص تر ہین وجود سے
بدرجۂ اولے عین ذات ہون گے اس لئے کہ عینیت خاص لازم ہے عینیت
عام کو کیونکہ جب حیوان مثلاً عین ہوگا کسی کا تو انسان بھی عین ہوگا اوسکا
اس لئے کہ خاص تحت مین عام کے داخل ہے پس دونون کو ضرور دو ذاتین
مختلف ماننا ہوگا - اور جب دو ذاتین مختلف ہین تو وجود کہ جو عین واجب
الوجود ہے وہی وجود عین واجب الوجود دوسرے واجب الوجود کا بھی
ہوگا اور دونون وجود مین کوئی فرق نہین ہے پس جو واجب الوجود عین
وجود ہے اور وجود عین اوس واجب الوجود کا ہے اور عین کا عین
عین ہوگا مساوی کا مساوی مساوی ہوگا پس یہ ذات عین وہ ذات ہے اور

فرض کیا تھا کہ یہ غیر اوسکا ہے ہذا خلف پس دونون مغایر ہونگے تو ما بہ
الامتیاز دونون کا مغایر ایک دوسرے کے ہوگا اور ما بہ الامتیاز مغایر
نہین ہو سکتا بسبب اتحاد وجود کے تو عین ہوگا پس خلاصہ یہ کہ اگر دو ہون
تو ایک ہونا لازم آتا ہے اور دو کو ایک کہو تو دو ہونا لازم آتا ہے اور یہ
اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال دو فرض کرنے سے لازم آیا تو ملزوم بھی
اوسکا باطل ہے یعنی دو ہونا باطل ہے اور یہی مطلوب ہے *

۷ - خدا - ایک ہی ہے اگر بالفرض دو خدا ہون یعنی دو واجب الوجود
ہون بالذات تو دونون مین کچھ فرق ہوگا اس لئے کہ وجود واجب الوجود
اور وجوب واجب الوجود اور تعینات وتشخصات واجب الوجود سب عین
واجب الوجود ہین جیساکہ اوپر ثابت ہوا اور جب ہر مایہ الاشتراک ایک ہی
ہے اور مساوی کا مساوی مساوی عین کا عین عین ہے تو یہ واجب الوجود
عین اپنے وجود و وجوب وتشخصات وجمیع تعینات کا ہے اور وجود وجوب
وجملہ تعینات عین اوس واجب الوجود کا ہے پس یہ واجب الوجود بالذات
عین اوس واجب الوجود بالذات کا ہوگا بجمیع جہات وحیثیات پس دو بھی
ہونگے تو ایک ہی ہے اور یہی مطلوب ہے -

۸ - واجب الوجود - بالذات ایک ہے، اگر ہم فرض کرین کہ دو موجود
واجب الوجود بالذات ہون تو دونون شریک ہونگے وجوب الوجود مین

اور جب دونون مین اشتراک وجوب وجود مین ہے تو دونون مین فرق
وامتیاز بھی ضروری ہونا چاہئے ورنہ دو ہو سکیگا اور فرق کسی حیثیات سے
ہو مثلا ایک خالق ہو تو ایک رازق ایک عالم ہو تو ایک قادر ہو — پس
جس حیثیت سے فرق ہے یعنی جو چیز کہ فرق دینے والی اور امتیاز دینے
والی ہے تین حال سے خالی نہین یا یہ کہ ما بہ الامتیاز دونون مین عین وتمام
حقیقت و ماہیت اوس واجب الوجود کی یا اوس واجب الوجود کی یا دونونکی
ہوگی یا جزو تمام حقیقت ہوگی اسکی یا اوسکی دونون کی یا یہ کہ خارج تمام حقیقت
سے ہوگی نہین ہو سکتا کہ ما بہ الامتیاز تمام حقیقت ماہیت ہو والا جو شئے کہ
دونون مین مشترک مانی گئی ہے یعنی وجوب وہ خارج دونون کی حقیقت سے
ہوگی کیونکہ جسکی وجہ سے فرق ہے وہ ہی تمام حقیقت اور نوع ہے کہ جس
نوع کے تحت مین وہ واجب الوجود ہے پس دونون کی حقیقتین ایک نوع
ہوگی تو فرق نرہیگا تو وجوب کو ما بہ الامتیاز قرار دینا پڑیگا کیونکہ سوائے وجوب
کے جتنی چیزین ہین وہ سب ما بہ الامتیاز قرار پائی تھین اور وہ اب باعث
اشتراک ہوگئین تو اب سوائے ان ما بہ الامتیاز کے کوئی چیز سوائے وجوب
کے نہین ہے پس وجوب خارج از حقیقت ہوگا اور وہی ما بہ الامتیاز ہوگا
اور یہ خلاف ہے اوس کے کہ جو ثابت ہو چکا کہ وجوب عین واجب الوجود ہے
تو ضرور تمام حقیقت نہ ہوگا پس ما بہ الامتیاز یا جزو حقیقت ہوگا یا خارج

از حقیقت اگر جزو حقیقت ہے تو حقیقت واجب الوجود کی مرکب ہوگی
جنس و فصل سے ما بہ الاشتراک جنس ہوا اور ما بہ الامتیاز فصل پس ذہن
مین ترکیب واجب الوجود کی ہوگی اور مرکب محتاج اپنے اجزا کیطرف ہوتا
ہے اور محتاج ممکن و حادث ہے پس ذہنًا ممکن ہوگا اور وہ نہ ذہنًا ممکن
ہوتا ہے نہ خارجًا پس واجب الوجود نہ رہا اور فرض کیا تھا واجب الوجود کو۔۔
ہذا خلف ۔ علاوہ برین خارج مین بھی مرکب ہوگا اس لئے کہ واجب الوجود
شخص ہے اور تشخص داخل ہوتا ہے متشخص مین ۔ پس
واجب الوجود متشخص و مرکب ہوا خارج مین ۔ علاوہ برین جب
ثابت ہوچکا کہ جمیع تعینات عین واجب الوجود ہوتے ہین تو پہر کیونکہ جزا
واجب الوجود کا ہوگا ۔

اب باقی رہا یہ کہ ما بہ الامتیاز کہ جو سوائے وجوب ہے وہ خارج ہو حقیقت
واجب الوجود سے یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ پہر بھی دونوں واجب الوجود
مرکب ہوین گے بیش از بن نیست کہ مرکب ما بہ الاشتراک سے یعنی جنس سے
اور ما بہ الامتیاز سے یعنی تعینات یعنی عوارض مشخصہ سے ہوگا پہر واجب الوجود
واجب الوجود نہ رہیگا بلکہ ممکن الوجود و حادث ہوجائیگا اور فرض کیا گیا کہ
دو واجب الوجود بالذات ہین پس دو ہونا باطل ہوا تو دو سے زیادہ
ہونا بدرجہ اولٰے باطل ہوا پس ایک ہونا ثابت و متحقق ہوا اور یہی

مطلوب ہے *

۹ - واجب الوجود - بالذات کا اگر ثبوت ہو تو منع شرکت و تثنیت
ہوگا اور وہ ثابت ہو چکا تو دو واجب الوجود کا ہونا باطل ہے اس لئے
کہ واجب الوجود ممکن الوجود نہیں ہو سکتا ورنہ اجتماع النقیضین لازم
آئیگا اور جب واجب الوجود دوسرا فرض کیا جائیگا تو لازم آئیگا کہ یہ واجب
الوجود مانا ہوا ممکن الوجود بالذات ہو جائیگا یا دوسرا واجب الوجود
ممکن الوجود ہوگا کیونکہ تمام عالم کی احتیاج اوسکے وجود و افعال و بقا
وغیرہ میں - واجب الوجود بالذات کیطرف ثابت ہو چکی اور اوس کا
واجب الوجود و علت تامہ موثرہ ہونا اوسکے کل غیر کے لئے ثابت و مبرہن
ہو چکا پس اب جو دوسرا واجب الوجود و علت تامہ موثرہ تجویز کیا
جاتا ہے وہ کیا چیز ہے اگر وہ غیر اوسکا ہے تو ممکن ہوگا کیونکہ واجب الوجود
کا کل غیر نہیں ہوتا مگر ممکن اور اگر وہی واجب الوجود ہے تو یہ واجب الوجود
جو ثابت ہو چکا واجب الوجود نرہیگا بلکہ غیر اوس واجب الوجود کا ہوگا
اور جو غیر ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہے - خلاصہ یا وہ ہو یا یہ ہو ضرور
ایک ہی واجب الوجود ثابت ہوگا اور ما بقی واجب الوجود کا غیر ہوگا اور
واجب الوجود کا غیر نہیں ہوتا مگر ممکن بالذات پس واجب الوجود ایک ہی
ہے اور یہی مطلوب ہے *

رکھتا ہے پس وہ غیر جو علت موجودہ ہے اگر کئی ہین تو اینین سے
ایک دوسرے پر اختیار رکھتا ہے تو دوسرا اس پر اختیار نہ رکھیگا و
الا وہی قباحت پھر لازم آئیگی پس جو مختار ہے سب پر وہی واجب الوجود
ہے اور باقی سب اس ایک کے محتاج ہونگے اپنے اپنے وجود و عدم مین
اور اگر ایک دوسرے پر اختیار نہین رکھتا ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم
آئیگی کیا وجہ ہے کہ سب اغیار پر اختیار رکھے اور اون اغیار پر جو شریک
کھلاتے ہین اونپر اختیار نہ رکھے اگر کہا جائے کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ
سب مساوی ہین واجب الوجود کے وہ برابر قوت والون مین کیونکر
ایک دوسرے پر غالب آئیگا تو کہون گا کہ ابھی ثابت ہی نہین ہوا ہے کہ
وجود و عدم مین یہ اوسپر اختیار نہ رکھتا ہے تا اونکی مساوات ثابت ہو
اگر یہی مساوات مرجح ہے تو اول البحث ہے کہ ایک دوسرے کا مساوی
ہے یا نہین جب مساوات ثابت نہین ہوئی ہے تو ایک کے دوسرے پر
غالب نہ آنے کی کیا وجہ ہے جب تک کوئی وجہ نہ معلوم ہوگی تو ایسا ہی
سمجھینگے کہ ایک دوسرے پر غلبہ و قوت و اختیار رکھتا ہے اور دوسرا اوسپر
نہین رکھتا تو عدم مساوات مرجح ہے اس لئے کہ مساوات ثابت نہین
ہوئی تو ایک ہی قادر مطلق واجب الوجود ہے باقی سب محتاج سب حادث
و مخلوق اوس کے ہونگے اور یہی مطلوب ہے *

اوس ذات پر اختیار نہین رہتا تو یہ دوسری ذات واجب واجب الوجود
بالذات نہین کیونکہ واجب الوجود وہ ہے کہ جو سب پر اختیار کامل رکھے تو
جو خود ناقص ہوا اور بے اختیار ہو غیر پر تو ایسی ذات محتاج ایسے
کا کمالات کی نہین ہے اس لئے کہ جسکی علت تامہ قدرت و اختیار مین
نہین تو اوسکا معلول بھی قدرت و اختیار مین نہین ہے *

۳۱ ۔ جب یہہ ثابت ہوچکا ۔ کہ تمام عالم کے لئے کوئی علت
ہے بعد وہ واجب الوجود ہے اور اوسکا وجود عین ذات ہے اور اوسکا
واجب ہی عین ذات ہے اور اوس کے کمال بھی عین ذات ہین اور
وہ واجب الوجود بالذات ہے اور ازلی اور قدیم اور باقی اور دائم
اور ابدی و سرمدی ہے اور وہ محتاج کسی کا نہین وہ حادث نہین وہ
ممکن نہین وہ کسیکا مخلوق نہین وہ کامل ہے ناقص نہین اور اوس
کے کمال مین کوئی حالت منتظرہ نہین اور وہ سب کا خالق ہے اور
خود ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا تو ان امور کے اعتقاد کے بعد ایسا
اعتقاد یا ایسا شک بھی نہین ہوسکتا کہ دو واجب الوجود ہون دو علت
ہون اور دونون مین ہر طرح کی مساوات ہو اس لئے کہ ایسے دونون
منزو حقیقتہ دو ہون گے ایک دوسرے کا عین نہین ہوسکتا ورلا
مطلب کے خلاف نہین ہے اور جب دو حقیقتہ ایک دوسرے سے الگ

دوسرے سے

مغائر ہے عین نہین ہے تو ایک دوسرے کا محتاج بھی نہوگا والا محتاج
نہ عالم کی علت ہوگی اور نہ اپنے مثل کی بلکہ محتاج الیہ علت ہے اپنے مثل
کی بھی اور اگر طرفین سے احتیاج ایک کو دوسرے کیطرف ہے تو دونون
ناقص و محتاج ہین تو ان دونون مین سے ایک بھی واجب الوجود بالذات
نہوگا تو ضرور کوئی ایک ان مین سے محتاج دوسرے کا نہوگا دونون
علٰحدہ علٰحدہ مستقل ہونگے اور دونون مین شرکت بھی نہوگی یعنی
عالم کی علیت مین شریک نہونگے والا دونون ناقص ہونگے بسبب
احتیاج ایک کی دوسرے کیطرف اور جب اسطرح کے ہونگے تو عالم کی
مخلوقیت اور معلولیت ضرور ایک کیطرف مستند ہوگی اور دوسرے سے
کچھہ تعلق نہوگا تو اس صورت مین وہ دوسرا علت نہین ہے خالق نہین
ہے تو واجب الوجود بالذات بھی نہوگا کیونکہ وجود اوسکا ضروری نہوا
بلکہ عبث ہوگا تو بدتر از ممکن الوجود ہوگا کیونکہ ممکن الوجود بھی عبث نہین
ہے اور نا قابل اگر ممکن الوجود بھی ہو جب بھی واجب الوجود بالذات علت
عالم و خالق نہین ہے پس واجب الوجود بالذات ایک ہی ہے فہو المطلوب

۱۴ - واجب الوجود - علت تامہ عالم کا غیر اگر واجب الوجود
علت تامہ عالم ہے تو یہ غیر اوس واجب الوجود پر قدرت و اختیار
رکھتا ہوگا تو وہ واجب الوجود نہین ہے بلکہ یہ غیر واجب الوجود بالذات

وعلت تامۂ عالم ہے اور اگر اوسپر کچھ قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے
تو عالم پر بھی قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے کیونکہ جب علت تامہ اختیار
مین نہین تو اوسکا معلول بھی اختیار مین نہین ہے اور جب عالم پر قدرت
و اختیار نہین رکھتا ہے تو یہ عاجز ہے وہ علت تامہ اور واجب الوجود
بالذات ہی نہین ہے نہ علت تامہ ہے نہ اوس کا وجود ضروری ہے
تو یا ممکن الوجود ہے یا ممتنع الوجود وہو المطلوب یا بطلور فرض محال کے
ہے اور یہ مفر نہین *

اور یون بھی جاننا چاہئے کہ

۱۵- جب تمام - ممکنات موجودات گذشتہ و موجودہ و
آیندہ کو بحیثیت امکانیت وجود کے ایک سلسلۂ ممکن قرار دین پس
آحاد مجتمعہ کا ایک مجموع ممکن اپنے تحقق مین جس علت تامہ کیطرف محتاج
ہے جیسا کہ ثابت ہوا تو ضرور دوسری کوئی علت ہوگی اس مجموع
کے لئے سواے واجب الوجود ثابت شدہ کے کیونکہ جب اپنے تحقق
مین محتاج ایک علت کیطرف ہے تو پھر دوسری علت کیطرف محتاج
ہوگا اگر اس دوسرے کی طرف سے محتاج ہو تو معلوم ہوگا کہ اوس
اول ہی کیطرف اس ممکن کو احتیاج کم تھی اور یہ خلاف ثابت شدہ کے

ہے پس سوائے اس واجب الوجود کے کوئی دوسرا واجب الوجود بالذات
نہوگا فہو المطلوب *

جاننا چاہئے کہ تمام

۱۶ - عالم مین - دو حیثیتین ہین مجموع و آحاد عالم والجا من مجموع
عالم یعنی آحاد مجموع عالم اگر عالم علت تامہ و موجد ہے عالم کے لئے
تو یا مجموع عالم علت ہے مجموع عالم کی یا آحاد علت ہے مجموع کی یا مجموع
احاد کی یا احاد احاد کی یہ چار صورتین ہوئین اول باطل ہے کیونکہ علت و معلول
مین مخالفت ذاتیہ لازم و واجب ہے ورنہ مجموع مقدم ہوگا مجموع پر کیونکہ
علت مقدم ہوتی ہے معلول پر اور خود کا خود پر مقدم ہونا اس کو لازم
ہے خود کا موخر ہونا ہذا خلف اور خود کا خود سے موخر ہونا اسکو لازم
ہے خود کا مقدم ہونا ہذا خلف *

پس اجتماع وجود و عدم کا بیک حالت ایک شئے مین لازم آیا اور یہ
محال ہے *

اور دوسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ مجموع اگر علت ہو ہر واحد
آحاد کی تو یہ قباحت مذکورہ بھی لازم آئیگی کل واحدین اور آ علت
ب کی - اور ب علت ہو آ کی تو آ علت ہوگی آ کے پھر وہی قباحت

کوئی ہوا ان دونون سے کا کامل ہوئے تو واجب الوجود بالذات علت موثرہ و موجد خالق مجموعہ
اون دونون کا ہوا تو مرکب ہوا تو مجموع من حیثیت مجموع اپنے اجزا
کی طرف وجود و عدم مین محتاج ہے کہ جب اجزا موجود ہون تو مرکب موجود
ہوگا و الا فلا تو مجموع بھی واجب الوجود بالذات نہوا اور واجب الوجود
یہی ہے کیونکہ معروض ہوچکا ہے تمام عالم منسوب اسیطرف ہے سب سلسلہ
اسی کا ہے بحث تو یہ مرکب نہوگا اور دو نہون گے ایک ہی ہوگا فہو المطلوب

بیان صفات واجب الوجود

ذات واجب الوجود بالذات کا وجود اور اوسکا خالق ہونا اور علت
تامہ ہونا اور علت موثرہ و موجدہ ہونا اور فاعل باختیار ہونا اور قادر
و قدیم ہونا اور کل کائنات کا محتاج الیہ ہونا اور ایک ہونا اور بسیط یعنی
غیر مرکب ہونا وغیرہ جب ثابت ہوچکا تو یہی وجود و خلق و فعل و قدرت
و اختیار و قدامت و بے مثالیت و غیر محتاج یعنی غنی ہونا اور سب کا
محتاج الیہ ہونا یہ سب صفات ہین اوس ذات واجب کے لئے جب اوس ذات کا
کوئی مصداق نہین ہے تو ضرور وہ موجود ہی نہین ہے اور موجود ہونا ثابت
ہوا تو اوس کا کوئی مصداق ضرور ہے اور موجود ہے اور اوسکا فعل بھی
ثابت ہوچکا تو ضرور معین و مشخص موصوف بصفات ہے والا نہ موجود

یہ معنی ہون گے کہ کسی کمال مین اوسکو حالت منتظرہ اور آیندہ ہونے والا کما
ہنین ہوگا یعنی من جمیع الجہات کامل ہے بلکہ اکمل ہے *
اس لئے کہ خود اوسکی ذات کافی ہے جمیع صفات کے پائے جانیکے لئے
اگر اوسکی ذات کمال اور صفات کے لئے کافی ہنو تو وہ کمال کہ جو ضروری
شئے ہے کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے ہوگا اور لااقل یہ ہے
کہ کوئی ایک صفت کمالی کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے پائی جائیگی
تو ترجیح بے مرجح کے لازم آئیگی اور یہ محال ہے پس جمیع صفات کمالی غیر
کیطرف سے ہونگی تو ذات واجب اپنے کل کمال مین محتاج غیر کی ہوگی
پس واجب الوجود واجب الوجود نہ رہا بلکہ محتاج غیر ممکن و حادث ہوجائیگا
کیونکہ شے محتاج غیر ممکن و حادث ہے نہ واجب الوجود بالذات جیسا کہ
مکرر گذرا - علاوہ اس کے وہ غیر جو علت . اور باعث صفات کے لئے
ہوگا وہ غیر اگر قدیم ہے تو کئی قدیم ہونگے اور قدیم سوا اسلئے واجب تعالے
کے اور کوئی ہنین ہے جیسا کہ گذرا اور آئیگا اور قدیم ہنو تو ضرور حادث
ہوگا تو اوس حادث کے لئے ضرورت دوسری علت کی ہوگی پہر وہ علت
یا قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے تو تعدد قدما لازم آئیگا اور وہ باطل ہوچکا
اور ہوئیگا اور اگر حادث ہے تو پہر اوسکے لئے کوئی علت چاہئے پہر ایسا ہی
کلام اوس مین ہوگا یہان تک کہ غیر متناہیہ جمع ہون گی اور علت ہاے

اپنے کو چار اور دس بیس خدا بنا دے یہ سب محال ہین اور نقص اسکا
ہے واجب الوجود واجب الوجود نرہیگا ممکن ہو جائیگا اسی طرح ایسا فعل
بھی نہین کرتا کہ جس سے اوسکا نقص ہو کیونکہ محال کو ممکن کر دینا یا واجب
الوجود کو ممکن یا ممتنع کر دینا محال ہے اور موجب نقص ہے بلکہ مقدور کے
محال ہونے سے قدرۃ اوسپر بھی محال ہوگی اور محال نہین ہے مگر ممتنع الوجود
بالذات پس ایسی قدرت ممتنع ہوگی اور جو ممتنع الوجود بالذات ہے وہ
لا شئے ہے از روے موجودیت کے پس ایسی قدرت حقیقۃً عدم القدرۃ
ہے اور واجب تعالے عدیم القدرۃ نہین بلکہ قادر ہے یعنی چونکہ قادر ہے
اس لئے سوئی کے سوراخ سے تمام عالم کو نہین نکالتا گر قادر ہے کہ سوراخ
کو بڑا کر دے یا عالم کو چھوٹا کر دے پس عوام الناس کی غلط فہمی ہے
کہ شک کرتے ہین کہ خدا ممتنعات اور محالات کے پیدا کرنے سے مجبور
ہے حالانکہ امر بالعکس ہے چونکہ قادر ہے اور قبح اور نقص اور عجز اور
ممکن ہونا اور ممتنع ہونا یہ سب اوس ذات اقدس و منزہ سے محال
ہین اور اضطرار و مجبوری بھی ذات مقدس مین نہین ہے لہذا وہ
علت موجبہ کسی معلول کے لئے نہین ہے مثل آگ کے کہ وہ علت موجبہ
ہے کہ جلا دینا اوسکو لازم اور واجب ہے بلکہ باری تعالے علت موثرہ
ہے معلول مین علت موثرہ مین قصد و ارادہ و اختیار و مشیت کو

د فعل ہے اور علت موجبہ مین قصد و اختیار کو دخل نہین علت موجبہ
خیر ذی حس چیز ہوتی ہے فاعل مختار سے فعل و ترک دونون ہو سکتے ہین
اور فاعل موجب سے فعل ضروری ہے اور ترک اوس فعل کا اوس سے
ممکن نہین مختار سے تاخیر فعل ہو سکتی ہے اور موجب مضطر سے تاخیر نہین
ہو سکتی - اور حق یہ ہے کہ آگ کو اگرچہ احراق لازم ہے مگر حقیقۃً و بالذات
یہ فعل آگ کا نہین آگ فاعل و اثر حقیقۃً نہین مگر علت موثرہ کے سمجھنے کے لئے
علت موجبہ بھی ایک اصطلاح قرار پائی ہے اور اوسکے لئے مثال آگ کے
دیجاتی ہے ورنہ حقیقۃً کوئی علت باستقلال موجبہ نہین اور اگر باری تعالی
علت موجبہ ہو کسی معلول کی یا تمام عالم کی تو بوجود باری تعالی ساتھ ہی
معلول یعنی تمام عالم بھی چاہیئے موجود ہوا اور وجود علت قدیم ہے ازلی ہے
تو معلول بھی یعنی تمام عالم بھی قدیم ہوگا حالانکہ سوائے واجب الوجود
کے کوئی قدیم نہین ممکن قدیم نہین ہوتا بلکہ بالبداہتہ ہم دیکھتے ہین کہ آج
کل جو پیدا ہو رہے ہین وہ یقیناً قدیم نہین ہین حادث ہین تو ایسا ہی پرسون
اور پارسال کی پیدا کئے ہوئے بھی حادث ہین اور ایسا ہی زمان ماضی بعید
کی چیزین ہین

پس ایسا ہی تمام عالم ہے حوادث یومی اور حوادث قبل از طوفان
نوح اور حوادث قبل خلقت جن و انس مین کوئی فرق نہین کہ جسکی وجہ سے

عالم قدیم ہو یا بعضے عالم قدیم ہو اگر بعض چیز عالم مین سے بھی قدیم ہو تو
چاہیئے دوسری چیزین بھی بلکہ تمام عالم قدیم ہو اس لئے کہ ممکن کو ممکن سے
از روے وجود کے کوئی تفرقہ و امتیاز نہین سب مساوی ہین از روے
وجود و عدم و احتیاج لغیرہ کے پس ایک کو از روے وجود کے دوسرے
پر ترجیح ہونی چاہیئے تا کہ ایک کا وجود دوسرے پر اعلےٰ و اقدم ہو وہ
باعث تقدم و سبب مرجح یعنی مرجح صرف وجود علت نہین ہے تا وہ علت
موجبہ ہو اور معلول وجود علت کے ساتھ ہی وجود مین آوے بلکہ
مرجح اوسکا ارادہ و اختیار و مشیت و قدرت و علم ہے جو اوس علت تامہ
موثرہ مین پایا جاتا ہے جب چاہے پیدا کرے جب چاہے پیدا نکرے
ہان علت تامہ موثرہ سے معلول فوری وجود مین آئیگا جب کوئی مانع
نہو اور کل شرایط پائے جائین مثلاً جب واجب تعالےٰ نے ارادہ
کیا اور داعی اور مشیت و مصلحت و وقت وغیرہ سب پائے جائین
تو معلول ضرور پایا جائیگا - اگر ارادہ و اختیار اوسکو نہو تو وہ مجبور
ہوگا اور مجبور محتاج غیر کا ہوتا ہے پس واجب الوجود ممکن ہو جائیگا
اس سے ثابت ہوا کہ وہ عاجز نہین کہ مقدور شئے کو پیدا نکر سکے اور وہ
مجبور و مضطر نہین کہ مقدور شئے کو بے ارادہ و مشیت کے فوری و ضرور
مثل جلا دینے اگ کے پیدا کر دے کہ بوجود علت معلول ضرور فوری کا

وجود مین آجائے وہ معذور و معطل نہین کہ محالات سے اختیار رفع [illegible]
متعلق کردے تا محالات کو ممکنات بنانا چاہے — اور اگر ایسا ہوگا یعنی
موجبہ ہو تو معلوم ہوا کہ خالق عالم کا اور علت معلول کی کوئی اور ہے
اور یہ خدا ایک ذریعہ ہوگیا ہے مثل آلہ کے کہ جب آلہ علت فاعلی کیطرف
سے معلول پر واقع ہو تو ضرور عمل آلہ کا ہوگا اور ایسا ہی نہین ہے
کہ واجب تعالی بعضے ممکنات پر قدرت رکھتا ہے بلکہ وہ قادر ہے ہر شئے
پر جو وجود مین آنیکے قابل ہو یعنی سواے محال کے ہر شئے اوس کی
قدرت مین ہے حتے افعال عباد پر بھی قدرت و تسلط اوسکو ہے
اسکا بیان آئیگا نہ یہ کہ اوس نے صرف ایک کو پیدا کیا و بس پھر دوسرے کو
پیدا کرنے سے مجبور رہ گیا ایک سے کئی چیزین نہین پیدا ہوتین جیسا کہ
بعضے فلاسفہ والے کہ وہ حقیقۃً کامل فلاسفہ دان نہین ہین اسکے
قائل ہوئے ہین حالانکہ یہ محض بے عقلی ہے اور نہ یہ کہ اکثر ممکنات و
مقدورات پر واجب تعالی قادر ہے اور بعضے موجودات
ممکنات پر باوجود مقدوریت کے واجب تعالی قادر نہین ہے
جیسا کہ بعضے اس کے بھی قائل ہوئے ہین کہ یہ بھی خلاف عقل ہے
اور ہم نے بخوف طوالت ان سب باتون کو ترک کیا ورنہ کتاب [illegible]
اعتقادیہ مین کچھ تفصیلاً ہم لکھ چکے ہین *

بلکہ وہ قادر مطلق ہے قدرت اوسکی عام ہے کل مقدورات پر
قدرت ہے نہین ہو سکتا کہ شئے اگر ممتنع الوجود بالذات اور محال نہو
یعنی ممکن الوجود بالذات ہو اور اوسپر قدرت واجب الوجود بالذات
نہو کیونکہ ممکن قابل قدرت غیر ہوتا ہے والا ممکن ممکن نرہیگا واجب الوجود
بالذات ہو جائیگا حالت امکانیت مین اور یہ محال ہے - اور جب
قابل قدرت غیر ہے تو یہ ثابت ہو چکا کہ ممکن ممکن کو وجود مین نہین
لاتا ہے بلکہ جمیع ممکنات محتاج واجب الوجود بالذات کے ہین بس کل
ممکنات مقدور ہونگے واجب الوجود بالذات قادر علی الاطلاق کے
اسلئے کہ سب کی احتیاج اوسی کیطرف ہے یہ ثابت ہو چکا ہے اگر قدرت
واجب الوجود بالذات کو بعض ممکنات پر نہو تو وہ ممکن مقدور ہی نہین
ہے یا وجب ہے یا ممتنع اور حالانکہ مانا ہوا ہے اور ثابت ہو چکا ہے
کہ ممکن ہے تو بلاشک مقدور ہی ہے - علاوہ برین اگر بعض مقدورات
یعنی بعض ممکنات پر واجب تعالے کا قادر ہونا ثابت ہو جیساکہ خصم
بھی اسکا مقر و معترف ہے تو وجب ضرور ہے کہ قادر ہو کل مقدورات
پر اس لئے کہ مقدور ہونے کا باعث بعض ممکنات مین سوائے
امکان کے اور کوئی چیز نہین ہے اس لئے کہ واجب اور ممتنع مقدور
نہین ہے جیساکہ گذرا اور جب صرف امکان ہی باعث مقدوریت

ممکنات ہے تو امکان ایسی صفت ہے کہ وہ مشترک ہے تمام ممکنات مین
برابر صفت امکان کلی مشکک نہین یعنی گھٹ بڑھ نہین ہوتی جیسا کہ مکرراً
گذا پس کل ممکنات صفت مقدوریت مین برابر ہون گے تو ایسی صورت
مین واجب تعالے اگر بعض پر قادر ہوا ور بعض پر نہو تو سمجھنا چاہیئے
کہ بعض کے ساتھ قدرت کو شامل کرنے والا کون ہے اور بعض دوسرے
کے ساتھ قدرت کو روکنے والا اور منع کرنے والا کون ہے یعنی مخصص
وجود قدرت بعض کے ساتھ اور مخصص عدم قدرت بعض کے ساتھ
کیا چیز ہے دو حال سے خالی نہین یا مخصص خود مقدورات کی ذات ہے
یا ذات واجب تعالے کہ جو ممکن و مقدور کا غیر ہے نہین ہو سکتا کہ ذات
مقدور مخصص ہو کیونکہ ابھی ثابت ہو چکا کہ مقدور ہونا اور ممکن ہونا
سب ممکنات مین یکسان اور مشترک ہے تو تخصیص بلا مخصص لازم
آئیگی اور یہ محال ہے تو ضرور مخصص اور مرجح اور بعض مقدورات کی
تعین کرنیوالی ذات واجب الوجود تعالے شانہ ہوگی مگر ذات واجب
تعالی بھی مخصص و مرجح نہین ہو سکتی اس لئے کہ ذات واجب تعالے
مجردہ بسیط سب کیطرف نسبت مساوی رکھتی ہے باوجود تساوی نسبت
ترجیح بے معنی دارد پس کوئی مخصص نہوا اور بے مخصص تخصیص محال
ہے تو بعض کا مقدور ہونا بھی محال ہوا و بعض مقدور ہونا مسلم عند الخصم ہے تو کل کا مقدور ہونا بھی اسکے

نہین کرتا یعنی بے قصد اور اختیار و مشیت خواہش نہین کرتا تو ظاہر ہو کہ اختیار و قصد تابع
لاعلمی بے حواسی مین معدوم ہو تو اختیار و قصد علم کے ساتھ ہوتا ہے - اور یہ بھی ظاہر
ہے اور جب صغرے اور کبرے یعنی دونون جملہ ظاہر و واضح ہوئے
تو نتیجہ اوسکا بھی ظاہر و روشن ہے کہ واجب تعالے عالم ہے اور یہی
مطلوب ہے علاوہ اس کے واجب تعالے خالق بارادہ و قصد ہے
اس مین شک نہین کہ ثابت ہو چکا ہے اور ارادہ و قصد بے ادراک
و علم فعل کے نہین ہوتا کیونکہ قصد موقوف ہے ہوش و حواس پر ورنہ
الا فعل اضطراری و اختیاری مین کوئی فرق نرہیگا تو اگر بارادہ و قصد
فاعل ہے پس بعلم فاعل ہوگا *

مسئلہ علم کے متعلق

جب علم باری تعالے کا ثابت و متحقق ہے تو جاننا چاہیئے کہ وہ اپنی
ذات کو بھی جانتا ہے اگر اپنے کو نہ جانتا ہو تو غیر کو بدرجۂ اولے نہ جانتا ہے
اس لئے کہ اپنا علم مقدم تر اور اسہل و قریب تر ہے بہ نسبت غیر کے - اگر
کہا جائے کہ وہ اپنے کو اگر جانے تو محال لازم آئیگا اس لئے کہ علم اضافت
ہے عالم و معلوم کے درمیان مین یا لازم اضافت بین العالم والمعلوم

اورعالم ومعلوم مین مغائرۃ ضرور ہے تو دو خدا ہوجائینگے ایک اس حیثیت
سے کہ وہ جانتا ہے اور دوسرا اس اعتبار سے کہ وہ جاناگیا ہے اور
اثبات توحید اس مطلب کو باطل کرتا ہے توکہونگا کہ مغائرۃ کی دو قسمین
ہین ایک ازروے ذات مغائرت ہوتی ہے یعنی دو ذات ہون یہ مغائرۃ
درمیان دو ذات کے ہوتی ہے- اور دوسری قسم مغائرت کی یہ ہے
کہ ازروئے ذات کے مغائرت نہو بلکہ ذات ایک ہی ہو بلکہ کسی اعتبار
کی رو سے ہو اور یہان یہ مغائرۃ اعتباری ہے یعنی ایک ہی
شئے اس حیثیت سے کہ عالم ہے اور اس حیثیت سے کہ معلوم ہے اسیقدر
مغائرت ہوتی ہے اس سے نہین لازم آیا کہ حقیقۃً اور ذاتاً دو شئے
ہون *

غیر پر قدرت رکھنے سے ثابت ہوچکا کہ اپنے غیر کو بھی جانتا ہے
اگر کہا جائے کہ اگر غیر کو جانیگا تو چاہیئے کہ سب اغیار کو یعنی سب ممکنات
کو جانے والا ترجیح بلا مرجح لازم ائیگی اور سبکو جانیگا تو موجودات کی
ذاتین مختلف ہین پس اگر ایک غیر کو اغیار مین سے جانیگا تو سب اغیار کو
جانیگا جیسا کہ اوپر ثابت ہوچکا اور سب ممکنات کے جاننے سے علم اوسکا
مختلف ہوگا کیونکہ معلوم کے اختلاف سے علم مین اختلاف ہوتا ہے یعنی
ہر قسم کا علم ہوگا- اور علم خدا عین ذات خدا ہے تو خدا کی بہت سی ذاتین

ہون گی بلکہ بعد و ممکنات خدا بھی اوسیقدر معدود و متعدد ہوگا تو یا
یہ کہ علم خدا عین ذات خدا ہو یا خدا ایک ہو کئی ہون تو کہونگا کہ معلومات
کیصورتین مختلف اوس کے علم مین نہین ہوتین یعنی معلومات کے
اختلاف سے اوسکا علم مختلف طور کا نہین ہوتا علم اوسکا ایک ہی رہتا
ہے اس لئے کہ علم اضافتہ بین العالم والمعلوم اگر ہے تو اضافتہ علم کی
سب معلومات کیطرف مساوی ہے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور
جب اضافتہ یعنی لگاؤ معلومات کیطرف مساوی ہے تو صورتین علم کی
مختلف و مغائر ایک دوسرے کی ہونگی یعنی مغائرۃ خارجیہ ہوگی بلکہ مغائرۃ
ذہنیہ ہوگی - اور مغائرۃ ذہنیہ مغائرۃ اعتباریہ ہے تو یہ مغائرت
اعتباریہ باعث اسکی ہوگی کہ ایک ذات عالم کئی ذات ہو جائے
جیساکہ ہم نے جب اپنے نفس کو جانا تو ہماری صورت علیہ مغائر ہماری
ذات کے نہین ہوتی - اور جب ہم اپنی صورت علیہ کو جانتے ہین تو باعتبار
دوسری صورت علیہ کے ہم اول صورت علیہ کو نہین جانتے بلکہ ایک ہی
صورت علیہ رہتی ہے والا ہمارے ذہن مین صورت کی صورت کی صورت
کی صورت کے جاننے سے چاہیئے کہ بہت سی صورتین ہماری یا
ایک معلوم کی جمع ہو جائین اور یہ خلاف ہے پس جب ہماری یہ حالت
ہے تو اوس موجد موثر کو بدرجہ اولے ایسی حالت ہوگی کیونکہ نسبتہ حصول

صورۃ کی بلکہ نسبۃ حضور و ظہور شئے اوس موجد موثر کی طرف اوسکے
اور اشد اور اقوے ہمارے حصول صورت کے نسبۃ سے ہے - اور
جب اوسکا علم سب کے ساتھہ مساوی ہے تو علم اوسکا شدید اور
ضعیف یا گھٹ بڑھ یا مقدم و موخر نہین ہوتا ہے تا بہت چیزون کے
جاننے سے بہت سی حالتین اوس مین پیدا ہو جائین +
جتنے موجودات ہین سب ایک رتبۂ امکانیت مین ممکن ہین جیسا کہ
گذرا اور ممکن کے لئے علتہ ضرور ہے اور ہر ایک کی جو علت ہے وہی
سبکی علت ہے یہ سب مذکور ہو چکا ہے سابق مین اور واجب تعالی
کو اپنا علم ہے یعنی علت کا علم ہے اور علت کے علم کو لازم ہے کہ معلول
کو بھی جاننے والا علتہ کو نہین جانتا ہے کیونکہ علت کیا ہے علت لامحالہ
کسی معلول کی ہے لامحالہ اسقدر تو علت کا علم ضرور ہونا چاہئے اور
جب وہ موثر ہے کل مین تو اوسکو علت کا علم یہی ہے تو معلول کو خوب
سمجھتا ہے اور جمیع موجودات معلول ہین تو جمیع موجودات معلوم
ہین - پس جاننا چاہئے کہ واجب تعالے جیسا کہ موجود تھا اوس
حالت مین کہ کوئی نہ تھا ویسا ہی عالم تھا جب کوئی نہ تھا اور ہمیشہ
سے جانتا ہے اور ہمیشہ جانتا رہیگا کبھی علم سے خالی نہین کیونکہ
علم اوسکا عین ذات ہے اور تمام عالم و جملہ کائنات کو کلیتہ و جزئیتہ

جانتا ہے ایک ذرہ کا ذرہ بھی اوس سے مخفی نہین ہے سب اوسپر ظاہر
ہین بلکہ علم اوسکو اون چیزون کا بھی ویسا ہی ہے جو آیندہ ظہور مین آینگے
یعنی قبل وجود اشیاء اشیاء کو جانتا ہے قبلیت شے اور بعدیت
شئے سے اوسکا علم یکسان ہی رہتا ہے علم مین اوس کے تغیر نہین
ہوتا علم اوسکا قدیم ہے اور اوسکا علم نہ حصولی ہے نہ محتاج حصول شئے
کا ہو اور علم اوسکا نہ حضوری ہے کہ حضور معلومات اوسکا عین ہو
ہو جائے ہان اس صورت مین اپنی ذات کا علم اوسکو البتہ حضوری کہ
سکتے ہین اور علم اوسکا حادث نہین ہے اگر بعد وجود شئے اور حین الفعل
اوسکو علم ہو تو لازم آئیگا کہ پہلے اوس سے جاہل تھا اور کسی طرح سے
اوس پہ جہل روا نہین محال ہے عقلاً اور نقلاً اور معدوم کو وہ اس طور سے
جانتا ہے کہ فلان شئے معدوم ہے وہ اوس طرح کی وجود مین آئیگی نہ
یون کہ عدم مین فلان شئے اس طرح پر ہے تا عدم مین وجود لازم آئے اور
چونکہ واجب تعالے زمانی اور مکانی نہین ہے تو نسبت اوس کی سب
جگہون کے طرف برابر ہوگی قرب و بعد اوسکے نزدیک کوئی چیز نہین اور
ایسا ہی قرب و بعد زمانی اوس کے نزدیک کوئی چیز نہین ہے تو نسبت
اوس کی سب زمانون کیطرف برابر ہوگی پس سب موجودات چین
وکابل وامریکہ وآسمان وعرش کے اور سب موجودات گذشتہ اور

حال اور آیندہ اوس کے نزدیک گویا یکجا اور بیک وقت ہین گو میرے
نزدیک بعضے آیندہ کہلاتے ہین اور بعضے گزشتہ مگر اوس کے علم مین شُد
اور شونده اور خواہد شد مساوی ہین - اور علم اوسکا یکسان ہے اس لئے
کہ جب علت ہونے کو علت تامہ موثرہ موجدہ کل عالم کا جانتا ہے تو
علم علت کو علم معلول لازم ہے پس چاہئے کہ تمام معلولات معلومات
ہون والا اوسکو اپنی ہی ذات کا علم ہوگا پس یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ جانتا
ہے تمام متجددات زمانی کو قبل اوس کے وجود کے زید کل پیدا ہوگا
مگر وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ زید فلان سال اور فلان تاریخ پیدا ہوگا
اگر کوئی یہان پر یہ شبہ کرے کہ اگر علم واجب تعالےٰ کا متعلق ہو معدومات
زمانی سے قبل اوس کے وجود کے اور وہ معدوم ممکن بالذات ہے چاہئے
پایا جائے چاہئے نہ پایا جائے وجود و عدم کی نسبت اوس کی طرف برابر ہے
اور جب علم اوسکا ایسے معدوم کے ساتھ متعلق ہوا تو چاہئے کہ ضرور پایا
پایا جائے ورنہ علم واجب تعالےٰ کا خلاف واقع کے ہوگا اور علم خلاف
واقع جہل ہے اور خدا مین جہل محال و خلاف عقل ہے تو کہونگا کہ علم
اوسکو بیشک ضرور ہے مگر اس کے یہ معنی نہین کہ اس کے جاننے کی
وجہ سے وہ معدوم ضرور ہوگا یعنی علم محض اوسکا علت وجود معدوم
ہے اسی علم نے اوس معدوم کو پیدا کر دیا کیونکہ اگر علم علت ہو تو وہ

ہونا محال نہین ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ قادر ہو عالم ہو یعنی اوس مین قدرت
وعلم کی استعداد و قوت و امکان ہے اور یہ ثابت ہوچکا کہ قادر و عالم ہے
یقینی پس وہ حی ہو یقینی یعنی حیوۃ باریتعالے بمعنی اوس کی قدرت وعلم کے ہے
استلزا اگا و الا حیواۃ لغوی مقابل مین ممات کے ہے یعنی زندہ وہ ہے
جو آیندہ مریگا بھی کہ حیوۃ کے لئے موت ضرور ہے ۔ پس حیوۃ اور ممات
دونون ضد ہین آپس مین اور ایک شئے مین دونون ایک کرکے پائے
جاتے ہین اور اس طرحکا صادق آنا حی کا خدا پر صحیح نہین ہے تو کہتے ہین
کہ وہ حی ہے یعنی قدرت وعلم اوسمین پایا جا سکتا ہے یعنی قدرت وعلم کی
قابلیت اوس مین ہے پس حی ہونے پر دلائل وہی ہین جو قادر و عالم ہونے
پر کہے گئے ٭

ارادہ یعنی خدا یتعالے مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے یعنی ہر فعل کو
بقصد و ارادہ کرتا ہے اس لئے کہ وہ فاعل و مختار ہے اور فاعل مختار اگر
بے قصد کے فعل کرے تو وہ فاعل مضطر ہے نہ فاعل مختار حالانکہ فاعل
و قادر باختیار ہونا ثابت ہوچکا اور ظاہر ہے کہ اگر باختیار نہو بلکہ
بے اختیار ہو تو مجبور و مضطر و بے اختیار قدیم نہین حادث و ممکن ہوتا ہے
اور واجب الوجود ممکن و حادث نہین قدیم ہے تو بلا شک فعل اوس کا
بقصد و ارادہ ہوتا ہے پس وہ مرید ہے جیسا کہ ہم لوگون کا ارادہ ہے

نزدیک سب آشکار ہین تو مصلحت دانی اوس کے نزدیک آشکار ہے تو جو
حال علم کا ہے وہی حال مصلحت دانی یعنی ارادہ کا ہے پس ارادہ مین علم
و قدرت ہے اور علم و قدرت عین ذات ہے تو ارادہ اس معنی سے عین ذات
واجب الوجود ہے اور یہ ارادہ قدیم ہے عین واجب تعالے ہے ہان اگر
غیر ذات ہو تو قدیم ہوگا حادث ہوگا ذات واجب تعالے پر زائد اور
اوس سے علحدہ ہوگا مگر ایسا نہین ہے بلکہ قدیم ہے اور عین واجب الوجود
مثل علم کے کہ عین ہے تو ارادہ بمعنی علم ہوا *

دوسری صورت وہ ہے کہ اوس ارادہ کو نفس فعل بھی کہتے ہین یعنی
وہ جیسا کہ اپنے افعال کی مصلحتون کو سمجھتا ہے ویسا ہی اپنے خود افعال کو
بھی سمجھتا ہے کہ فلان فعل میرا ہے و فلان فعل فلان وقت مین ہوگا یہ
علم فعل اور وہ علم بمصلحت فعل ایک ہی ہے صرف فرق اعتباری ہے پس
یہ ارادہ بھی حادث نہین ہے قدیم ہے عین وہی ارادہ مذکورہ ہے لیکن
وہ ارادہ کہ جو قدیم نہین ہے اور عین ذات واجب الوجود نہین ہے بلکہ حادث
ہے اور ممکن الوجود ہے وہ ارادہ اوسکے افعال کے متعلق نہین ہے بلکہ
بندون کے افعال کے متعلق ہے باین معنی کہ بندونکے مطلق اچھے فعلونکا
ارادہ کرتا ہے اور مطلق برے فعلون سے کراہیت رکھتا ہے یہ ارادہ
و کراہت بمعنی علم افعال حسنہ اور علم افعال قبیحہ ہے پس یہ بھی عین ارادہ

الملد

ہوتا کہ حاکم کیا شئے ہے مالک و مملوک و حاکم و محکوم کیا چیز ہے
تو نظم دنیا بھی کچھ نہوتا اور مخلوق و خالق مین فرق بھی نہ رہتا تو وجود
باری تعالے ہی کا اعتقاد نہوتا پہر وہ اطاعت اور سبب کا ایمان لانا نہی سمجھہ مین آتا
بلکہ ایمان نہ سمجھہ مین آتا کیونکہ غیر ایمان کو نہ سمجھا یہ سب باعتبار عقول متوسطہ کے
بیان ہوئے - اصل یہ ہے کہ جو شئے اوس سے مخلوق ہوئی ہے اور
ہوگی اور عالم جس طور پر مخلوق ہوتا ہے اور جس طور پر وہ رکھیگا
ایساہی ہونا چاہئے ہر شئے موقع پر ہے کوئی اوسکا مخلوق اور کوئی
اوسکا فعل بے موقع و بے محل و عبث و بیکار نہین ہے ممکن کو ممکن
ہی ہونا چاہئے ممتنع کو ممتنع ہی ہونا مصلحت ہے - آور سب از روے
عقل کے ہے گو ہماری عقل قاصر ہو ان چیزون کے سمجھنے سے پس
اسی ارادہ حادث کے مقابل مین اور اوسکا ضد کراہت ہے اور
اس مین ہم اس بیان ارادہ کو طول دینا نہین چاہتے ہین - اگر
کوئی شبہ کرے کہ ارادہ اوس معنی اول کی روسے کہ جو ارادہ قدیم
ہے وہ اگر عین قدرۃ و علم ہو جیسا کہ مذکور ہوا اور نسبتہ جمیع ممکنات
کی قدرت واجب تعالے کیطرف ساوی ہے اور اوسکی نسبتہ علم کیطرف
بھی ویسی ہی ہے پس ایجاد بعض ممکنات کی کبھی اور بعض دوسرے
ممکنات کی کبھی اسطرح کی تفریق محض قدرۃ و [illegible] کیوجہ سے نہین

خصوصًا واجب تعالے کا فعل اور اوس کی صفت حادث ہین پائی
جائین صفت اپنے موصوف مین پائی جاتی ہے اور یہ بھی ہنین ہوسکتا
کہ ارادۂ خدا علیحدہ اور مستقل بذاتھا پایا جائے کہ اس صورت مین
بھی لازم آتا ہے کہ سوائے خدا کے کئے قدیم ہون حالانکہ سوائے اوس
ذات واجب کے کوئی چیز قدیم ہنین ہے اور اگر حادث ہو تو حادث
کے لئے علت موثرہ ضرور ہے تو واجب تعالے اس ارادۂ حادث کے
ایجاد مین ارادہ کریگا کیونکہ ہر فعل مین ارادہ ضرور ہے پس ارادۂ ثانیہ
کے ایجاد مین ارادۂ ثالثہ پایا جائیگا اور ارادۂ ثالثہ کے ایجاد مین چوتھے
ارادہ کا وجود ہوگا اور اسی طرح سے بے انتہا سلسلہ چلا جائیگا
کسی پر منقطع نہوگا اور یہ تسلسل ہے اور تسلسل محال ہے تو ارادہ
حادث بھی نہوگا — اور جب حادث و قدیم ہونا ارادہ کا در صورت
غیریت ارادہ باطل ہوا تو ثابت ہوا کہ ارادۂ خدا عین ذات خدا
ہے جیسا کہ یہ مسلم اس معترض کا بھی ہے اور جب عین
ذات واجب ہے تو جو چیز ذات واجب کا عین ہے اوسکا بھی ارادہ
عین ہوگا تو علم کا عین ہے یعنے ارادہ علم مصالح ہے اور علم مصالح
علم ہے پس جو فرق علم واجب متعلق بکلیات اور علم واجب تعالے
متعلق بجزئیات مین ہے وہی فرق خدا اور علم خدا بمصالح مین

ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واجب تعالے کو کلیات وجزئیات سب کا علم
ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا یعنی اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے *
وہ مدرک - ہے یعنی اوسکو علم ہے اون چیزون کا بھی کہ
جو ہم لوگون کو معلوم ہوتی ہین سننے اور دیکھنے اور چھونے اور چکھنے
اور سونگھنے سے یعنی واجب تعالے مثل ہم لوگون کے چیزون کو سننے
اور دیکھنے وغیرہ سے ہنین معلوم کرتا بلکہ جو چیز ہم لوگون کو بحواس
[illegible]م ہوتی ہے وہ بھی اوسکو معلوم ہے مسموعات اور ملموسات اور
متصرفات وغیرہ سے سب سے وہ واقف ہے بغیر اس کے کہ وہ چکھے
اور چھوئے کیونکہ وہ جسم نہین رکھتا ہاتھ پاؤن آنکھ کان ناک وغیرہ
اوسکو ہنین ہے جیسا کہ اسکا بیان آیندہ آئیگا اگر محسوسات کا علم اوسکو
نہو تو علم جزئیات کا اوسکو نہوگا حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکو جزئیات کا
بھی علم ہے یعنی کوئی چیز اوسکے علم سے چھوٹ ہنین گئی ہے سب حاضر
وظاہر اوس کے نزدیک ہین کیونکہ وہ مرید ہے بارادہ وقصد وداعی
ومصلحت یعنی ہر فعل کو کرتا ہے زید - عمرو - بکر - وغیرہ ہر جزئیات
عالم کو اوس نے پیدا کیا اور پیدا کرتا ہے اور پیدا کریگا سب کا علم اوسکو
ہے اگر بعض جزئیات کا علم ہو اور بعض کا نہو تو ترجیح بلا مرجح لازم
آئیگی اور بے ادراک کے فعل بھی نہو سکیگا اور جہل بھی لازم آئیگا اور وہ

[illegible] افعال سے واقف ہے اگر بعض سے واقف ہو اور بعض سے ناآگاہ ہو تو تخصیص
بلا مخصص اور جہل اور وہم لوگون کی ترجیح واجب تعالیٰ پر باعتبار علم [illegible]
ہو جایگی اور یہ سب محال عقلی ہین *

وہ متکلم ہے جب اوس کو پوری قدرت ہے اور ہر طرح سے کامل
بالذات ہے کسی طور کا اوس کی ذات مین نقصان روا نہین تو اسی سے
یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کلام کرنے والا ہے یعنی کلام کو پیدا کرنے والا ہے
جس چیز سے چاہے کلام پیدا کردے کیونکہ وہ قادر ہے کل مقدور پر اور
درخت اور پتھر اور حیوان وغیرہ سے کلام مثل کلام انسانی کے پیدا کردینا
اوسکے نزدیک قدرت سے باہر نہین تو اوسپر قادر ہے یعنی جب مقدور
ہونا ممکن ہے اور ہر مقدور پر وہ قادر ہے تو اوسپر بھی وہ قادر ہے
اور دلایل نقلیہ سے تو اسکا ثبوت بھی آسان ہے کیونکہ ایسا کلام بہت مرتبہ
پایا گیا ہے جیسا کہ خاتمہ مین مذکور ہوگا *

وہ باقی ہے یعنی وہ ہمیشہ تھا اور ہے اور ہمیشہ رہیگا کبھی اسکے
وجود مین نقصان نہین ہوا اور نہو گا - اس لئے کہ ثابت ہوچکا کہ وہ
واجب بالذات ہے اوسکی ذات خود ہی اپنے وجود اور اپنے وجود کے
وجوب کا خواہان ہے وجود اور اوسکا وجوب اوس کی ذات سے غیر
منفک ہے وجود اور وجوب کسی طور سے عقلاً اوس کی ذات سے جدا

نہیں ہو سکتا کیونکہ عین ذات ہے اور یہ بھی ثابت ہوا اور ذات اوسکی
ہر طرح سے ہر حیثیت و اعتبار سے ہر کمال کے رو سے کامل مطلق ہے
اپنے ہر قسم کے کمال میں کسی غیر کا محتاج نہیں بلکہ وہ ذات اپنی ذات
کا بھی محتاج نہیں کیونکہ کمالات ذات یعنے سب صفات کمالیہ اوس کی
ذات کا عین ہے اور اوسکو کمال کے پورا ہونے میں کبھی کوئی حالت
منتظرہ نہیں ہے - اور ازلی ہے یعنے ہمیشہ سے ہے اور ابدی ہے
یعنے ہمیشہ ویسا ہی رہیگا اور سرمدی ہے یعنی مجموعہ ابدی و ازلی
کا ہے ایک ہی حالت ہمیشہ سے ہے اور رہے گی اوس میں کسیطرحکا
تغیر حقیقۃً اور فرضاً نہیں ہو سکتا تو پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ذات
واجب تعالے باقی نرہے یعنی اوس کا وجود آیندہ باقی نرہے وہ
معدوم ہو جائے اس لئے کہ جمیع امور ثابت شدہ اور مبرہن و مسلمہ کے
خلاف لازم آئیگا اور وہ امور ثابت شدہ و مسلمہ سب بدلائل عقلیہ
مبرہن تو یہ خلاف لازم آنا بہی خلاف عقل ہوگا مخالفت عقل جو یہاں پر
لازم آتی ہے اون میں سے بعضے مخالفت عقل کو بیان کئے دیتا ہوں
مثلاً وہ یہ ہے کہ اگر ذات واجب الوجود باقی نرہے معدوم ہو تو وہ
واجب الوجود ذاتاً واجب الوجود نرہیگا اس لئے کہ ذات واجب الوجود
اوس کو کہتے ہیں کہ عدم اوس کے لئے محال ہو نہ اوس کو اپنی ذات کی

موثرہ کا یعنی واجب تعالے کا اور تاثیر معلول کی علت موثرہ مین نہین ہوسکتی بلکہ علت موثرہ کی طرف سے تاثیر معلول مین ہوتی ہے تو کیونکہ عدم تاثیر کریگا واجب تعالے مین اور اگر واجب تعالے کی خود ذات قبول کرے عدم کو تو جب بھی لازم آئیگا کہ علت فاعلہ منفعلہ ہو۔ اور معلول ہو جائے اپنے معلول کا اور اگر ذات اوسکی خود اپنے وجود کو تغیر دے یعنی وجود کو زائل کرے تو ذات اوس کی تغیر وجود کے لئے فاعل ہوگی اور فعل بے فاعل اور اثر بے موثر کے محال ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو ذات واجب درحالیکہ اپنے وجود کو باطل کرے ضرور ہے کہ موجود ہو پس وجود درحالت عدم لازم آئیگا اور یہ محال ہے ۞

دوسرے طور سے

جو شئے موجود ہے اگر اوس کی ذات اس وجود کو مقتضی نہین ہے یعنی غیر ذات مقتضی ہے اوس کے وجود کو تو اوس شئے کی ذات اپنے عدم کو بھی مقتضی نہین ہے کیونکہ اگر اپنے عدم کو خود اوسکی ذات مقتضی ہو تو وہ ممتنع الوجود بالذات ہے تو موجود نہ ہیگا حالانکہ موجود ہے اور ایسا ہی جو شئے کہ موجود ہے اگر اوسکا غیر اس وجود کا

مقتضی نہین ہے تو غیر اوسکا اوس کے عدم کو بھی مقتضی نہوگا کیونکہ
اگر اوس کے عدم کو اوسکا غیر مقتضی ہوگا تو وہ موجود ممتنع بالغیر ہوگا
تو اوس موجود کی اپنی ذات اپنے وجود کی مقتضی نہوگی تو غیر اوس کا
مقتضی وجود کا ہوگا اور ابھی مفروض ہوچکا کہ اوسکا غیر اوس کے
وجود کا مقتضی نہین ہے ہذا خلف - تو حاصل یہ ہوا کہ ممکن اپنے
سے معدوم نہین ہوتا اور واجب اپنے سے معدوم ہوتا اور
نہ غیر سے ۔

دلیل آخر

اگر واجب تعالے باقی نرہے یا باقی نہین ہے بعد موجود ہونے
بالذات کے اور بعد ثبوت واجب الوجود بالذات کے تو اب جو وہ
باقی نہین ہے یا نرہیگا یعنی معدوم ہے یا معدوم ہوگا تو نہین
ہوسکتا کہ اوسکی ذات خود ہی اپنے عدم کو خواہان ہو کیونکہ جب
اوسکی ذات خود ہی بلا شرکت و مداخلت غیر کے وجود کو مقتضی
ہے یعنی ازل مین کبھی اوسکو عدم نہ تھا اگر ازل مین وہی عدم کو بھی
مقتضی ہو تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا اور یہ محال ہے اور بعد
وجود کے بھی عدم کو مقتضی خود اوس کی ذات نہوگی والا وہی محال

الله

سو وہ شئے موجود ہے کہ بقا فرع وجود ہے اور گفتگو واجب الوجود بالذات
کے باقی رہنے مین ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود کو موجود مان لیا
ہے اور موجودیت اوسکی از روے ذات بطور وجود ثابت بھی ہو گیا
ہے تو وہ موجود بوجود ضروری تھا اور ہے اور رہیگا کیونکہ وجود دائمی
کو یعنی مطلقًا وجود کو بغیر وقت دون وقت کو خود اوسکی ذات ہے
مقتضی ہے پھر گفتگو بقاء مین اوس کے کوئی معنی نہین رکھتا کیونکہ
اوسکی ایسی ذات اور اوسکی ایسے صفات کو ازلی ہونا اور ابدیت
اور بقا اور سرمدیت لا اقل لازم تو ہوگی اور لازم کا جدا ہونا ملزوم
سے محال ہے درصورت وجود ملزوم اور وجود ملزوم مین گفتگو نہین
ہے کہ وہ مانا ہوا اور دلیلون سے ثابت کیا ہوا ہے اور حالانکہ بانتفائے
لازم انتفائے ملزوم ہوتا ہے اور ضرور ہے ہذا خلف [illegible] خلاصہ یہ
ہے کہ واجب الوجود کو بدلائل عقل و نقل ہر طرح سے جب مان لیا تو
اوسکے بقا کو بھی ضرور ماننا ہوگا اور نہین تو یون کہنا پڑیگا کہ واجب
الوجود کے وجود ضروری کو مانتے ہین یعنی نہین مانتے ہین کیا خوب [illegible]
ہے حالانکہ بقاء عین وجوب الوجود ہے کیونکہ وہی موجود دائمی [illegible]
کوئی دوسری چیز نہین ہے

ولوجہ آخر

وجود موجود کی صفت ہے اور بقا ہی موجود کی صفت ہے بلکہ صفت کی
صفت ہے یعنی وجود کی صفت ہے اور وجود کو واجب تعالےٰ کی ذات
مقتضی ہے تو اوسکی صفت کو یعنی بقا کو اوس کی ذات خواہان ہے
اور وجود عین ذات واجب تعالےٰ ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا تو صفت
وجود بھی عین ذات واجب تعالےٰ ہے کیونکہ بقا تابع وجود کے ہے نہیں
ہوسکتا کہ وجود کو مقتضی ہو اور بقا کو مقتضی نہو پس اگر واجب الوجود
باقی نرہے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ ذات واجب تعالےٰ اپنے
وجود کو مقتضی وخواہان نہین ہے حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکی ذات اپنے
وجود کو بلکہ وجوب وجود اور وجود ضروری کو مقتضی ہے ہذا خلف

اور بطریق دیگر

اگر واجب تعالےٰ باقی نرہے تو عدم البقا کا کوئی موثر ہوگا والا
کوئی تاغیر بے کسی موثر کے نہین ہوسکتی اور عدم وجودی شے نہین
ہے کہ کوئی فعل وتاثیر کرسکے تو یا خود ذات واجب الوجود کی عدم
البقا کو مقتضی ہے یا کوئی غیر ہے اس طرف راہ نہین ہے کہ غیر کو
موثر کوئی قرار دے والا واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا کہ غیر نے
اوس کے بقا اور وجود کو زائل کردیا پس یہی غیر جو ہے وہی واجب الوجود

جائیگا اور اگر یہ واجب الوجود ہے تو اس کے بقا مین بھی گفتگو ہوگی
تو تیسری چیز واجب الوجود ہوگی اور پھر اوس مین بھی ایسا ہی کہا جائیگا
یہانتک کہ بے انتہا چیزین مجتمع ہوجائینگی اور بے انتہا چیزین کا جمع ہونا
تسلسل محال سے باطل ہوچکا ہے تو ضرور خود واجب الوجود کی ذات
اپنے بقا کو فنا کرنا چاہتی ہے اس صورت مین یہ کہا جائیگا کہ بقا اگر عین
ذات واجب الوجود ہے تو عدم البقا نہین ہوسکتا کیونکہ ایک ہی شئے
اپنی ہی ذات کو معدوم نہین کرسکتی والا درحالت معدومیت موجود
لازم آئیگی کیونکہ بے وجود علت تاثیر علت کی نہین ہوسکتی اور بقا اگر
غیر ذات واجب ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ بقا جسکا عدم تجویز
کیا جاتا ہے قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہیگا تو پھر اسکا عدم تجویز کرنا چہ معنی اور وجود کئی قدیم کا بھی لازم
آئیگا اور تعدد قدما محال ہے جیسا کہ اوپر سے بھی ثابت ہوتا آیا ہے
اور آیندہ بھی اسکی تصریح آئیگی تو بقائے خدا ضرور حادث ہوگا اور غیر
ذات واجب تعالے اور اوسکا عارض ہوگا اور واجب تعالے
منزہ اور مبرا و پاک ہے محل حوادث ہونے سے یعنی اوس ذات پاک
مین حوادث نہین پائے جا سکتی اگر وہ محل و معروض حوادث کا ہو
یعنی اوسکی ذات مین کوئی حادث حلول کرے یا عارض ہو تو اس

عارض کو لازم ذات معروض کا نہین کرسکتے اس لئے کہ حادث لازم قدیم کا
ممکن لازم واجب کا متغیر لازم غیر متغیر کا نہین ہوسکتا پس عارض غیر
لازم وعارض متغیر وعارض منفک ہوگا اور تغیر حال سے تغیر محل کا
ضرور ہے ولو تغیر اعتباری بھی ہو اور کسی طرح کا تغیر اوسکی ذات مین
روا نہین کہ خلاف دلایل گذشتہ کے ہے پس ایسی صفت زائدہ یعنی
بقا کہ جو خارج از ذات ہو اور عارض غیر لازم ہو ایسی صفت سے وہ
تعالےٰ متصف ہی نہین ہوسکتا یعنی وہ ایسا بقا ہی نہین رکھتا تو معدوم
پھر کیا شئے ہوگی اگر ایسی چیز کے ساتھ وہ متصف ہو اور اس صفت
مین تغیر ہے یعنی ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منتقل ہونا اور
یہ صفت قائم بذات واجب الوجود ہے تو ذات بھی منقلب ہوجائیگی
یعنی ذات واجب مختلف تاثیر ولیسے قبول اثر کرتی رہیگی اور قبول اثر
شان سے ممکن کی ہے اور شان سے حادث کی ہے اور وہ ممکن وحادث
نہین تو ضرور بقائے باری تعالےٰ نفس ذات باریتعالےٰ ہوگا اور یہی
عدم بقا او سپر طاری ہوگا اور یہی ثابت کرنا تھا —

وہ صادق ہے سچا ہونا جب خوبی اوسکی از روے عقل
عقلاً ثابت وواضح ہے اور کذب یعنی جھوٹ از روے عقل برا ہے
اور صدق کی صفت ایک عمدہ چیز ہے اور وہ تعالےٰ جمیع جہات وصفات

صفات — الکل کو ترک کیا صفات باری تعالے مثل علم و قدرۃ
و ازلیۃ و ابدیۃ و بقا و ارادہ و وجود و وجوب و حیات کے عین ذات
ہین قدیم ہین حادث نہین اگر یہ سب عین ذات نہون بلکہ زاید
ذات پر اور حادث و مغایر ذات واجب کے اور عارض ذات
واجب کو ہون تو لازم آئیگا کہ اوسکو استکمال بالغیر ہے اور یہ تکثر
نقص و موجب تغیر ذات واجب تعالے کا ہے اور یہ محال ہے
کہ ذات واجب متغیر و ناقص و کامل بالغیر ہو کہ یہ سب صفات
مخلوق کے ہین نہ خالق و واجب الوجود بالذات کے اگر صفات
زائد ہون اور عارض ذات واجب تعالے ہون اور عین ذات
نہون تو ضرور یون کہا جائیگا کہ وہ تعالے ازل مین قادر نہ تھا
پھر ہوگیا اور ازل مین عالم نہ تھا اور ہوگیا کیونکہ اس صورت
مین صفات کو حادث ماننا پڑیگا والا تعدد قدما لازم آئیگا
اور وہ محال ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا اور صفات اوسکے اگر
حادث ہون تو لازم آئیگا کہ اولا عدم کمال و عجز قدرۃ و جہل
وغیرہ تھے پھر زوال اون حالتون کا ہوا اور یہ صریحی تغیر
ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے تو ذات واجب تعالے بھی
حادث ہو جائیگی اور لازم آئیگا کہ واجب تعالے نے غیر کے

عالم سے اور بطلان عام سے بطلان خاص ہوتا ہے تو اصل وجود تمام
عالم بھی فاسد و باطل ہو جائیگا اور عالم یقیناً موجود ہے تو دو علت مؤثرہ
کا ہونا باطل ہے اور ایک ثابت ہو چکا تو دوسرا باطل ہے وہو المطلوب
اور دوسرے یہ ہے کہ علت تامہ موثرہ ہو اور باطل ہو کر اسکی دو
صورتین ہین یا عبث و بیکار ہے یا باطل و فاسد ہے نہین ہو سکتا کہ
علت تامہ ہو اور موجد و موثر ہو معلول مین اور عبث ہو کیونکہ موثر عبث کا اثر ہی نہو گا
اثر اوسی کا ہوتا ہے کہ جو حقیقتہً اثر رکھتا ہو اور معلول مین اثر کرتا ہو
معلول حقیقتہً اوسکا محتاج ہو اور احتیاج عبث کیطرف اور موقوف
ہونا معلول کا حقیقتہً علت کیطرف نہین ہو سکتا جب علت ہی عبث
و بیکار ہو اور جب عبث ہوا تو باطل ہوا تو علت تامہ موثرہ در حالت
عدم اثر عبث نہین ہے بلکہ باطل و معدوم ہے *
اب رہی تیسری شکل کہ اگر دونون باطل نہون ہر ایک باکار رہین
اور علت موثرہ حقیقتہً دونون ہون کمی بیشی کسی کیطرف نہو علت ہونے
مین دونون باطل و معدوم ہونگے اوس کی یہ وجہ ہے کہ جب ایک علت
تامہ ہے اور موجد و موثر ہے اور اپنی وجود و وجوب وجود مین کوئی
حالت منتظرہ نہین رکھتا اور جمیع جہات و اعتبارات سے ہر طرح سے
وہ کامل ہی ہے اور غیر کی اوسکو کسی صورت سے احتیاج نہین جب واجب الوجود

بالذات اور قدیم ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طرح کی اسی علت
کیطرف ہوگی جیسا کہ ثابت ہوچکا تو غیر کیطرف کچھ احتیاج نہوگی اور جب
دوسری علت غیر اسکی ویسی طور کی اوسی صفت کی بغیر کمی وزیادتی کے
ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طور کی اسی علت کیطرف ہوتی چاہیئے
تو معلولات کو غیر اول کی طرف کچھ احتیاج نہوگی تو عالم کی احتیاج اول
کیطرف ہے اور نہین ہے اور دوسرے کی طرف ہے اور نہین ہے
تو دونون مین اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال ہے اور تمانع اور دفع
بھی لازم آتا ہے یعنی طرفین سے دفع ایک دوسرے کو لازم آتا ہے
اور ایک دوسرے کو منع کرتا ہے کیونکہ ب کو احتیاج آ کی طرف ہے ج
کیطرف نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف ہے آ کی طرف نہین ہے
یعنی ب کو احتیاج آ کی طرف ہی نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف
ہے اور نہین ہے یہ اجتماع النقیضین ہوا اور یہ محال ہے یعنی یہ محال
دونون علتون مین لازم آیا کہ آ علت ہے اور نہین ہے اور ج علت
ہے اور نہین ہے پس آ اور ج علت ہے اور نہین ہے
اور ثابت ہوچکا کہ ایک یعنی آ علت ہے تو بیشک ج علت نہین ہے
پس ایک ہی خدا ہے دو خدا نہین ہین دوسرا کوئی اوسکا شریک
نہین ہے وہی ایک خدا وحدہ لاشریک لہ ہے ہو المطلوب اور جب

و خدا اسکا ہونا محض خلاف عقل ہے بالبداہتہ باطل ہے تو واے
ہوا اوس عقل پر کہ جو عقل تجویز کرتی ہے تین خدا اور چار خدا اور
نو خدا کو *

اب اصل تقسیم سے چوتھی قسم سمجھنی چاہیئے یعنی دو خدا حقیقتہً جملہ
صفات مین شریک ہون بلا تفاوت یہ باطل ہے کیونکہ اگر یہ صورت
صحیح ہو تو دونون کی ذات دو ہین علحدہ علحدہ یا دونون کی ذات
مین کچھ فرق نہین ہے ایک ہی ہے مگر خصم اوسکو نہین تسلیم کرسکتا
کہ ذاتاً بھی ایک ہے کیونکہ جب ذاتاً اور صفاتاً ایک سان ہے تو واجب
الوجود کا دو ہونا باطل ہو گیا تو ضرور دونون کی ذات مین مغایرت
ماننی چاہیئے تو ہر ایک خدا مین اتحاد صفاتاً اور تغائر ذاتاً ہو گا تو ہر
ایک مین دو چیزین پائی جائینگی ایک وہ جو مشترک دونون مین ہے
یعنی صفات اور دوسرا وہ جو مشترک نہین ہے بلکہ فرق دینے والا ہے
دونون مین یعنی ذات تو مشترک اور غیر مشترک ہر ایک مین پایا گیا یعنی
ہر ایک مین دو چیزین مختلف پائی گئین تو ہر ایک مرکب ہو گا اور مرکب
محتاج ہوتا ہے اپنے اجزا کی طرف پس ہر ایک محتاج و ممکن ہو گا اور
مفروض یہ ہوا ہے کہ دونون واجب الوجود بالذات ہین نہ ممکن ہذا
خلف پس کوئی اوس کے صفات مین شریک نہین ہے وہو المطلوب

علاوہ ازین جب تعینات وتشخصات واجب تعالے عین
ذات واجب تعالے ہین جیسا کہ ثابت ہوا پس اگر شریک صفات واجب
تعالی بھی واجب الوجود بالذات ہو تو اوس کے بھی یہی صفات عین ہونگے
اور عین کا عین عین ہوتا ہے تو واجب تعالے کے صفات کا عین
دوسرے واجب الوجود کا عین ہوگا پس دو واجب الوجود ہوے
وہ شریک بصفات کوئی دوسرا نہوا کہ دونون کی ذاتین ہی ایک ہی
ہین وہو المطلوب — اور اگر کوئی ممکن شریک بصفات واجب تعالے
ہے او صفات واجب تعالے عین ذات واجب تعالے ہین تو
ممکن شریک ذات واجب تعالے
ہوگا یعنی جو شریک صفات واجب تعالے مین ہوگا شریک ذات
واجب تعالے مین ہوگا یعنی وہ ممکن ممکن نرہیگا بلکہ شریک ذات واجب
تعالے مین اور یا مماثل ذات واجب تعالے کا ہوگا اور مماثل او عین
واجب تعالے وہ واجب تعالے ہے پس ممکن واجب ہو جائیگا ممکن
ممکن نرہیگا اور فرض کیا تھا ممکن ہذا خلف یا واجب مانا ہوا ممکن
ہوگا ہف — اور جب ممکن ممکن نرہا اور عین ذات واجب تعالے ذاتاً
وصفاتاً ہوا تو وہ دو نہین ہین ایک ہی شئے ہے کہ جسکو واجب الوجود
بالذات مع صفات مذکورہ کہتے ہو اور یہی مطلب ہے پس اوسی؛

کی پانچوین قسم بھی ثابت ہوگئی کہ اوسکا کوئی مماثل نہین ہے ؛

چھٹی قسم اوس تقسیم اولی کی یہ ہے کہ کوئی واجب الوجود بالذات کا شریک و مماثل نہین مگر عین ذات واجب الوجود ہے اس صورتمین اجتماع النقیضین کا ہونا اور تدافع وتمانع ظاہر ہے حاجت بیان کی نہین ہے - ان سب بیانون سے واضح ہے کہ خدا ایک ہے اور اوس مین کسی طرح کی اثنینیت اور دوتائی نہین ہے نہ حقیقتہً نہ اعتباراً اور یہی توحید باری تعالے ہے جسکا اثبات مطلوب تھا ؛

اور دوسرا طریقہ

عقلاً باطل ہے کہ کوئی اوسکا شریک مطلقاً ہو اس لئے کہ ثابت ہوچکا کہ جو سوائے واجب الوجود بالذات ثابت شدہ کے ہے وہ عالم ہے پس دوسرا کوئی شریک اگر واجب الوجود کا ہوگا تو ضرور واجب الوجود نہوگا بلکہ عالم مین داخل ہوگا یا عین عالم ہوگا تو ممکنات میں داخل ہوگا اور ممکنات شریک نہین ہوسکتے واجب الوجود بالذات کے اور نہ واجب ممکنات کے اس لئے کہ وجود جو عالم ہے وجوب اور قدم وغیرہ سے جب اوسی مین کوئی شریک نہین ہوسکتا تو خاص مین بدرجہ اولے شریک نہین ہوسکتا اور وجود واجب الوجود مین شرکت

تعالیٰ ہے اور دوسرا وجود خاص اوسکے مقابل کا جو عارض ممکن کو ہے
وہ مین ذات ممکن نہین ہے بلکہ غیر ذات ممکن ہے اور جب عام مین
شریک ہے تو لازم آئیگا کہ خاص مین شریک ہو تو کہونگا کہ یہ عجیب
تعارض ہے کلام مین کہ ممکن غیر واجب بھی ہے اور عین واجب بھی
ہے اس لئے کہ جو وجود کہ عارض ہے ممکن کو وہ وجود جیسا کہ غیر ہے
ممکن کا ویسا ہی غیر اوس وجود کا کہ جو اسکے مقابل مین نوع ہے بقول
خصم یعنی وجود واجب الوجود کا غیر ہے تو ممکن متبائن ٹھہرا واجب
الوجود کا پھر باقی صفات مین بھی کہ جو خاص تر وجود سے ہین ممکن
متبائن واجب کا ضرور ہوگا بداہتہً تو شریک واجب الوجود کا نہوا
مگر ایک وجود عام تر مین صرف بالفرض تو شریک واجب کا نہوا یعنی
دوسرا خدا نہوا کیونکہ علت تامہ موثرہ و موجدہ ہونا ثابت نہوا
اور یہی مطلب ہے آور یہ ضرور نہین ہے کہ جو عام مین شریک ہو
وہ خاص مین بھی ضرور شریک ہوگا جیسا کہ شجر انسان کے شریک ہے
جسم نامی ہونے مین مگر حیوان ہونے مین انسان کے شجر شریک
نہین ہے باوجود اس کے کہ حیوان خاص ہے جسم نامی سے ہان
یون البتہ ہے یعنی اوسکا اولٹا کہ جو خاص مین شریک ہوگا وہ
عام مین ضرور شریک ہوگا جیسے شجر کہ انسان کا شریک ہے جسم نامی

بعضون مین ہو - تو کہونگا کہ باریتعالے کے کسی صفات مین کوئی شریک
نہین ہے یعنی وہ اپنا شریک نہین رکھتا ہے نہ اپنے سا موجود [illegible]
اور نہ مطلق واجب بالذات ہونے مین اور نہ واحد ہونے مین نہ بسیط
و قدیم و قیومیت و علیت و خالقیت و رازقیت وغیرہ مین - ہان
کہ سکتے ہین کہ مثلاً عالمیت مین شریک یون رکھتا ہے یعنی وہ بڑا عالم
ہے بجمیع حیثیات اوسکے علم کو کمال ہے اور ممکنات ذوا العقول بھی
عالم ہین دلوادنے درجہ ہی تو نہین کہا جا سکتا کہ مطلق عالم طبیعتہ کلیہ ہے
اور اوسکے افراد ہین عالم واجب اور عالم غیر واجب مثلاً فلان عالم اور
فلان عالم تا عالم واجب تعالے جزئی ہو تحت مین عالم مطلق کے کیونکہ
ایسا کلی محض اعتباری فرضی انتزاعی ہے تو جزئیات اسکے بھی چاہئے کہ
محض انتزاعی ہون کیونکہ کلی کی طبیعتہ اپنے سب افراد مین چاہئے
کہ پائی جائے تو ضرور ذات واجب اور ذات ممکن افراد اوس کے
ہونگے اور نہ مطلق عالم اوس ذات کی طبیعتہ نوعیتہ ہوگی بلکہ افراد
منتزعات کی کلی مطلق عالم کو کہہ سکتے ہین اور یہ میرے مطلب کے
خلاف نہین ہے - علی الخصوص جب لبطور تشکیک کلی مشکک کے ہو
پس ایسا ہی ذات واجب تعالے اور ذات ممکن افراد اور جزئیات
مطلق وجود کے نہین ہین ممکن اور واجب شریک نہین ہین مطلق

وجود مین ہان وجود واجب اور وجود ممکن شریک ہین مطلق وعام وجود
ہین یعنی مطلق کون اور محض شیئیت ہین یعنی وہ وجود کہ عارض ہے
ممکن کو اور وہ وجود کہ عین ذات واجب ہے تو جب کہ ذہن میرا
انتزاع کرے عروض وجود سے اور ذاتیت وجود سے وجودات
اعتباریہ کو تو ایسے وجودات منتزعات اوس عام وجود کے افراد
ہونگے جو مابہ الاشتراک ہین ان ایسے وجودات منتزعات مین اور
وہ بھی بطور تشکیک کہ کلی مشکک مین درکار ہے اولویت اور
اولیت اور غیر اولویت وغیر اولیت کے ساتھ نہ از روے
زیادت ونقصان اور شدت وضعف کے تو اس صورت مین واجب
تعالے جزئی وجود محض وعام کا نہوگا بلکہ میرے ذہن مین اوسکا وجود
منتزع مصدری عام وجود مصدری انتزاعی محض کا جزئی ہوگا
اور یہ میرے مطلب کے خلاف نہین ہے بلکہ ایسا ہی حال ہے ان
دونون تقسیمون کا مثلاً کہتے ہین کہ وجود ممکن یا ذہنی ہے یا خارجی
اور کہتے ہین کہ وجود یا ممکن ہے یا واجب یعنی غیر ضروری ہے یا ضروری
ہے اول کے یہ معنی ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ذہنی ہے یا وجود
خارجی جو منتزع موجود ذہنی یا خارجی سے ہے اور ثانی کے یہ معنی
ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ممکن ہے یا وجود واجب ہے جو منتزع

ہے موجود ممکن یا موجود واجب سے ذہن مین - پس تقسیم اول اقسام
سب ذہنی ہین تو اس صورت مین واجب تعالے خارج مین جزئی وجود
محض کا ہوا جیسے کہ ذہنا شئے محض کے تحت مین واقع ہوتا ہے اور
تقسیم ثانی سے اگر یہ مراد لی جائے کہ موجود یا ممکن ہے یا واجب تو واجب
تحت مین موجود کے ہوگا ذہنا صرف نہ خارج مین اور اسطرح کی جزئیت
ہمارے خلاف نہین اور چونکہ مقصود یہ ہے کہ مجملاً بتقریر عام فہم لکھون
لہذا ان مضامین کو بطور واضح سمجھانا مشکل ہے - اور اس بحث کو
طول دینا اور تحقیقات و تدقیقات فلسفیہ کو یہان پر لکھنا اور دلایل
لانا اور فرق بتلانا درمیان دلائل متشرعین و متفلسفین او متصوفین
کے خلاف وضع کتاب ہذا ہے - اور جب کوئی اوسکا شریک نہین ہے
تو واجب الوجود یکتا و لاثانی ہے اور یہی مطلب ہے *

واجب الوجود مقول کثیرین پر نہین ہوسکتا یعنی ایسا نہین ہے
کہ کئی موجودات پر واجب الوجود صادق آئے اگر صادق آئیگا تو بہت
سے موجودات واجب الوجود بالذات ہون گے اور ثابت ہو چکا
کہ واجب ایک ہی ہے تو واجب تعالے بہت سے پر صادق نہ آئیگا
علاوہ اس کے جب بہت موجودات پر صادق آئے تو واجب الوجود
کلی ہوگا تو خارج مین وجود اوسکا نہوگا اور ثابت ہوچکا کہ خارج مین

موجود ہے تو کلی ہوگا تو اوسکا کوئی جزئی بھی ہوگا علاوہ اسکے اگر کلی
ہو تو یا جنس یا نوع یا فصل ہوگا کیونکہ واجب ذات ہے نہ صفت
وعرض تو وہی جنس ورجنس ورعام شئے ان سب موجودات مین پائی
جائیگی اور واجب الوجود سے فوق کوئی عام شئے نہین ہے اس لئے کہ
وجود وجو اعم الاشیا رہے اور اولی اور اقدم ہوکے پایا گیا ہے
وہی عین واجب الوجود ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود مقول کثیرین
پر نہین ہو سکتا تو کلی واجب الوجود یعنی کلی خدا کا وجود نہوا لیں معلوم
ہوا کہ واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی اضافی
اور نہ خود واجب الوجود تحت مین کسی عام کے ہے کیونکہ اعم
اشیا یعنی وجود اوسکا عین ہے تو ایسی چیزنکے تحت مین جو جو فرض
ہونگی مثل قدم وبقا وغیرہ کے وہ سب بھی عین ہونگی تو کسی عام یا کلی
کے تحت مین نہوگا تو جزئی حقیقی بھی نہین ہوگا *
وہ مرکب نہین ہے اگر واجب تعالے مرکب ہو تو اوس کے اجزا
ہونگے کیونکہ ہر مرکب کے لئے اجزا ہین اگر اجزائے خارجیہ ہین تو مرکب
خارجی ہوگا اور اگر اجزائے ذہنیہ ہین جیسے ماہیت مرکبہ کے لئے جنس
وفصل وغیرہ شلاً تو مرکب ذہنی ہوگا اور ہر مرکب اپنے موجود ہونے
مین محتاج اپنے اجزا کیطرف ہے جب تک اجزا نہ پائے جائینگے مرکب

بن سکیگا اور جو چیز محتاج ہے وہ ممکن ہے حادث ہے پس خدا ممکن و
حادث ہوگا واجب قدیم نہوگا حالانکہ واجب و قدیم ہونا ثابت ہو چکا
تو باری تعالے مرکب نہوگا نہ مرکب ذہنی نہ مرکب خارجی بلکہ مرکب خارجی
ہونا تو اظہر البطلان ہے کیونکہ مرکب خارجی جسم ہوتا ہے تو چاہیے کہ
واجب تعالے مجسم ہو اور وہ ضمنًا باطل ہو جائیگا اور صراحۃً بطلان
اوسکا آیندہ آئیگا اور مرکب نہین ہے تو غیر مرکب ہے یعنی بسیط ہے
کہ جس مین اجزا نہین ہوتے پس خدا مین اجزا نہین ہین اور یہی
مطلب ہے *

وہ کسی جہت و سمت مین نہین ہے اس لئے کہ جس طرف اشارہ
حسیہ کر سکین یا جس طرف متحرک کا رخ ہے اوسکو جہت کہتے ہین اور
سمت بھی گویا اسی معنی مین ہے خصوصًا اس بیان مین تو اگر اس جہت مین
ہے تو اوس جہت مین نہوگا اگر اوس جہت مین ہے تو اس جہت مین
نہوگا جہت و سمت کی حیثیت حالت سب جہتون مین نہین پائی جائی
والا اجتماع متنافیین لازم آئیگا اور جب کہین ہے کہین نہین ہے تو نہین
ہے کہ اطلاق سے واجب تعالے ممکن ہو جائیگا اور حادث و محتاج
غیر اس لئے کہ اگر کسی غیر کے منع و دفع کے باعث سے بعض جہات
مین موجود نہوگا تو معلول و مغلوب و محتاج و ممکن و حادث ہو جائیگا

اور اگر اوسی کی ذات نے منع و دفع کیا تو ایک ہی شئے علت و معلول
ایک حالت ہوا اور یہ سب باطل ہین اور ترجیح بلا مرجح بھی ہے اور
اگر نہ اپنی طبیعت کے منع و دفع سے اور نہ کسی غیر کی وجہ سے کہین ہے
کہین نہین ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی بلکہ محال ہے اس لئے کہ جس
فعل کا نہ خود فاعل ہو نہ غیر تو اوس فعل کا وجود و وقوع ہو گا تو کہین
ہونا اور کہین نہ ہونا باطل ہے اگر بعضے جہت مین ہو تو قرب و بعد
کی نسبت ہو جائیگی اور ازین قبیل بہت سی قباحتین خلاف عقل
لازم آتی ہین - اور بعضے روایات سے بعضون کے زعم مین ثابت ہوتا
ہے کہ وہ فوق مین ہے اور یہ بالفرض اگر ہون اور صحیح بھی ہون
تو یہ روایات یقیناً خلاف عقل کے ہین اور باعث لزوم محالات کے
ہین تو ضرور روایات جو صحیحہ نہین ہین اوس سے تو کوئی مطلب نہین
اور جو جو صحیحہ ہون اون مین تاویل ضرور کرنی ہوگی تا مطابق عقل کے
ہو جائے سوا اس کے اور کوئی راہ نہین ہے بموجب حکم مقدمہ
سابقہ کے اور دعائین جو فوق کیطرف ہاتھ اوٹھا کے مانگتے ہین اوسکی
وجہ یہ ہے کہ اظہار تعظیم اس سے اگر کوئی دعا مانگے اور دونون ہاتھون
کو لٹکا کے زمین کیطرف اشارہ کرے یا اپنے جوتون کے طرف
معاذ اللہ اشارہ کے دعا مانگے تو اس سے اظہار تحقیر ہے اور بعضیہ

یا مجنون کا فعل سمجھا جائیگا یا مخالف خدا کا وہ قابل اسکے نہین ہے
کہ کوئی اوسکی طرف اشارہ حسیہ کرسکے یعنی کہے کہ وہ یہ ہے وہ ہے
یہان ہے وہان ہے اس طرف ہے اوسطرف ہے *

وہ مجسم نہین ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب ہے اس لئے کہ جسم مین
اجزا ہین یہانتک کہ اوسکی تقسیم کی انتہا نہین ہے جس ایک جزو کو کسی
ایک جسم مین سے تقسیم کرین تو پھر جزو کی تقسیم ہوسکتی ہے کسی تقسیم
پر انتہا نہین ہوسکتی ہے کہ اب اوس کی تقسیم نہوسکے بلکہ باعتبار اجزائے
وہمیہ کے اجزائے غیر متناہیہ ہوسکتے ہین یا ان اسکے ہم قائل نہین ہین
کہ بالفعل اجزاے غیر متناہیہ بحیثیت مجموعی جمع ہین تا محال لازم آئے
بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی تقسیم پر ہم ٹھہر نہین سکتے ہین بلکہ پھر اجزائے
صغار کی تقسیم بھی کرسکتے ہین اور جب دو جزو جس مین ہون وہ مرکب
ہے تو بوجود اجزائے کثیرہ خصوصًا اجزائے غیر متناہیہ جسم ضرور
و بدرجہ اولے مرکب ہے - علاوہ اس کے ہر جسم مین دو جزو
یعنی ہیولی اور صورت ضرور ہین جیساکہ علم طبیعات مین بیان ہے
تو ہر جسم مرکب ہوا - علاوہ اس کے ہر جسم مین قوتین مختلف
موجود ہین کہ جنکی وجہ سے وضع خاص یا خاص جگہ یا شکل خاص
یا کیفیت خاص کو جسم مقتضی ہے اور قوۃ حیوانیہ و نفسانیہ وغیرہ

بلا مرجح لازم آئیگی تو ضرور کوئی غیر مرجح صرف وجود کا یا مرجح صرف عدم کا
ہوگا اور وہ غیر ضرور غیر ممکن ہوگا ممکن کا مرجح ممکن نہین ہوسکتا جیسا ک
گذرا تو مرجح اور موثر اور علت وجود ممکن یا عدم ممکن کوئی غیر جو ہوگا
وہ واجب الوجود ہوگا اگر وہ بھی جسم یا جسمانی ہو تو ممکن ہوگا نہ واجب الوجود
کیونکہ جو جسم ہوگا وہ ممکن و حادث و متغیر ہوگا تو علت موثرہ جسم کی جو واجب
الوجود ہے وہ جسم نہین ہے یعنی عالم جسمانی کے لئے موثر و موجد ہے اور
وہ موثر و موجد نہ جسم ہے اور نہ جسم مین ہے کیونکہ ہر جسم و ہر جسمانی ممکن ہے اور
ممکن کیلئے موثر مغائر معلول کا ہوگا اور مغائر جسم و جسمانیات واجب ہے کہ
جسم نہو اور جسمانی نہو - اور جسمانی کا ممکن ہونا بھی ظاہر ہے کہ جسمانی محتاج
جسم ہے اور محتاج جو ممکن ہے تو محتاج ممکن بدرجہ اولے ممکن ہے -
اسی دلیل سے واجب الوجود اور اوسکا غیر مجسم ہونا ساتھ ہی ثابت ہوا
اگر واجب الوجود مجسم ہے تو اوس کے اجزا ہونگے کیونکہ ہر جسم مین اجزا
ہوتے ہین اور مرکب محتاج اجزا کا ہوتا ہے کہ پہلے اجزا پائے جائین تب
مرکب پایا جائیگا تو واجب الوجود بھی مرکب ہوگا اور محتاج اجزا کا ہوگا
کیونکہ اجزا مرکب سے پہلے پائے جائینگے اور ان اجزا کے لئے کوئی علت
ہوگی انکی علت خود مرکب نہین ہوسکتی کیونکہ بعد پایا گیا ہے اور اجزا
اپنی علت آپ ہی ہون تو دور لازم آئیگا تو جس کے محتاج اجزا ہونگے

اوسیکا محتاج مر . ہوگا اور محتاج ممکن ہے نہ واجب الوجود بالذات کیونکہ
ثابت ہوچکا ہے کہ اوسکی علت کوئی نہین ہے اور وہ سب کی علت ہے۔

وہ مجسم نہین ہے کیونکہ جسم کے لئے حیّز و مکان ضرور ہے ضرور کسی
جہتہ وسمت مین ہوگا اور یہ ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود کسی جہتہ کسی
سمت مین نہین ہے توکسی حیّز و مکان مین بھی نہین ہے تو واجب الوجود
مجسم نہین ہے *

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم محتاج حیّز و مکان و جہت کا ہے اور محتاج
ممکن ہے واجب الوجود نہین اور واجب الوجود ممکن نہین تو محتاج نہین
تو محتاج حیّز و مکان وجہت کا نہین تو وہ مجسم نہین ہے وہو المطلوب

وہ اگر مجسم ہو تو قابل ابعاد ثلثہ کا ہوگا یعنی طول و عرض و عمق کو
قبول کریگا اور قابل بحیثیت قابلیت فاعل نہین ہوتا فاعل بحیثیت فاعلیت
قابل نہین ہوتا اور واجب الوجود فاعل و علت ہے سب کے لئے نہ قابل اشیا
غیر کا تو واجب الوجود مجسم نہوگا۔

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم دو حال سے خالی نہین یا جسم عنصری ہوگا یا
غیر عنصری یعنی جسم مین یا آب و آتش و خاک و باد ہین یا اجزا غیر عناصر
ہونگے اگر عنصری ہے تو بقاعدہ کیمیاوی تغیر محض ہوسکتا ہے کبھی عرق
بنجائے کبھی بخار کبھی آب سے ہوا کبھی ہوا سے آگ کبھی کچھ کبھی کچھ اور

یہ سب علامات حادث کے ہین تو واجب الوجود متغیر و حادث و ممکن
ہوگا و اجب الوجود نرہیگا اور واجب الوجود واجب الوجود ہے ثابت
ہوچکا ہے تو مجسم ہونا باطل ہے۔ علاوہ اس کے اگر عنصری ہے تو غلبہ اوسپر
ایک نقطہ کا ہوجائیگا یعنی مرکز عالم کا یعنی کشش اور تحریک وغیرہ کے
روسے اور مغلوب ممکن و متغیر و حادث ہے تو واجب الوجود مجسم نہین ہے
اور اگر غیر عنصری ہو تو لا اقل حرکت و سکون وجہتہ و مکان و ظہور
و غیبت اور وجود و عدم پایا جائیگا تو متغیر حادث و ممکن ہوجائیگا محتاج
غیر کا اور واجب الوجود محتاج غیر کا نہین تو واجب الوجود مجسم نہین۔
اگر مجسم ہوگا تو ضرور مادی ہوگا مجرد نہوگا اور مادہ محل تغیرات و حوادث
ہے تو واجب الوجود بالذات محل ہوگا حوادث کا تو ممکن و متغیر و حادث
ہوگا حالانکہ وہ ممکن و حادث و متغیر نہین بلکہ واجب و قدیم و غیر متغیر
ہے پس وہ مجسم نہین ہے۔

[۱۲] اگر وہ مجسم ہوا ور ہر جسم مین بارہ زاویے قائمی تیتی ہین تو بارہ
مثلث قائمۃ الزاویہ اوس کے جسم مین بھی ہونا چاہئے اور یہ سب
اجزا ہین جسم تعلیمی کے تو واجب الوجود مین اجزا ہون گے اور جسم
تعلیمی مرکب ہے اجزا جسم تعلیمی سے تو اون اجزا کا محتاج ہے پس
واجب الوجود جسم تعلیمی بھی نہین ہے اور اگر وہ جسم تعلیمی ہو تو اوس کو

علیحدہ اور سب سے ممتاز اور غنی علی الاطلاق ہے اس لئے کہ وجوبِ وجود
ذاتی کے لئے کل اغیار سے امتیاز و کل حاجت سے غنی ہونا ضرور ہے
والا وہ واجب الوجود بالذات نہین ہے اور یہ خلاف ثابت کے
ہے ✻

وہ کسی سے متحد نہین ہوتا اگر واجب الوجود کسی کے ساتھ متحد ہو
اور ایک ہوکے دونون بیک وجود پائے جائین تو محال لازم آئیگا
وہ یہ ہے کہ وہ دو شئے کہ جواب ایک ہوا ہے تو آیا دونون موجود ہین
بحالت دوتائی تو اتحاد نہوا اور مفروض اتحاد ہے ہذا خلف اور اگر
بحالت دوتائی نہین بلکہ یکتا ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک
معدوم ہوگیا تو پھر بھی اتحاد نرہا اور دونون معدوم ہین تو بدرجہ اولے
اتحاد نہین ہے -

اور وہ ایک موجود ہے اور اگر دونون دو ہین اور اسی دو ہونے
کے حال مین دونون حقیقۃً ایک ہی ہے تو دو ایک ہوگا ایک دو ہوگا
یا دو دو نہین ایک ایک نہین اور یہ سب عقلاً باطل اور سفسطہ ہے
اور منجر طرف مذہب سوفسطائی کے ہوجائیگا کہ جو شروع کتاب مین
صراحۃً باطل ہوچکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسی سے متحد نہین ہوتا
اور یہی مطلوب ہے ✻

علاوہ اس کے جب واجب الوجو غیرجسمانی ہے تو وہ اگر کسی سے بالفرض
محال محال نہین ہے متحد ہو تو جسکے ساتھ متحد ہوا ہے وہ بھی غیر
جسمانی ہوگا والا اتحاد مجرد بجسم کے کوئی معنی نہین مادی اور مجرد ایک
نہین ہوتا اجتماع النقیضین و دیگر محالات لازم آئینگے - اور جب غیر
جسمانی کے ساتھ متحد ہوگا تو لا اقل یہ لازم آئیگا کہ واجب الوجود ذاتًا
اور ممکن الوجود حقیقتًہ ایک ہوجائے اور یہ خلاف عقل ہے کہ اجتماع
متنافیین وغیرہ لازم آئینگے اور اگر وہ دوسرا جسکے ساتھ اتحاد ہوا ہے
وہ بھی واجب الوجود بالذات ہے مثل اس واجب الوجود کے تو یہ بھی
بالبداہتہ باطل ہوچکا کہ اوسکا کوئی شریک نہین ہے دو خدا نہین ہین
تو ثابت ہوا کہ کسی سے وہ متحد نہین ہوتا اور اگر یہ کہا جائے کہ عقل کی
روسے وہ ہین مگر دیکھنے مین دو نہین ہین ایک ہے تو ضرور واجب الوجود
مجسم ہوکر کے ایک ہوا ہے اور حالانکہ واجب الوجود نہ مجسم ہے نہ مجسم
ہوگا اور تداخل جوہر کا جوہر مین بھی لازم آتا ہے اور یہ بھی کتب فلسفیہ
مین باطل وعاطل ہے اور اگر مجسم ہوکے ایک نہین ہوا بلکہ خود وہ غیر
مجسم ہی ہے اور متحد ہوگیا ہے تو یہ ابھی باطل ہوچکا کہ مجرد متحد مجسم
سے نہین ہوتا مجرد مجسم نہین ہے مجسم مجرد نہین ہے - اور اگر یہ کہا
جائے کہ مجرد واجب الوجود ایک مجسم ممکن الوجود مین حلول کرگیا ہے تو

بھی ثابت ہو چکا کہ واجب الوجود حال کسی مین نہین ہے ورلا محتاج محل
نہ ہوگا اور عارض معروض کا ہوگا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے پس
یہ سب لغویات وچون وچرا احمقون کے باطل وعاطل ہین وہ کسی طور سے
کسی سے متحد نہین ہوتا ہے *

اوس مین کسی طرح کا تغیر اور کسی طور کی تاثیر کا اثر نہین کیونکہ فاعلیت
اور قابلیت دونون اوس مین جمع ہو جائینگی اور حالانکہ فاعل قابل
نہین ہے یعنی وہ فاعل وخالق وعلت و موجد و موثر غیر ہین اور غیر
غیر کا ہے وہ خود خالق مخلوق ومعلول واتحاد کردہ شدہ اور اثر پذیر
نہین ہے ورلا اجتماع متنافیین لازم آئیگا - یا واجب ممکن ہو جائیگا
یا ممکن واجب ہو جائیگا یا خلاف توحید ثابت شدہ کے لازم آئیگا -

اور جب یقین وجود واجب الوجود بالذات کا جسکو ہوا ور صفات کا
یقین ہو کہ کون کون صفات اور کیسے کیسے صفات اوس کے لئے ہین
اور کس کس قسم کے صفات و احوال اوس مین نہین پائے جا سکتے
تو ان سب باتون کے بعد بشرط یقین ان جملہ امور کے وہ نہین کرسکتا
واجب تعالے دیکھنے مین آسکتا ہے کیونکہ جو شئے دیکھی جا سکتی ہے
وہ ضرور بالضرور ممکن الوجود ہوگی نہ اسکا غیر جو شئے حادث ہوگی
وہی دیکھنے مین آتی ہے اگر آج نہین دیکھہ سکتے مگر کل واجب الوجود

ایسی لیاقت و استعداد ہو جائیگی کہ وہ دیکھا جا سکتا ہے تو متغیر ہوگا
ور متغیر حادث و ممکن ہے دیکھنا مجسم کو ہوتا ہے نہ غیر مجسم کو بلکہ ہر ممکن
بھی دیکھا نہین جا سکتا کسی نے علم کو نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گا محض روح
مجرد بھی دیکھنے مین نہین آتی جب تک اوسکو تعلق کسی بدن سے نہو یعنی
دیکھنے کے لایق وہی ہے کہ جس مین ضرور صفت جسم کی طاری ہوگی
والا محال ہے کہ دیکھا جائے اور جسم ہونا یا مشابہ بجسم ہونا شان سے
ممکن کی ہے نہ شان سے واجب الوجود بالذات کی جس شئے کو دیکھ سکین
تو وہ شئے اوس حالت رویت مین ضرور ایک

سمت مین ہوگی کسی ایک جہتہ خاص مین ہوگی کسی مکان معین مین
ہوگی قابل اشارہ حسیہ کے ہوگی کہ اس طرف ہے اوس طرف سے
یہان ہے وہان ہے ممکنات مین جو شئے لطیف ہے ہنین دیکھ سکتے
جیسے ہوا اور دیکھنے ہین کب وہ شئے آسکتی ہے جب کچھ کثیف قابل
رویت کے بن جائے پس یہ بڑا تغیر ہے اور ہر تغیر جو ہو وہ
ضرور حادث ہے یقیناً نہ قدیم اصلاً اور جب عقل عقلا سے یہ ثابت ہے
تو پھر اوس کے خلاف اگر کوئی دلیل نقلی مل جائے تو مقتضائے عقل
عقلا یہ ہے کہ اگر دلیل نقل نقلی ہے تو اوس مین تاویلین کرینگے تا مطابق
عقل کے ہو جائے نہین ہو سکتا بلکہ محال ہے کہ عقل کے خلاف دلیل

آمر و ناہی ہے خالق ہماری عقل و علم و فہم و فراست کا ہے اور بمقتضائے
مصلحت و اوقات اور حسب نظام دنیا و عقبیٰ ہر چیز کا خالق ہے کمی و
بیشی ہر چیز کی بمقتضائے مصالح بے پایان ہے وہی خالق و مالک بلکہ
ہر شئے کا ہے وہی خالق جنت و نار و جنات و انسان و ملائک و عرش
و کرسی و فلکیات و غیر فلکیات کا ہے وہی پیدا کرنے والا اور بھیجنے والا تمام
انبیا و اوصیا کا وہی بھیجنے والا اپنے احکام کا ہے واسطے تعلیم عباد
انکی
کے وہی نازل کرنے والا قوانین کتب و صحف کا ہے یہ سب ہمارے
فوائد و منافع کے لئے والا ان سب مین سے کسی کی طرف وہ حاجت مند
نہین وہ مستغنی مطلق ہے و ازین قبیل دیگر صفات اوس کے عقلاً و
نقلاً ثابت ہین *

اور جب ثابت ہو چکا کہ واجب الوجود یعنی خداوند عالم ہے اور ایک ہے
کوئی نہین اور وہ قدیم و قادر و ازلی و ابدی و عالم و مرید و عادل و فاعل
و خالق و مدرک و حی و قیوم و سمیع و بصیر وغیرہ ہے اور وہ ہمیشہ سے
خالق
ہے ہمیشہ رہیگا اور کل عیب و نقصان سے پاک ہے باقی ہے دائم
ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین جسم نہین ہے اوسکو ہاتھ پاؤن آنکھ
کان وغیرہ نہین وہ بسیط ہے وہ مجرد محض ہے مادی نہین ہے اور
دیگر صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سب ثابت ہو چکے تو یہ بھی سمجھنا چاہئے

کیونکہ لازم کے بطلان سے ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے جیسے حرارت
کے زوال سے عدم آتش ضرور ثابت ہوتا ہے - اب صرف لازم اور
ملزوم کو ثابت کر دینا چاہیئے بعد ثبوت لزوم لازم و ملزوم دونوں کا
بطلان خود ظاہر ہو جائیگا *

جاننا چاہیئے کہ دو چیز واحد بسیط مجرد سے اگر صادر ہون تو یا یہ
دونون مخلوق صادر باہم عین ہین بسبب اس کے کہ صدور اوسکا واحد
بسیط سے ہوا ہے یا اون دونون مین مغائرت ہے اگر عین ہون تو چاہیئے
کہ چار اور پانچ اور سو اور زاید آپس مین عین ہون اور چاہیئے کہ
حیوانات و نباتات و جمادات و افلاک و زمین و کواکب مین عینیت
و اتحاد ہوا و رسب چیزین عالم کی ایک شئے بے تغائر و اختلاف ہوا و ر
یہ سفسطہ اور ظاہر البطلان ہے اور یہی عدم اثنینیت و وحدت ان دونون
مین باطل ہے اس لئے کہ درمیان دو صادر کے بداہتہً تغائر ہم دیکھتے
ہین کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک شئے کو ہم تصور کرتے ہین اس حالت مین
دوسرے سے اوس تصور کی حالت مین بلکہ بعد بھی ہم جاہل رہتے ہین یا ایک
کے تصور کے وقت دوسرے سے ذہول و غفلت ہوتی ہے یا یہ کہ
ایک کا اعتبار کرتے ہین اور دوسرے سے قطع نظر کرتے ہین اور جب
ان دو صادر کی شان بداہتہً اس طرح کی ہے تو ان دونون مین مغائرت

مجرد ہین یا نہین اگر عین ہین یعنی ماہیتہ فاعل واحد بسیط اور دونون مفہوم ہین
تو ایک ہی ہین تو یہ تینون ملکے اگرچہ ایک ہی ماہیتہ ہوئی مگر واحد
بسیط مین دو اصدار کی دو قوتین یعنی دو صلاحیتین پائی گئین کیونکہ
اسکا اصدار غیر ہے اوس اصدار کا تو واحد بسیط کی ماہیت اس اصدار کا عین ہے تو ایک
ماہیت یہ ہی اور دوسرے اصدار کا عین ہے تو دوسری ماہیت ہی تو فاعل واحد بسیط مجرد کی دو ماہیتین
متغائر تین ہو جائینگی اور یہ بالبداہتہ باطل ہے کہ ایک ماہیتہ کے لئے
دو ماہیتین ہون کہ اس صورت مین ایک ماہیت ایک نہ رہے گی دو دو
ہون گی والا اجتماع المتنافیئین لازم آئیگا اور یہ محال ہے تو ضرور عین نہونگی
اور عین ہونا بھی باطل ہے بسبب تسلسل اور ترکیب واحد بسیط کے -
اب اسکو سمجھنا چاہئے کہ یہ دو مفہومان متغائران اگر عین ماہیتہ
فاعل بسیط واحد ہون تو تسلسل یا ترکیب کیونکر لازم آئیگی وہ یہ ہے
کہ اگر عین ہون تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ جزو ہون ماہیتہ فاعل
واحد کے یا خارج از ماہیتہ فاعل واحد اگر جزو ہین تو دو حال سے خالی
نہین یا دونون مفہومان متغائران جزو ہون ماہیتہ مین یا ایک جزو
ہو اور دوسرا جزو نہو اگر دونون جزو ہون تو ماہیتہ مجردہ واحدہ بسیطہ
مرکب ہوگی کیونکہ جس شئے مین کوئی جزو ہو تو وہ شئے ضرور مرکب ہی
اور اگر ایک جزو ہو اور دوسرا جزو نہو جب بھی فاعل واحد بسیط کی

ماہیتہ مجردہ مرکب ہوئی اور دوسرا مفہوم جو جزو نہین ہے ماہیتہ فاعل
کی اوس کی بھی دو صورتین ہین یا عین ماہیتہ فاعل ہے یا خارج از ماہیتہ
فاعل ہے اگر عین ہے یعنی دو مخلوق کے دو اثر کی دو مصدریت مین سے
ایک مصدریت عین ذات مصدر ہے تو اس مین کوئی قباحت تو نہین
ہے مگر بسبب اس کے کہ وہ دوسرا مفہوم مصدریہ جو اسی صورتین
ماہیتہ فاعل کا جزو ہوا تھا اور اس سبب سے ماہیتہ فاعل بسیط کا
مرکب ہونا ثابت ہوچکا ہے وہی قباحت باقی رہے گی ہان اگر فاعل واحد
بسیط ایک ہی کا فاعل ہوتا تو قباحت لازم نہین آتی اور اگر ایک مفہوم
ماہیت فاعل واحد بسیط سے خارج ہوا اور ایک صورت مفروضۂ سابق
کی ہے کہ دونون مفہوم ماہیت فاعل بسیط سے خارج ہون یعنی ایک خارج
ہو جزو یا عین ہو یا دونون خارج ہون اور جزو یا عین ہون یعنی در صورت
خروج ضرور ہے کہ فاعل واحد بسیط اوس کی علت ہو کیونکہ فاعل
واحد بسیط یعنی ذات واجب الوجود بالذات علت اپنے کل اغیار کی
ہے یہ ثابت ہوچکا ہے تو ان مصدریات خارجہ از ذات علت
کی علت وہی واجب الوجود ہے تو ہر ایک مصدریہ سے دوسری
مصدریتہ مفہوم ہوئی تو ہر ایک ان دوسری مصدریتہ مین ہی
بالکل سابق کی تقریر ضرور جاری ہوگی تا اینکہ یہ دوسرے طبقہ کی

مصدریات خارج از ذات فاعل قرار پائیگی تو اس دوسری مصدریۃ
کے لئے ایک تیسری مصدریہ مفہوم ہوگی اور اس تیسری مین
بہی وہ تقریر جاری ہوگی یہان تک کہ مصدریہ بہت سی جمع ہونگی
بلکہ ہر ہر طبقہ مین یا ایک مصدریۃ یا دو مصدریۃ یا تین مصدریات
جمع ہونگی اور سلسلہ کہین پر منقطع ہوگا کیونکہ ہر مرتبہ مین عین
وجزو ہونا باطل ہوگا اور خارج کے لئے پہر مصدریۃ علاوہ کی ضرورت
ہوگی یہان تک کہ مصدریات غیر متناہیہ یا صدور ہائے غیر متناہی
یا طبقات غیر متناہیہ کہ ہر ہر طبقہ مین تین تین مصدریات تک جمع
ہونگی اور اجتماع امور غیر متناہی محال ہے جیسا کہ مقدمہ مین تسلسل
کے بیان مین گذرا بلکہ اگر گذرا تو ایک مصدریۃ کا یا دونون
مصدریۃ کا پہلے ہی مرتبہ مین اور پہلے طبقہ مین خارج از ماہیتہ فاعل
واحد ہونا باطل ہے تو معلوم ہوا کہ نہ عین ماہیتہ ہے نہ جزو ماہیتہ ہے
نہ خارج ماہیتہ ہے اور چوتھی کوئی صورت عقلاً نہین ہو سکتی تو فاعل واحد بسیط
مجرد یعنی واجب الوجود بالذات سے بہت سے افعال وجود نفستہ
نہ بہی ہون بلکہ بتدریج ہون باطل ہے عقلاً تو ثابت ہوا کہ واجب
تعالیٰ سے بہت سے افعال معاً ہو سکینگے وہو المطلوب -
اور اس دلیل کا ابطال یون ہے اولاً ابطال الزامی بعدہ

تو پھر یہ مصدریہ بھی جب کہ ذات واجب سے خارج ہوئی تو معلول
اوسی علت واحدہ بسیطہ کی ہوگی کیونکہ سب کا خالق وہی ہے
تو دوسری مصدریتہ مفہوم ہوئی اور اوس مصدریتہ مین ہی کلام
جاری ہوگا یہان تک کہ ایک فعل کے صادر ہونے مین مصدریات
غیر متناہیہ جمع ہون گی اور یہ محال ہے - مگر یہ الزام جو بعض دوسرے
حکما کیطرف سے اس دلیل پر ہے صحیح نہین ہے اس لئے کہ کیا
ضرور ہے کہ اول فعل مین مصدریتہ جو مفہوم ہوئی ہے وہ عین
ماہیتہ فاعل ہو خواہ مخواہ جزؤ ماہیت فاعل یا خارج ہوا ور دلیل مذکور مین
تو بسبب دو مصدریتہ دو مخلوق کے عین ہونا باطل ہوتا تھا کیونکہ ایک
ماہیت مانی ہوئی دو ہوجاتی تھین ؛؛

اگر ایک مصدریتہ عین ذات فاعل بھی ہوتی تھی تو کفایت نکرتی تھی
بسبب دوسرے مصدریتہ کے اگر دونون مصدریت عین ماہیت ہون
ایک ماہیت کے لئے دو ماہیتین متغایرتین ہوجاتی تھین اور اگر ایک
عین ہوا و دوسری جزو بسبب دوسری مصدریت کے جزو ہونیکے ماہیت
واحد بسیطہ فاعل کی مرکب ہوجاتی تھی - اور یہان چونکہ ایک ہی مصدریتہ ہے
وہ عین ماہیت فاعل ہو کوئی مانع یہان نہین ہے -

دوسرا الزام بعضے حکما کیطرف سے اس دلیل پر یون دیا جاتا ہے

مبطل مبطل ہے یعنی اپنی ہی تقریر کو باطل کرتا ہے تو صحیح قول خصم ہے اور
نہین تو اپنے مسلہ سے دست بردار ہونا ہوگا - حالانکہ بداہتہً ثابت ہے
کہ درمیان علت و معلول علاقہ فعل کا ہے درمیان مصدر و صادر علاقہ
صدور کا ہے -

اب رہا دلیل پر نقض وارد کرنا وہ یون ہے کہ دونون مصدریت اگر
عین ماہیت علت بسیطہ واحدہ ہون تو اسکو یہ لازم نہین آتا کہ ایک
ماہیت علت بسیطہ واحدہ کے لئے دو ماہیتین متغائر تین ہوجائین
اس لئے کہ دونون مصدریہ اگرچہ اعتباری ہین مگر فرق اعتباری نہین ہے
بلکہ کلیۃً تغائر ہے تو شئے اعتباری غیر متحصل عین ماہیۃ متحصلہ و متاصلہ
نہین ہوسکتی والا وہ شئے اعتباری اعتباری نرہیگی یا ماہیۃ متاصلہ ماہیۃ
ہی نرہیگی اعتباری غیر متحصل ہوجائیگی اور اگر بالفرض وہ اعتباری عین ماہیۃ
واحد بسیط ہون تو دونون اعتباری ایک ہوجائینگی دو نرہینگی کیونکہ ایک ماہیۃ بسیط
دونون مین مشترک ہوئی تو دو کا ایک ہوجانا محال نہین اور بسیط حقیقی ایک کا دو حقیقی
ہوجانا محال ہے والا شئے مشترک مین اشتراک نرہیگا تو عینیت پھر
کیونکر قایم کروگے اور جب ماہیت علت کی ایک ہی باقی رہے تو ہوسکتا
ہے کہ اتحاد ماہیۃ ہے اور فرق بالاعتبار رہے باعتبار تعلق مصدر یہ کے
اوس معلول سے اور اس معلول سے اور اگر دونون مصدریۃ عین المصدر

والصادر بین اعتباری نہین ہین تو دونون کی حقیقت متاصلہ ہے اور دونون
عین ماہیت ہین تو ان دونون مین اتحاد ذاتی اور تغائر اعتباری ہوگا
یعنی باعتبار تعلق اس معلول کے اور باعتبار تعلق اوس معلول کے اور جب
دو شئے متحد ذاتاً اور متغائر اعتباراً ایک ماہیت کا عین ہون تو یہ ماہیت
دو نہین ہوجائے گی بلکہ اس ماہیت علت بسیط مین ہی بسبب عینیت
ایسے دو شئے کے صرف تغائر اعتباری رہیگا تو ایک ماہیت کا ماہیتین متغایرتین
ہوجانا باطل ہوا گو تغائر اعتباری بھی ماہیت واحد بسیطہ مین ہمارے
اور تمہارے خلاف مقصود ہو اور اگر یہ دونون مصدریت خارج از ماہیت
ذات بسیطہ ہون اور عارض ہون تو عروض اعتبارات کا ہوگا اسمین
اگر تسلسل لازم آئیگا کچھہ باک نہین ہے اس لئے اجتماع امور غیر متناہیہ
ذہنیہ اعتباریہ کا محال نہین ہے اگر یہ محال ہوا تو تصور ہی امور غیر متناہیہ
کا محال ہوجائیگا پھر بدون تصور موضوع کے حمل کرنا محال کو نہین ہوسکتا
اور احتمالات دخول در ماہیت علت بسیطہ اور خروج ماہیت علت بسیط
سے مصدریت غیر موجودہ فی الخارج مین یعنی مفاہیم ذہنیہ مین صحیح
نہین ہین اور ذات مصدر اور ذات صادر ذہنی نہین ہے بلکہ خارج
مین ہے اور امور ذہنیہ فرضیہ و اعتباریہ محتاج جاعل کے نہین ہین کیونکہ
موجود فی الخارج نہین ہین تا ممکن الوجود حقیقی غیر اعتباری یا واجب الوجود

سلب کرتے ہین صحیح ہوگا کیونکہ سلب ایک شئے کا غیر ہوگا دوسری
شئے کے سلب سے کیونکہ ایک سلب کو ہم تصور کرتے ہین تو دوسرے
سلب سے ذہن ہمارا خالی رہتا ہے تو دونون سلبون مین تغائر
حقیقی پایا گیا اور دو سلب کے دو مفہوم مستند طرف دو مسلوب کے
ہین اور دونون مسلوب آپس مین مغائر ہین تو پہر ان دونون مفہوم
کی استناد اس واحد بسیط کے طرف جو ہوگی تو دونون مفہوم یا عین
یا داخل یا خارج ہونگے بہ نسبت ماہیت واجب الوجود کے درصورت خروج
تسلسل اور درصورت دخول ترکیب واجب الوجود کی اور درصورت
عینیت لازم آئیگا کہ دو مفہوم کی مغائرت ذات واحد بسیط مین سرایت
کرے اور ایک ماہیت حقیقۃً دو ماہیتین ہوجائین اور حالانکہ بہت
سی چیزون کو ذات واحد بسیط سے خود ان حکما نے مسلوب سمجھا ہے
تو پھر بہت سی چیزین ذات واحد بسیط کے لئے ثابت کیون ہون۔
اور جب بہت سے صفات کو عین ذات واحد بسیط سمجھا ہے تو ایک
صفت خالقیہ کو باعتبارات چند عین ذات واحد بسیط نہ سمجھنا ترجیح
مرجوح کی راجح پہر ہے *
ان سب تقریرون سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عالم مین سے کوئی
شئے خواہ جمادات سے ہو یا حیوانات سے یا نباتات سے یا معدنیات

وغیرہ معدنیات سے اعم اس سے کہ عنصریات سے ہو یا عناصر سے ہو
یا غیر عنصریات سے مثل آفتاب یا ماہتاب و دیگر فلکیات کے خواہ کرسی ہو
خواہ عرش ہو یا فرشتہ یا روح وغیرہ ہو کوئی ایک چیز بھی عالم کی
واجب الوجود نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ سب ممکنات سے ہیں انسان یا فرشتہ
یا جن یہ سب ممکنات سے ہیں اور حوادث ہیں متغیرات ہیں اور شئے
متغیر و حادث و ممکن و محتاج و معلول و مخلوق اور موجود سے معدوم
معدوم سے موجود اور فانی کیونکر ہو سکتا ہے کہ واجب الوجود بالذات
و علتہ تامہ موثرہ وغیر متغیر و قدیم و ازلی و سرمدی و ابدی و خالق
و غنی علی الاطلاق و موجود دائمی بیک نہج بلا تغیر و باقی غیر فانی
ہو کر اجتماع النقیضین وغیرہ کی قباحتیں سب لازم ہو جاتی ہیں تو سمجھنا
چاہئے اور یقین کرنا چاہیئے کہ اوسکا کوئی مماثل نہیں ہے کیونکہ شریک
البارئ باطل ہو چکا ہے اور ممتنع الوجود ہے اور اوسکا کوئی قبیلہ نہیں ہے
اوسکی کوئی قوم نہیں ہے کیونکہ جب اوسکا کوئی باپ یا چچا یا ماموں یا
بھائی اور یا جورو یا بیٹا بیٹی ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نرہے گا
ممکن و حادث و متغیر وغیرہ ہو جائیگا اور یہ سب باطل بعقل ہو
چکے ہیں تو عقیدہ اونکا بھی باطل ہو گیا کہ جو تین خدا کے معتقد ہیں
بلکہ یہ اون کے نزدیک بھی اعتقاد نہیں ہے صرف قول لسانی ہے نہ

...ہ وجدانی ویقین و اذعان بلکہ اون کے نزدیک مشکوک ومظنون
ہی نہین ہے کیونکہ جب دو خدا ہونا باطل ہے تو دوسے زیادہ بدرجہ اولی
باطل ہے مگر وہ لوگ بدعقلی سے بوقت مناظرہ و دار و گیر ایسا کہتے ہین
کہ ہم تین خدا کے قائل نہین ہین تا شریک الباری لازم آئے کہ جو ممتنع
الوجود ہے بلکہ تین خدا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر تین خدا کے
قائل ہین ایک حضرت مریم ع - دوسرے حضرت عیسی ع - تیسرے
روح القدس یعنی جبرئیل مگر انہی تین خدا اون کا مجموعہ ایک خدائی
برحق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریم ع وحضرت عیسی ع اور
خود خدا یہ تین خدا ہین پہر سب ملکر کے ایک ہی ہے - تو ہم پہلے اوس
قوم سے پوچھتے ہین کہ یہ مجموعہ تین کا ایک کلی ہے یا کل ہے اگر کلی ہے
تو کلی اپنے افراد کا مجموعہ نہین ہوتا بلکہ مجموعہ کئی کا کل ہے نہ کلی اور
بالفرض اگر کلی ہو تو ضرور کلی منطقی ہوگا نہ کلی طبعی اور نہ کلی عقلی تو
ضرور کلی منطقی کا وجود خارج مین نہوگا بلکہ ایک مفہوم ہوگا ذہنیًا تو مجموعہ
تین کا صرف ذہنی ہوا اور ہر واحد موجود خارجی شخصی ہوگا کہ ہر ایک
آپس مین مغائر ہوگا تو چاہئے کہ وہ لوگ یون کہین کہ ایک خدا محض مفہوم
اور ذہنی ہے اور حقیقتًہ خارج مین تین ایک دوسرے سے مغائر ہے تو
ادعا اون کا کہ ہم بہی موحد ہین غلط ہوا کیونکہ ایک خدا کا وجود خارج

مین محال ہوا شس شریک باری کے محال ہے وجود اوسکا خارج مین اوجب
خدائے واحد کلی ہے تو ممتنع الافراد نہین کہ سکتے کیونکہ تین خدا خارج مین مانے
جا چکے ہین تو شریک الباری ممتنع الوجود نہوا بلکہ ممکن الوجود ہوا بلکہ واقع
الوجود ہوا تو پہر باری تعالے کی توحید کا ثبوت اور خود اوس کی ذات کا
بھی ثبوت ہوسکیگا اور یہ معلوم ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام فلان
زمانہ مین پیٹ سے پیدا ہوئین اور عمر بہر اپنے تغیرات شخصی کی صفات
مین ہمیشہ ملوث رہین اور ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام تو معلوم ہوا کہ خدا حادث
ہے اور کئی ہین اور جس خدا کو کلی تم نے کہا وہ بھی حادث ہوگا کیونکہ افراد
اوس کے حادث ہین اور جو حادث پر محمول ہوگا وہ بھی حادث ہوگا اور
تحقق اوسکا ولو ذہنا ہوا اپنے افراد سے بعد ہوگا تو خدا حادث ہوگا
نہ قدیم حالانکہ تم بہی خدا کو قدیم مانتے ہو یہ اجتماع النقیضین اور اجتماع
اضداد اور تعارض اعتقادات ہین ہے - اور اگر تین کے مجموعہ کو واحد
مانتے ہو اس طور پر کہ ایک خدا کل ہے اور تین خدا اوس کے اجزا ہین
تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ یہ تربیع ہوئی نہ تثلیث اور تربیع کو تخمیس لازم
آتی ہے کیونکہ تین خدا علیحدہ علیحدہ اور ایک مجموعہ مرکب پس چار ہوئے
اور جونکہ وحدت کے بھی قائل ہو تو ان چارون کا مجموعہ ایک خدا
جداگانہ ہوا اور پہر اسکا مجموعہ ہی کیونکہ وحدت کے قائل ہو تو اسی

طور سے بے انتہا خدا موجود فی الخارج ہونگے اور یہ محال ہے تو تین ہونا
باطل ہے تو دو ہونا بھی باطل ہے تو ایک ہونا ثابت ہوگا اور ایک کے
قائل ہین تو خدا ہی نہین ہے تمہارے قول کے موافق - علاوہ اسکے
کل کا تحقق بعد اوس کے اجزا کے ہوگا تو حادث ہوگا نہ قدیم اور نیز
اس لئے کہ کل اپنے وجود مین اپنے اجزا کے وجود کا محتاج ہوگا علاوہ
برین جب ایک خدا سے تجاوز روا ہوا عقلاً تو پھر تین ہی پر کیون منحصر
ومقصور رہوا چوتھا اور پانچوان وغیرہ بھی ہو سکتا ہے جس دلیل سے
تثلیث کے قائل ہوئے ہوا ہی دلیل عقلی سے تو تربیع وتخمیس وتسدیس
وغیرہ بھی ہو سکتی ہے یعنی وہی دلیل اجازت دیتی ہے چوتھی اور پانچوین
اور چھٹو خدا کے خدائی کو بھی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ عقلاً
باطل ہے - علاوہ برین کل اور چیز ہے اور اوسکے اجزا اور چیز ہین
ہین جز وعین کل نہین ہوتا ورنہ اجزا نرہینگے سرکہ عین سکنجبین نہین ہے
سکنجبین عین شہد عین سرکہ نہین ہے سرکہ پر سکنجبین کا اطلاق غلط ہے تو جز خدا
خدا پر خدا کا اطلاق کیونکر ہوگا - جو چیز اپنے غیر سے متحد اور عین
غیر کا ہو تو وہ غیر غیر ہوگا تو حضرت عیسیٰ ع عیسیٰ ع نہین ہین مریم ع مریم ع
نہین ہین - ہان یون کہو کہ واقعاً اور نفس الامر مین نہ عیسیٰ ع عیسیٰ ع
ہین اور نہ مریم مریم نہ عیسیٰ ع مریم ع کے شکم سے پیدا ہوئے نہ یہ اون کے

فرزند ہو اور نکی ماں ہین نہ جبرئیل ع جبرئیل ہین بلکہ یہ تینون ایک ہی
ہین ذاتاً تغائر ہرگز ان مین نہین ہے بلکہ حقیقتہ ایک شئے کو ہم تین
فرض کرتے ہین یعنی کچھ اگر فرق ہے تو اعتباری باعتبار معتبر ہے یعنی اتحاد
ذاتی اور فرق اعتباری ہے اور عیسیٰ ع کو پیغمبر لکھو اور خدا کا بیٹا نہ جانو
اور مریم ع کو کسی کی بیٹی لکھو اور تین کا لفظ لکھو کہ تین محض فرضی ہے
حالانکہ یہ اعتقاد تمہارے مذہب کے خلاف ہے آور یا یہ کہ تینون کو
ایک نلکھو بلکہ ایک ہی کہو ایک کو تین نلکھو اور خدا کو مرکب نلکھو مجموعہ
تین کا نلکھو علاوہ اس کے اتحاد ذاتی اور فرق اعتباری کہ جو تمہارے
عقیدہ کے بھی خلاف ہے اگر مان لیا جائے تو تین مفروض الوجود
کی تخصیص بلا مخصص ہے اور بلا مرجح ہے اور دعوے محض بلا دلیل ہے تو
چاہئے کہ تمام عالم کو عین واجب تعالےٰ سمجھو اپنے کو بھی خدا سمجھو یا
خدا کا بیٹا جانو اور عین کہو کیونکہ تین کے لئے کوئی وجہ تخصیص کی
اور کوئی دلیل تمہارے پاس نہین ہے اپنے مین بھی فرق اعتباری
مانو بلکہ تمام عالم کے لئے آپس مین فرق اعتباری و فرضی ماننا پڑیگا
تو خدا خالقیت و مخلوقیت کو باطل جانو تقدم و تاخر کو بھی از روے
عقل کے محال سمجھو بلکہ لازم آئیگا کہ مطلق لفظ تقدم و تاخر ہی کوئی
چیز نہین ہے الا باعتبار معتبر و فرض فارض اور معتبر خود بھی [illegible]

ہو اسپر کیا دلیل ہے محض دعوے عینیت تثلیث و توحید کا مسموع
عقلا ہوگا اور نہ خود تمہاری عقل بہبات کو قبول کرتی ہے تو ضرور تمکو
بہر یون کہنا چاہئیے کہ تغائر تینون مین بالکل صریحی ہے من جمیع الجہات
ان اتحاد ذاتی کو محض ذہن نے فرض کرلیا ہے مثل اس کے کہ فرض کرو
محال کو اور چار دونا پانچ کو محض فرض کرسکتی ہو تو یہی مطلوب ہے کہ
تم اپنے کو موحد کسی عنوان سے نہین کہہ سکتے ہو کہ تین خدا علیحدہ
علیحدہ ہین صراحۃً اور یہ عقیدہ باطل ہوچکا کہ خدا ایک ہی ہے
نہ ولیس زیادہ بدرجہ اونے باطل ہے اگر تین مین اتحاد ذاتاً ثابت نہ
ہو تو اتحاد ذاتی نہین کہہ سکتے ہو بلکہ فرق حقیقی اور اتحاد اعتباری کہو
کیونکہ تم خود ہی جانتے ہو کہ مریمؑ عین عیسیٰؑ نہین حضرت عیسیٰؑ خود ہی
اپنے پیٹ سے پیدا نہین ہوئے یہ اور ہین وہ اور ہین یہ اور جسم انکا
انکی ولادت اور طور سے اونکی ولادت اور طرح سے انکی عمر دوسری انکی
عمر دوسری مان اور بیٹا ایک ہی نہین ہے [illegible] شیر خوار و
شیر دہندہ وغیرہ یہ سب ایک ہی شئے نہین ہے اور نہین تو یہ بھی
لازم آتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو دار پر اپنے زعم مین تم نے شہید
کیا تو تینون شہید ہوگئے تو یون کہو کہ ہم نے مریم کو شہید کیا یہ
کیون کہتے ہو کہ مریمؑ کو شہید نہین کیا بلکہ عیسیٰؑ کو شہید کیا بلکہ

یون کہو کہ خدا کو تشبیہ کر ڈالا پس تمہاری ہی اعتقاد یا قول سے
تمہارے خلاف اعتقاد لازم آیا اور توحید مین تثلیث ہوگی جیسا کہ
عین تسدیس و تسبیع نہین ہوسکتی اور ایک کو تین کہنا یا بالعکس
تمہاری عقل کے بھی خلاف ہے اور اعتقاد و یقین کو موافق عقل
کے ہونا چاہئے خلاف عقل کا یقین نہین ہوسکتا چار دونا پانچ کا
یقین نہین ہوتا بلکہ شک و ظن بھی نہین ہوتا تو لازم آیا کہ تمہارا اعتقاد
تمہارے اعتقاد کے خلاف ہے پس یہ اعتقاد نہین ہے کوئی اور شئے
ہے یعنی خیال کو ذہن مین فرض کرتے ہو پس فرضی شئے ہوئی اسکو تم
خود بھی یقین و اعتقاد نہین کہ سکتے ہو حتی کہ ظن و گمان بھی اسکو تم نہین
کہ سکتے ہو تو یہ مذہب مذہب ہوا تمہاری عقل مین بھی اس لئے کہ تم
خود ہی قائل ہو اس بات کے کہ یہ مسئلہ نہ ہم پر منکشف ہوا اور نہ غیر پر
نہ ہم اسپر یقین کرسکتے اس بات پر اور نہ کسیکو یہ مسئلہ ہم سمجھا سکتے ہین
یہ مسئلہ سمجھنے اور سمجھانے کے قابل نہین ہے مگر ہان بعینہ یہی مسئلہ
آخرت مین سمجھ مین آجائیگا اگر معاد کے اوپر یقین ہو تو اس تقریر کی
رو سے تم خود ہی اپنے اعتقاد کے منکر ہوا اور گفتگو ہے یہان کے
اعتقاد مین نہ وہان کے اور معتبر یہان کا اعتقاد و مذہب ہے نہ وہان کا
تکلیف معرفت و عبادت کی یہان ہے - اور ظاہر ہے کہ قلت حقیقی

پولیٹکل چالونکی تقلید مصلحتی کے پہندے مین یا اجماع مصلحتی کے
قابو مین اپنو پہنس چکے والا سچ پوچھو تو ہماری کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ
خدا کیا اور بندہ کیا اور خالقیت کیا شئے اور مخلوقیت کیا چیز اعتقاد
ویقین کیا شئے ہے ہم کچھ بھی نہین سمجھتے ہین عقل او رعقل سے کام لینا
وغیرہ سب اوہام ہین یا کیا یا محض انسانی جمع خرچ ہے وغیرذالک ہم
کچھ نہین جانتے ہین سوائے اس کہنے کے تہین کوئی چارہ نہین کیونکہ
واقعًا یہ تمہارا کہنا بہت سچ ہے کہ کچھ بھی تمنے نہین سمجھا پس اگر خود تم
سونچو تو معلوم ہو جائیگا کہ سوفسطائی بننا پڑیگا اور وہ اعلی درجہ کا
جنون ثابت ہو چکا تو ضرور یہ سوچنا تمہارا تمکو انسانیت وہوش و
حواس کیطرف پلٹیگا اور نہین سوچوگے تو سوفسطائی بنے بنائے ظنیات
تو چارہ نہین بجز اس کے کہ ایک خدا کے معتقد ہو کے یقین کرکے پابندی
اوس کے احکام کی کرو اور ازادی لایعنی کو لغو سمجھو کہ تمام دین و دنیا کا
اسی پر اعتبار ہے دیگر ہیچ و بس - یہان تک بعقل ثابت ہوگیا کہ معبود
برحق ایک ہی ہے اور اوس کے احکام برحق ہین اور شروع کتاب سے
یہان تک بلکہ آخر تک صرف یہی ثابت کرنا تھا اور ہے سوا اسی ایک
امر کے اور کوئی مقصود نہین ہے پس تتمہ بیان کو خاتمہ مین سمجھنا چاہئے۔

تمّ شد

جاننا چاہیئے کہ جس شخص کو یا جس جمعیت کو بعقل پہچانا ہو اوسکی تصدیق
نقل سے کی ہو عام اس سے کہ اوس شخص یا جمع کثیر تک ہم پہونچے
ہون یا نہ پہونچے ہون مثلاً خبر متواتر دیا دیگر قرائن عقلیہ و نقلیہ سے
پہچانا ہو یا بذریعہ اسکے کہ واجب الوجود تعالیٰ شانہ کو بعقل پہچان چکے
ہین تو اوسکی گواہی اور حکم سے اور یا ان طریقون سے کہ سرافعال حسنہ
مین سب مخلوقات سے اوس شخص کو یا جمع کثیر کو اچھا پاتے ہین اور
علم و شجاعت و سخاوت و علم و قوت و عقل و تہذیب نفس و تدبیر منزل و سیاست
مدن وغیرہ مین سب سے بہتر پاتے ہین اور قدرتین اوس سے ایسی
دیکھتے ہین اور معجزہ متواتر جانتے اور سنتے ہین اور یقین ہوجاتا ہے کہ یہ قدر
خدائی ہین اللہ کے فعل اس کے ہاتھون جاری ہوتے ہین و الا محض
بشر سے تو ایسے ایسے کام نہین ہوسکتے تو یہ شخص بیشک خدا کیطرف سے
ہے اور از ین قبیل سامان یقین کا اوس شخص کے ساتھ ہوجاتا ہے
تو ایسے کا فرمان واجب الاذعان کہ حقیقتاً واجب الوجود کا حکم ہمارے
لئے دلیل ہے ہمارے دعوے کے علم کو یعنی یقین یا ظن جیسا موقع ہو
حاصل ہمکو ہوجاتا ہے اس امر مین کہ یہ یون ہی یہ ایسا ہے تو ایسی دلیل کو
نقلی سمجھنا چاہیئے اگر وہ اچھا ہے تو دلیل نقلی صحیح اور اگر وہ برا ہے تو
خدا کیطرف سے نہین ہے تو اگر موافق کسی دلیل نقلی صحیح کے نہین ہے

ور ضمنًا اوس کے صفات بھی معلوم ہون گے مثل خالقیت و رازقیت
علم وقدرت وغیرہ کے *

قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی * انی کنت کنزا مخفیا
احببت ان اعرف فخلقت الخلق لکے اعرف * یعنی مین ظاہر نتھا
سی پر کیونکہ کوئی خلقت نہ تھی تو چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن اس لئے
مین نے خلقت پیدا کی معرفت کے لئے *

قال اللہ تبارک وتعالیٰ * ما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون * یعنی نہین پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر صرف اسی لئے
لئے کہ معرفت خالقیت ومخلوقیت کی حاصل کرین اور اپنے کو تابع و
بندہ ومخلوق واطاعت کنندہ سمجھین اور خالق کو مالک وسلطان و
حاکم ومتبوع اور رب اپنا سمجھین اس آیہ کریمہ مین لیعبدون
بمعنی لیعرفون ولیطیعون کے عام ہے کیونکہ عبادت بے معرفت کے
نہین ہوتی ہے معرفت سے عبادت ہوتی ہے اور معرفت خود عبادت
ہے اس آیت کے مطلب کے بیان مین بہت بسط وطول ہو سکتا ہے مگر
[illegible] کے لئے اسیقدر کفایت کرتا ہے کہ اصل خلقت ذوی العقول
کی اسی معرفت وعلم وتعقل کے لئے ہے جسکو بصیرت نہین وہ دیوار و
درخت سا ہے حدیث ہے کہ اول الدین معرفتہ دین کی ابتدا

معرفت وشناخت ہے کہ ہم کون ہین اور ہمارا خالق ومنعم کون ہے اور
یون یہان آنے کیا کرنا چاہئے مثلاً ۔ پس معرفت واطاعت عقلی چیز
ہے بے عقل کے نہ معرفت ہوتی ہے نہ عبادت واطاعت اسی لئے
عقل کی تعریف قرآن واحادیث مین بکثرت ہے کیونکہ کل معاش ومعاد کا
مدار عقل ہی پر ہے حدیث مین ہے کہ ان اللہ علی الناس حجتین حجۃ
ظاہرۃ وحجۃ باطنۃ فاما الظاہرۃ فالرسل والانبیاء
والائمۃ واما الباطنۃ فالعقول یعنی خداوند عالم نے دو دلیلین
ہر شخص کو دی ہین ایک دلیل ظاہری اور ایک دلیل باطنی ۔ دلیل
باطنی اوس شخص کی عقل ہے اور دلیل ظاہری اوس کے لئے اوسکے پیغمبر
ہین اور پیغمبر کے نائبین ہین پس عقل ہر شخص کی گویا اوس کے لئے پیغمبر
باطنی ہے حدیث شریف دوسری ہے کہ من کان عاقلاً کان لہ دین ومن کان
لہ دین دخل الجنۃ ۔ یعنی جو عاقل ہے وہ دیندار ہے اور دیندار
داخل بہشت ہوگا یعنی جو عقل وعلم ویقین کہ حق تعالےٰ کے نزدیک
مقبول اور پسندیدہ ہے یعنی عقل شیطانی ومکر وفریب ہو کہ جسکو عوام
الناس دین عقل سمجھتے ہین تو ایسا عقل والا کہ حقیقۃً یہی عقل ہے ولیس
بہشتی ہے ایسون ہی کو عقل وفہم دین ودنیا کی ہے ۔ اور دوسری
حدیث مین ہے کہ ان اللہ تبارک وتعالی الحق للناس ا

العقول ونصر النبیین بالبیان ودلهم علی ربوبیته بالادلة

یعنی خداوند تعالے نے آدمیون کے لئے دلائل عقلیہ کو کامل کر دیا ہے
و پیغمبرونکو اون دلیلون کے بیان کے لئے مدد دی ہے اور اپنی
خدائی کے ثبوت مین اونکو دلیلین بتلائی ہین جیسا کہ اکثر جا ایات قرآن
سے ظاہر ہے کہ اون آیات کا ذکر عنقریب آئیگا اور حدیث ہے کہ ان
لقمان قال لابنه تواضع للحق تکن اعقل وان الکیس لدی
الحق یسیر یا بنی ان الدنیا بحر عمیق قد غرق فیها عالم کثیر
فلتکن سفینتک فیها تقوی الله وحشوها الایمان وشر
عها التوکل وقیمها العقل ودلیلها العلم وسکانها الصبر۔
تحقیق کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تم خدائے
برحق کی بندگی و فرمان برداری و عاجزی بجالاؤ تو تم بڑے عقلمند ہوگے
تحقیق کہ خدا تعالے کے نزدیک عقل کا عطا کرنا سہل اور آسان ہے
اے بیٹے دنیا دریائے زخار ہے کہ اس دریائے ضلالت مین بہت لوگ
غرق ہوگئے پس چاہئے کہ اس دریا مین تمہاری کشتی پرہیزگاری کی ہو
اور ایمان سے بھری ہوئی ہو اور اوس کشتی کے پردے بھروسا خدا کا
اور اوس کشتی کا راہ بتلانے والا علم اور اوسکا سکان صبر و رضا ہو مگر
اوسکا علم و کپتان عقل کو ہونا چاہیئے ۞

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما قسم اللہ
للعباد شیئاً افضل من العقل فنوم العاقل افضل من سہر الجاہل
و افطار العاقل افضل من شخوص الجاہل * فرمایا جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ خداوند عالمیان نے اپنے بندونکے
حصہ مین کوئی چیز عقل سے بڑھ کے اشرف و افضل مرحمت نہین
فرمائی ہے پس صاحب عقل کی نیند بھی افضل ہے جاہل کے جاگنے سے
یعنی عاقل کے اعمال و افعال جاہل کے اعمال و افعال سے کہین بہتر ہین
ــہ عبادۃ جاہل من غیر علم * کثرطاس تراہ بلا کتاب - اور اسی کے
ہم مطلب وہ حدیثین بھی ہین کہ جنکا ترجمہ یہ ہے کہ نیند عالم کی جاہل عابد
کی عبادت سے افضل ہے اور جنکا ترجمہ یہ ہے کہ علما کی سیاہی یعنی
روشنائی لکھنے کی شہداے غیر عالم کے خون سے افضل ہے اور
بعضے احادیث سے مساوات روشنائی اور خون کی ثابت ہے اور
عقل وہی عقل ہے کہ جو دین کے موافق ہو پس عاقل اور عالم معنی
عاقل و عالم دیندار ہے نہ غیر اور حدیث مین وارد ہے کہ حجۃ اللہ
علی العباد النبی و الحجۃ فیما بین العباد و بین اللہ العقل *
خدا کیطرف سے دلیل بندون پر وجود پیغمبر کا ہے اور خداوند
عالم اور بندون کے درمیان بندون کے عقل دلیل ہے اور لوگ

اور یہ ہے العقل دلیل المؤمن ایمان دار کے لئے اوسکی عقل دلیل
ہے اور یہ بھی ہے دعامة الانسان العقل والعقل منه ا
الفهم والحفظ والحلم وبالعقل يكمل وهو دليله ومبصره
مفتاح امره فاذا كان تائيد عقله من النور كان عالماً
حافظاً ذاكراً فطناً فهماً فعلم بذلك كيف ولم وحيث وعرف
من نصحه ومن غشه فاذا عرف ذلك عرف مجراه
موصوله ومفصوله واخلص الوحدانية لله و
الاقرار بالطاعة فاذا فعل ذلك كان مستدركاً لما فات وواردا على ما هو آت
وعرف ما هو فيه ولاي شيء هو ههنا ومن اين يأتيه والى ما هو صائر وذلك كله من
تائيد العقل * انسان کے خانہ انسانیت کے لئے رکن و ستون
عقل ہے عقل ہی سے فہم و فطانت و فراست اور یاد اوری
اور مضبوط کرنا ہے اور عقل سے حلم ہے عقل ہی سے انسان
کامل ہوتا ہے عقل اوس کے لئے راہ نما ہے اور بینا کرنے والی
ہے اور انسان کے امور مشکلہ کے لئے عقل کنجی ہے پس جب عقل کو
خدا کی طرف سے تائید ہوتی ہے تو انسان ذی علم اور یاد اور خدا
اور صاحب فہم و فراست و ذکا ہو جاتا ہے تو پھر انجام و آغاز و آل کو
سمجھنے لگتا ہے۔

اور اپنی خلقت اور غرض خلقت اور عیوب کا
اور محاسن اعمال وغیرہ کو سمجھتا ہے تو پھر سمجھتا ہے کہ کہاں سے آیا
ہوں اور کہاں اور کیونکر آنا ہوا کہاں جانا ہے اور خالق کو اور
اوس کے علت ہونے کو اور اوس کے واجب الوجود ہونے کو
اور ایک اور یکتا و بے مثل ہونے کو اور اوس کے معبود برحق
ہونے کو سمجھیگا تو جو امور اوس سے عمل مین نہین آئے ہین اونکو
عمل مین لائیگا اوسکی اصلاح کریگا اور جو چیزین اوسکو پیش ہونگی
بھلائی اور برائی کو جانیگا اور ازین قبیل اور یہ سب چیزین عقل ہی
سے حاصل ہوتی ہین اور ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر
جو شرف ہے محتاج بیان نہین ہے اور انسان ذوی العقول
مین اگر عقل و علم نہین ہے تو انسانیت و مردمی بھی نہین اوسکا
شمار بہائم مین یا جمادات وغیرہ مین ہے *

افضلیت
اور عقل ایک ایسی شئے ہے کہ جسکا ثبوت اور اوسکی
فلاسفہ او کلام حکما و قرآن و احادیث سے بہت طرح سے ثابت ہے
بلکہ ہر فرق و ملل مین فضیلت عقل کی مدلل و مسلم ہے اس طرح سے
کہ ہر انسان اپنے کل امور کا مدار عقل ہی کو سمجھتا ہے اگر عقل نہین تو
کل امور دینی دنیاوی اوس کے ہیچ و پوچ ہین ۔ اور جاننا چاہیے

طور پر وضو کرنا سیکھ لے اور مسجد ون ہی تک اوس کی دوڑ ہو
اور جہال غربا و مساکین کو پکڑ پکڑ کے مسجد مین لائے اور وضو
اور فاتحہ سکھلائے اور کلمہ اور نماز سکھلائے اور سوائے اس کے
کچھ نہ جانتا ہو اور بڑا عالم وہ ہے کہ نماز اور کلمہ کے الفاظ کو اپنے
طور پر صحیح بول سکتا ہو وبس - اور عاقل وہ ہے کہ دنیا کو خوب
حاصل کرے یا حاصل کرنے مین شب و روز متفکر اور کوشان
رہے ہزاروں فن و فریب و مکر سے اور کیا دی و دغا بازی و افترا
پردازی اور غصب و دزدی و مغالطہ دہی و فتنہ و فساد و بیدینی
وغیرہ سے حصول دنیا مین منہمک رہے عام اس سے کہ دنیا
حاصل ہو یا نہ ہو مگر امور مذکورہ معلومہ مین طاق ہو اور بظاہر
اپنے کو انواع مکر سے نہایت خلیق و خوش ادب اور مہذب و متین
ظاہری دیکھلائے اور اپنے ہم مذاق مین ایک لایق شخص کہلائے
اور علوم سے مطلقاً بے بہرہ ہو مگر الٹی پلٹی تقریر بے سر و پا
کرے با صطلاحات علوم سماعیہ کہ جو محض بے ربط و پریشان چند
اصطلاحین ہون اور اگر بہت بڑا ایک لایق شخص ہے - اپنے ہم
مذاقون مین تو دین مین کچھ تمسخر ہی کرتا ہو اور رائے زنی ہی دین
مین کچھ کرتا ہو اور اگر اس سے ہی افضل و اعلے اپنے لوگون مین ہے

قانون مصنوعی خلاف شرع کو بھی جانتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے
حسن کلام کے لئے ذیل تقریر مین رتو مین بول جاتا ہے تو ایسے لوگ جو
لیق شخص کہلاتے ہین ایسی ہی سمجھ کی بناپر بناے فاسد بر فاسد کرتے
ہین اور اپنی اپنی صحبتون مین بہت فصاحت کے ساتھ کسی جاہل عجم سے
سنی سنائی کہا کرتے ہین کہ واہ سبحان اللہ ملا شدن چہ آسان و مردم شدن
چہ مشکل یعنی بہت تعجب سے کہتے ہین کہ عالم ہوجانا کسقدر سہل و آسان
ہے کہ جو چاہے عالم ہو سکتا ہے مگر انسان عاقل ہونا اللہ اکبر کسقدر
مشکل و دشوار ہے کہ جو چاہے عاقل ہونا تو نہین ہو سکتا ہے حالانکہ عالم
نہین ہے مگر عاقل عاقل نہین ہے مگر عالم اگر بالفرض عالم ہو مگر عاقل نہو تو
وہ حقیقۃً عالم ہی نہین ہے اور اگر عاقل ہو مگر عالم نہو تو وہ حقیقۃً عاقل ہی
نہین ہے تو اس فقرہ مرقومہ کے یہ معنی ہوئے کہ عالم شدن چہ آسان
و عالم شدن چہ مشکل یا عاقل شدن چہ آسان و عاقل شدن چہ مشکل تو صلب
شئے عن نفسہ ہوا یا آسانی و دشواری دو نقیض کا اجتماع نکلا ہوا اور
یہ سب محال ہین عالم ہونا آسان نہین یعنی عاقل ہونا اور عاقل ہونا سہل
نہین یعنی عالم ہونا یہ بات کسکی سمجھ مین آتی ہے کہ کوئی شخص بڑا عالم ہو
یعنی عقل اوسکو کچھ بھی نہو یعنی جاہل ہو یا بڑا عاقل ہو مگر علم اوسکو
کچھ بھی نہو محض جاہل ہو یعنی غیر عاقل ہو عقل و فہم و فراست

و ذکاوت و فطانت و کیاست و تعقل یہ سب علم سے تعلق رکھتے ہین نہ
جہل و نادانی سے اور یہ امر کسقدر ظاہر تر ہے کہ دین کی بنا ر محض
عقل ہی پر ہے چنانچہ یہ امر آغاز کتاب سے بھی ظاہر ہوتا چلا آیا
ہے تو جو حضرات کہ دین پر اپنی اپنی صحبتون مین اعتراض کرتے ہین وہ
لوگ محض عقل ہی پر اعتراض کرتے ہین اور عقل پر اعتراض کر کے عاقل
کہلاتے ہین جسقدر زیادہ اعتراضات عقل پر کرتے ہین اوسی قدر
زیادہ عاقل و دانشمند کہلاتے ہین ہذا شئے عجاب ای واے برین
عقل فرضی مشہوری اور اس قسم کے عاقل لوگ نہ یہ کہ اپنی صحبتون ہی
مین اعتراضات کرتے ہین بلکہ جرائت اور جبا اس قدر رکھتے ہین کہ
عقل کے باطل کرنے مین کتابین تالیف کرتے ہین اور تمام شایع
بھی کرتے ہین چنانچہ کچھہ کتابین ایسی بھی دیکھی گئی ہین کہ از اول
کتاب تا آخر کتاب اگرچہ محض مسلمانون کی عقل و دانش کی تعریفین
کی ہیں مگر دین و مذہب کی پابندی کو معیوب بھی لکھا ہے اور بندگی
و اطاعت سے خارج ہونے کو اور آزادی کو بہت ممدوح جانا ہے
از روے عقل و بلا دلیل یعنی عقل سے عقل کو باطل کیا ہے اپنی
سمجھہ کے موافق مگر دلیل مذا رد اور پابندی کی تعریفون مین آزادی
کی تعریفین کی ہین اسلام کی مدح مین اسلام کی ہجو واہ عقل اسکو کہتے

کوئی چیز نہین تو من الوجوہ بھی کوئی چیز نہین تو بتدریج بھی کوئی چیز
نہین ہے اور جن و فرشتہ کے وجود سے اور آسمان و عرش و کرسی کے
وجود سے بھی صاف صاف انکار شائع ہو رہا ہے تمام مدارس مین یعنے
اسکولون مین اسکا چرچا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی چیز کچھہ بھی نہین پائی
ہے تو سب چیزین اوہام ہین پس ایسے عاقل کو چارہ نہین کہ سوفسطائی
بنے تو یا مجنون ہے یا آگ مین ڈالنے کے قابل ہے کیونکہ خوفی سے
آگ مین جائیگا کیونکہ آگ کو پانی یا اور کوئی چیز یا لاشئے جانتا ہے تو کیون
آگ مین نہ جائیگا اور ان سب کا لزوم ہر ذی عقل پر ظاہر ہے پناہ
بخدا ایسے عاقل فرضی سے اور اسیطرح کی بہت سی کتابین شائع
ہوئی ہین - اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون ورنہ ان چیزون
کے بیان کے لئے ایک دفتر بزرگ درکار ہے - عقل نہایت ممدوح
چیز ہے اور اشرف و اعلے ہے اور عقل و علم دونون ایک حالت
ہے جو شرافت عقل کو ہے وہی شرافت علم کو بھی ہے - قاموس
مین ہے کہ - العقل العلم او بصفات الاشیاء من حسنها
او قبحها و کمالها و نقصانها او العلم بخیر الخیرین و شر الشرین
او مطلق الامور او لقوة بها یکون التمییز بین القبح والحسن
ولمعان مجتمعة فی الذهن تکون بمقدمات یستتب بها

الاعراض والمصالح او لهيئة محمودة للانسان فی حرکاته وکلامه والحق انه نور روحانی به تدرک النفس العلوم الضروریة والنظریة + یعنی عقل بمعنے علم ہے یعنی بمعنی مطلق دانست یا محض دانش ہے یا چیزون کی بھلائی یا برائی اور کمال و نقصان کی دانست کو عقل کہتے ہین یا بہترین محاسن و بدترین قبائح کی دانست کو یا عقل ایک طرحکی قوۃ ہے کہ جس سے شخص بھلائی کو برائی سے فرق کرسکے یعنی اس طرحکی قوۃ مدرکہ کو عقل کہتے ہین اور ایسی صورت علمیۂ ذہنیہ کو عقل کہتے ہین کہ جس سے مصالح امور ثابت ہون اور انسان کی رفتار و گفتار کی ہیئت پسندیدہ کو بھی عقل کہتے ہین اور عقل نفس کے اوس نور کو بھی کہتے ہین کہ جس کے ذریعہ سے نفس کو علوم بدیہی و غیر بدیہی حاصل ہو۔

اور بیان فضائل علم و عقل اور شرح ذمائم بے عقلی و جہل کا یہ مقام نہین ہے اس لئے مین نے ترک کیا والا اس مقام مین ان سب دعاوی کو بدلائل عقلیہ و نقلیہ بہت بسط دیتا ہان اتنا جاننا چاہئے کہ جس قدر جہل کسیکو ہے اوسی قدر اوسکو بے عقلی ہے اور جتنا علم ہے اوسی قدر عقل ہر علم کا وجود عقل سے علحدہ نہین ہے اور

تمام اثبات توحید و استحقاق معبودیت کو خدائے برحق کے لئے
اور جس نے یہ کہا ہے کہ لفظ لا اِلٰہ شامل ہے نفی صفات زائدہ کو
غلط کہا ہے ورنہ صفاتِ زائدہ کا ثبوت اللہ مین بعد لفظ الا
ہو جائیگا کیونکہ جب اللہ مین صفات کو عین کہتے ہین تو انہی صفات
کی نفی لا اِلٰہ سے مقصود ہوگی اور استحقاق عبادت خاص نہین ہے
امکان سے یعنی امکان کی فرد نہین ہے کیونکہ امکان نسبتہ ہے
درمیان شئے موجود اور وجود کے بلکہ نسبتہ کی جہتہ ہے تو چاہیئے
کہ استحقاق عبادۃ بھی نسبتہ ہو درمیان موجود اور وجود کے حالانکہ
یہ وجود کی نسبتہ نہین ہے بلکہ موجود کی صفتہ غیر صفتہ وجود ہے
ہان فرعِ امکان ہے اور وجود کی بھی فرد نہین ہے بلکہ فرعِ فرعِ
وجود ہے کیونکہ خود امکان ہی فرع وجود ہے پس خطا ہے اونکی
کہ جو وجود کو امکان کی فرد کہتے ہین چاہیئے کہ اونکے نزدیک محمول جہتہ
نسبتہ کی فرد ہو۔ خلاصہ یہ کہ استحقاق عبادۃ بعد تحقق امکان کے
ہے اور تحقق امکان بعد وجود کے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وجود ہم
درجہ و مساوی شئے کے ہے اور اعم الاشیاء ہے تو امکان وجود
سے قبل یعنی مافوق متحقق ہوگا اگر امکان اعم ہو وجود سے
تو چاہیئے کہ شئے سے بھی اعم ہو اور یہ غلط ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ

مطلب اس فقرہ کا موقوف ہے تصحیح جملہ پر بقاعدۂ نحویہ پس مقصود
اس جملہ سے قائل کا کئی طور پر اس جملہ سے ہو سکتا ہے - اول یہ لفظ
اِلٰہ اسم جنس ہے تحت مین لائے نفی جنس کے اور اس لائے نفی
جنس کی خبر محذوف ہے کیونکہ یہ لا مبتدا و خبر پر آتا ہے اور بغیر بذریعہ
عطف کے کئی خبرین بھی ہو سکتی ہین اور جو خبر لائی جائیگی معنی لا الٰہ الا اللہ کے
خبر اللہ کی بھی ہوگی بسبب اشتراک مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے ایک شئے ہین تو اصل مین اوس
قائل کے علم مین یون گذرا ہے کہ لا الٰہ مستحق للعبادہ بالحق و ممکن و
موجود الا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق و ممکن و موجود اور اس مین
کوئی قباحت نہین ہے ترکیب نحوی بہت صحیح ہے اور اللہ ذات
واجب الوجود کا نام ہے اس طور پر کہ اسم ذات ہے اسم صفات
نہین ہے یعنی مثل رحمان و رحیم و غفور و شکور و خالق و رازق وغیرہ
کے نہین ہے -

دوسری ترکیب یہ ہے کہ مستحق للعبادہ بالحق کو خبر محذوف
مانین یعنی لا الٰہ مستحق للعبادۃ بالحق الّا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق
اور مستحق للعبادۃ بالحق کو واجب الوجود بالذات ہونا لازم مساوی
ہے بدلائل عقلیہ ثابت ہو چکا ہے تو نفی مستحق نفی واجب الوجود
ضرور ہے تو یہ معنی عقلاً ہوگا کہ کوئی واجب الوجود نہین مگر جو واجب الوجود

ثابت شدہ ہے وہی ہے یہ ترکیب بھی صحیح ہے اور اسی پر یوں اعتراض
کرنا کہ مستحق عبادت کی نفی سے شریک الباری کی نفی نہ ہوئی خطا ہے
کیونکہ واجب الوجود کا شریک ہوگا مگر بالفرض اگر ہو تو کوئی واجب الوجود
بھی ہوگا اور جو واجب الوجود ہے وہ مستحق عبادۃ بھی ہے بدلائل
عقل ثابت ہو چکا ہے تو مستحق کی نفی سے مطلق شریک الباری کی نفی
ہے - اور یوں کہنا کہ مستحق کی نفی سے امکان شریک کی نفی نہوئی
یہ بھی خطا ہے کیونکہ شریک نہیں ہے مگر واجب الوجود اور واجب
الوجود نہیں ہے مگر مستحق عبادۃ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ مستحق کی
نفی سے مستحق کی نفی ہوئی اور یہ لغو ہے علاوہ اس کے امکان
مستحق سے عام تر نہیں ہے تا کہا جائے کہ خاص کی نفی سے عام کی
نفی کیونکر ہوگی جیسا کہ ابھی گذرا -

تیسری - اور یوں بھی تقدیر عبارت کی ممکن ہے کہ لا الہ ممکن الا اللہ
ممکن اس لئے کہ امکان کو اگر خصم بالفرض وجود سے عام تر جانتا ہے
تو انتفا سے عام انتفائے خاص ہوگا تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی [illegible]
خدا ممکن نہیں ہے یعنی موجود بھی نہیں ہے تو مستحق عبادۃ بھی نہیں
ہے مگر ایک اللہ مانا ہوا وہی ہے یعنی اشیائے منفیہ کے ساتھ
متصف ہے اور اگر وجود کو اعم امکان سے جانتا ہے تو یہ معنی

ہون گے کہ نہین ہے کوئی شریک ممکن مگر وہی اللہ اب موجود
ممکن ہے اس لئے کہ بانتفائے خاص اگرچہ انتفائے عام ہوگا مگر
ثبوت خاص عام کا ثبوت ہو جائیگا تو ممکن نہین کہہ سکتے جب تک
کہ موجود نہو جیسا کہین کہ فرس ناطق نہین ہے تو ہو سکتا ہے کہ
حیوان ہو یا نہو مگر وہ صاہل ہے تو ضرور حیوان بہی ہے اور
حالانکہ نہ وجود اعم ہے امکان سے نہ امکان اعم ہے وجود سے
اس لئے کہ نہ وجود فرد جہت ہے نہ جہت فرد وجود ہے تو حقیقتہً
اوسکے یہ معنی ہین کہ نہین ہے کوئی ممکن مگر وہ اللہ موجود
ممکن ہے اس لئے کہ امکان موجودیت کی فرع ہے کیونکہ امکان
نسبتہ کی جہتہ ہے درمیان موجود و وجود کے - اور اس امکان
کیصورت مین یون کہنا کہ نا امکان اور وجود خدا کا ثابت ہوا اگر
مستحق عبادت ہونا معبود برحق ہونا ثابت ہوا ہو سکتا ہے
کہ موجود و ممکن ہو مگر مستحق عبادۃ نہو خطا ہے کیونکہ الا اللہ
مین جب الف لام اللہ کا عہد ذہنی یا عہد خارجی لین گے تو یہ
معنی ہون گے کہ مگر وہ اللہ جو معبود برحق اور ان صفات کا
ہے وہی الہ مانا ہوا ممکن بالامکان العام بہی ہے -
چوتھے - اور یون بہی اس جملہ کی ترکیب ہو سکتی ہے کہ لا الٰہ موجود

الا اللہ موجود اس پر یون اعتراض کرنا بھی خطا ہے کہ ہان موجود ہونا ثابت
ثابت ہوا مگر امکان کی نفی نہوئی کیونکہ امکان عام تر ہے وجود سے تو معبود
برحق ہونا اس سے ثابت نہین ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خدا موجود ہے
مگر معبود برحق اور بہی ممکن ہے اور غلط اس لئے ہے کہ امکان ایک
تعلق ہے ماہیتہ و وجود کے درمیان نہ اعم وجود سے بلکہ وجود کی نفی
سے امکان یعنی نسبتہ وجہہ نسبتہ کی نفی نہوگی تو معنی یہ ہے کہ نہ کوئی
موجود ہے نہ کوئی ممکن ہے کہ ایک موجود و ممکن ہے - اور یہہ معبود و برحق
ہونا بھی حسب تقریر گذشتہ ضرور ہے کیونکہ اللہ کے معنی قائل کے
اعتقاد مین معبود برحق واجب الوجود بالذات ہے نہ غیرہ - اور
یون بھی کہہ سکتے ہین کہ وجود کی نفی سے امکان اور معبود برحق ہونے کی
بھی نفی ہوگئی کیونکہ وجود سب سے اعم و فائق تر ہے اور اصل سبکی
ہے تو نفی خاص کی اوسکے ماتحت کی اور فرع کی بھی ہوگئی پس بعد الا کے
سبکا ثبوت ہو جائیگا بلکہ سب ترکیبون کی صورتون مین الا کے بعد
مبتدا و خبر مین یون کہہ سکتے ہین کہ مبتدا یعنی الہ موجود ہے
کیونکہ ثبوت شئے کسی شئے کے لئے فرع ہے اوس شئے کے ثبوت کی
اور سب صورتون مین الہ کے معنی واجب الوجود بالذات معبود
برحق ہے تو لا سے نفی بھی اسی شئے کی ہوگی -

پانچوین - اور یون بھی ترکیب اس کلمہ کی ہوسکتی ہے کہ لاے نفی
جنس کے لئے خبر کا ہونا ہر جگہہ کچھہ ضروری چیز نہین ہے تا بدون
خبر کے جملہ غلط ہو*

چھٹی - اور یون بھی ترکیب کہہ سکتے ہین لا الہ کائن الا اللہ کائن
اور کائن سے مقصود قائل موجود وممکن ومعبود برحق سب مجتمعۃً
ہو*

ساتوین - اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر بالفرض قاعدہ نحویہ اس کے
مترتب ہوسے تو کہا جاسکتا ہے کہ قواعد نحویہ بعد بنائے گئے ہین
تو یہ قواعد ناقص سمجھے جاینگے نہ یہ کہ اصل زبان ہی غلط ہو قاعدہ
مصنوعہ قرار دادہ کے روسے*

آٹھوین - بلکہ ہوسکتا ہے کہ ازروے قاعدہ کہا جائے کہ یہ کلمہ طیبہ
شاذ ہے اور اس کے علاوہ اور بھی دو تین ترکیبین لوگون نے لکھی ہین
مگر عمدہ نہین اگرچہ بعضون نے انہین دو تین تراکیب کو جو یہان پر
لکھی نہین گئی ہین سب تراکیب گذشتہ پر ترجیح دی ہین اب
اسکو سمجھنا چاہیئے کہ جتنی ترکیبین یہان لکھی گئی ہین ان سب صورت
مین ہوسکتی ہین کہ الا کو حرف استثنا قرار دین پس اگر استثنا
استثنائے متصل ہو یعنی مستثنٰی کو مستثنٰی منہ مین داخل لین تو

اس حالت مین ایک ہی ترکیب ہوگی کہ مقصود آلہ سے یعنی الٰہ منفیہ
سے محض الوہیت منفیہ ہوگی کہ اوسی مین اللہ بھی داخل ہے پس ایک
کے سوا سب کی نفی ہوئی اور ایک ہی ثابت کیا گیا تو جو ثابت
ہوگا اگرچہ عام اس سے ہوگا کہ باطل ہو یا برحق ہو مگر خبر محذوف
سے مطلب حسب تقریر سابق ثابت ہو جائیگا اور اس استثنائے
متصل کی صورت مین الٰہ منفیہ سے خاص الٰہ باطلہ مقصود نہین
ہوسکتا والا انہی مین سے الٰہ برحق بھی ہوگا اور نہ الٰہ محققہ مقصود
ہوسکتا ہے والا تعدد باریتعالے لازم آئیگا اور پھر تعدد برحق
کی نفی لغو ہو جائیگی بلکہ الٰہ سے مطلق مفہوم کلی مقصود ہے - اور اگر
استثنائے منقطع ہے یعنی مستثنے کو مستثنے منہ مین داخل نہ لیں یا سکی
دو حالتین ہین ایک یہ کہ مستثنے قسم مستثنے منہ سے ہو مگر ارادہ وقصد
مین داخل نہ کیا جائے یا اوسکی قسم نہین ہو بلکہ یہ اور چیز ہو وہ اور
چیز ہو اول صورت اس جملہ مین درست نہین ہوتی اور ثانی صورت
صحیح و درست ہے کہ کل باطل کی نفی اور ایک برحق کا
اثبات ہے *

نوین - ترکیب یہ ہوسکتی ہے کہ لفظ الا کو صرف استثنا قرار ندین بلکہ
ماقبل الا کی صفت قرار دین تو اس صورت مین الا بمعنی غیر ہے

یعنی لاالٰہ غیر اللہ الٰہ موصوف اور غیر اللہ صفت ہے مضاف مضاف
الیہ ملکے پس موصوف صفت ملکے اسم لائے نفی جنس ہے اور خبر کی
ضرورت نہین ہے تو معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا غیر کوئی نہین ہے
یعنی معبود برحق وواجب الوجود یکتا جو متصف بصفات ثبوتیہ وسلبیہ
ہے اوسکا غیر کوئی نہین ہے اور یا یہ کہ وہی خبرہائے مذکورہ مقدرہ اس
مین بہی بعد الا اللہ کے محذوف مانین اور صرف یہ کلمہ طیبہ بہی
بطور لزوم شامل ہے اثبات خدا اور توحید وصفات ثبوتیہ وسلبیہ
وعدالت ونبوت وامامت ومعاد سبکو مگر لزوم طوالت مانع
تحریر ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ -
یہ جو کچھ بیان کئے گئے صرف ایک دلیل نقلی کے متعلق بطور نمونہ
ہین اسی طور سے اور دلائل نقلیہ کو بھی بعقل سمجھنا چاہئے کیونکہ
قیاس واستقرار وتمثیل وبرہان سب دلائل نقلیہ مین حاصل ہین
اور نقلیہ صور ادلہ ومواد ادلہ کو شامل ہین پس دلیل نقلی بہی
دلیل عقلی ہے چنانچہ آیات واحادیث کے مضامین سے
معلوم ہوگا ✻

فرمایا خداوند عالمیان نے - ان فی خلق السموات
والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری

فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ
فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ
وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ حاصل معنی آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ تحقیق
یہ امر ہے کہ پیدا کرنے مین آسمانون اور طبقات زمین کے اس نہج پر
کہ فلکیات سب بدون ستون اور پایہ اونچگی کے ہین محض قدرت
کاملۂ خالق کے قائم ہین اور اوس کے اندر سب مخلوقات اوسی خالق
کے قبضۂ قدرت سے موجود ہین اور زمین کو بندون کے ٹھہرنے
کے لئے اور حیوانات وانسان و نباتات و معدنیات کا تعلق
سب اسی زمین اور آسمانون سے رکھا ہے اور آفتاب و ماہتاب کی
گردش مین عجائب مصالح بیشمار رکھے ہین اور کواکب کے پیدا
کرنے مین اور اونکو منور کرنے مین اور دن اور رات کے پیدا کرنے
مین اور دن اور رات کے اختلاف و آمد و رفت مین اور دن کو شغل
و معاملات و طلب معیشت و دیگر کاروبار کے لئے اور شب کو استراحت
وغیرہ کے لئے اور اختلاف گرما و سرما اور بہین بین مین کہ جو اختلاف
لیل و نہار و حرکات فلکی سے حاصل ہے اور اختلاف فصول ربیع و
صیف و خریف و شتا مین کہ جو سموات و ارض و اختلاف لیل و نہار

سے حاصل ہے کہ جس سے عجائب و غرائب و ہزارون منفعت کے
ثمرات و زراعات پیدا ہوتے ہین اور دریا ئن مین کشتیان جو چلتی
ہین اوس کے پیدا کرنے مین اور حرکت کی قوت دینے مین کہ جس سے اسباب
و سامان و تجارات و معاملات و سیر و حرکت ملک ملک لوگون کو بیشمار
حاصل ہے اور پانی برسانے مین کہ زمین کو ہر سال قوت اوگانے کی
زراعت کے لئے اور ثمرات بیشمار پیدا کرنے کیلئے اور بہت سے منافع
باران کے ہین اور پانی برسانے کے طریقہ مین کہ اگر ایک مرتبہ لاکہون کا
ایک قطرہ آسمان سے گرتا تو خلایق اور زمین کی کیا حالت ہوتی کہ اس بارش
سے زمین کی ہر سال اصلاح ہوتی ہے اور زراعت و اشجار کو تازگی ہر سال
دیجاتی ہے اور زمین مین حیوانات کے پیدا کرنے مین جو جو منافع لاتعد
ہین اور ہوا کے چلانے اور حرکت دینے مین کہ ہر ہر حرکت مین تاثیرات
بخشے ہین اور ہر چیز کے منافع اس ہوا سے اور ہوا کی حرکت سے
ہین ان چیزون مین دلائل صریحہ اور واضحہ ہین وجود و علم و قدرت پر
اور پورے تسلط پر صانع و خالق قدیم تعالے شانہ کے اون لوگون کے
لئے کہ عقل رکہتے ہین اور سمجھتے ہین اپنی اپنی عقلون سے یعنی ان
مخلوقات سے صاحب عقل و ہوش صانع کو سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب
آپ ہی آپ کیونکر وجود مین آسکتے ہین کوئی خالق و مدبر عالم اور صانع

قدیم ضرور ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ
وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی اے مردمان عبادت و اطاعت
کرو اپنے خالق کی اور اپنے مالک کو پہچانو اور اعتقاد و یقین کرو
علم و معرفت و یقین اوسی معبود برحق مستحق عبادت و اطاعت کا
حاصل کرو ایسا معبود و خالق و مالک کہ اوسی نے تم لوگوں کو پیدا
کیا ہے اور اوسی نے تمہارے پہلوں کو پیدا کیا ہے کہ اس طاعت
و عبادت سے اور اپنے مالک کی شناخت سے تم لوگ شاید گناہوں
سے پرہیز کرو ایسا مالک تمہارا کہ جس نے زمین کو تمہارے لئے
فرش کر دیا اور سارے تعیش و رزق کا سامان اوس سے تمہارے
لئے مہیا کر دیا اور آسمان کو تمہارے لئے عمارت بنا دیا اور آسمان
سے بارش کو

کو تمہارے ہی لئے اوسی نے نازل کیا اور تمہارے ہی لئے
زمین سے اوس بارش کی وجہ سے انواع و اقسام کے ثمرات
و زراعت اوگائے تا تمہارے لئے رزق ہو تو ایسے اپنے مالک

لوخالق کے لئے کہ اوسکا شریک قرار دو اور حال یہ ہے
کہ تم لوگ خود ان چیزونکو سمجھتے ہو اگرچہ کبھی غفلت سے یا کبھی تجاہل
یا شرارت سے اپنے مالک وخالق کا کسیکو شریک قرار دیتے ہو
والا یہ سب باتین ظاہر ہین تم جانتے ہو اور عقل رکھتے ہو اور تعقل
وادراک کرسکتے ہو تو باوجود دانست یا قدرت دانست کے عذر
تمہارا لایعنی ہوگا کہ عقل رکھتے ہو اور کہو کہ ہم نہین جانتے تھے
تدبر کرسکتے ہو اور نہین کرتے یا تدبر وتفکر کرتے ہو اور پھر چھپاتے
ہو اور عدول کرتے ہو اور بیسوین پارہ سورہ نمل ہین ہی خدا نے
فرمایا ہے * امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء
ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان
تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم يعدلون
آیا کس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو اور تمہارے لئے کس نے
آسمان سے بارش کو نازل کیا یعنی بجز خدائے برحق کسی دوسرے
نے نہین پیدا کیا اور بارش کو کسی دوسرے نے نازل نہین
کیا - ہم نے باغہائے سرسبز وشاداب کو اوس مینہ کی وجہ
سے اوگایا کہ ہرگز تمہارے لئے ممکن نہین ہے کہ تم خود اون کے
درخت کو اوگاو آیا خدائے برحق کے ساتھ کوئی دوسرا خدا [illegible]

ہے کہ وہ اوس سب ساتھ شریک ہوکے ان کاموں کو سرانجام
دے بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ راہ راست سے کجی اختیار کرتے ہین
امن جعل الارض قرارا وجعل خللها انهارا وجعل
لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءاله مع الله
بل اکثرهم لایعلمون - نہ بلکہ مین پوچھتا ہون کہ کس نے زمین کو
جائے قرار تمہارے لئے بنایا اور زمین مین نہرون کو وجود مین لایا
اور زمین پر بلند بلند پہاڑون کو پیدا کیا اور درمیان دو دریا
کے پردہ اور حد فاصل کیا آیا کوئی دوسرا شریک ہے خدائے
برحق کے ساتھ بلکہ کوئی شریک نہین ہے مگر باوجود ظہور و وضوح
کے بعض غور و فکر نہین کرتے ہین اور غور و فکر اگر کیا تو اپنی عقل
و اپنے علم سے یقین اوسپر نہین کرتے ہین بلکہ اکثر وہ لوگ اسپہ
اعتقاد نہین لاتے *
امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء ویجعلکم
خلفاء الارض ءاله مع الله قلیلا ما تذکرون ہ
اس کے علاوہ مین پوچھتا ہون کہ کون شخص قبول کرتا ہے درماندگان
و پریشان لوگون کی دعاؤن کو جب کہ وہ لوگ دعا مانگتے ہین اور
کون ہے کہ اونکی سختیون کو دفع کرتا ہے اور کون ہے کہ تمکو زمین

پر جانشین تاہے آیا کوئی ہے خدا کا شریک کم لوگ ہین کہ
پند پذیر ہین اور ان باتون کو سوچتے ہین اور یاد ہین لاتے ہین
امن یھدیکم فی ظلمت البر والبحر ومن یرسل الریاح
بشرًا بین یدی رحمتہ ءالہ مع اللہ تعالے
اللہ عما یشرکون ٭ آیا کون ہے کہ بیابان ہائے تاریک
و دریا ہائے تیرہ و تار مین تمہاری راہ نمائی کرتا ہے اور کون
ہوا کو حرکت مین لاتا ہے رحمت پروردگار کا مژدہ دہندہ آیا
کوئی شریک اور کوئی خالق دوسرا ہے سوائے خداوند عالم
برحق کے حق یہ ہے کہ خداوند عالمیان کسی کام مین مطلق شریک
نہین رکھتا ہے پاک و مبرا ہے ان عیبون اور شرکت سے
کہ لوگ عیوب و شرکت کو پیدا کرتے ہین ٭ امن یبدؤ
الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض
ءالہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین
آیا کون ہے کہ پہلے تمام خلق کو پیدا کرے پھر دوبارہ اونکو
وجود مین لائے اور کون زمین و آسمان سے تمہارے لئے روزی
مہیا کرتا ہے آیا کوئی دوسرا ہے یا کوئی دوسرا شریک ہے خالق
عالم کے ساتھہ ۔ اگر منکرین ان امور کا اعتقاد نہین رکھتے ہین

اوس کے خلاف کا ادعا کرتے ہین تو ای پیغمبر تم اون لوگون سے
کہو کہ اپنے دعوے پر دلیل لاو اگر اپنے دعوے مین سچے ہو ورالا دعوے
بے دلیل کو عقل باور نکریگی * ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون
۰ - بہ تحقیق کہ میرے علامات ومخلوقات اور میرے صنائع
پر لوگ اعتقاد راسخ نہین رکھتے ہین ÷ ویوم نحشر من کل امۃ
فوجا ممن یکذب بایاتنا فہم یوزعون حتی اذا جاءو
قال اکذبتم بایاتی ولم تحیطوا بہا علما اماذا کنتم
تعملون ۰ - اور جس دن ہر امت سے ایک ایک گروہ کو
کہ ہمارے مصنوعات ومخلوقات کی اور ہمارے علامات کی تکذیب
کرتے ہین جمع محشور کرینگے پس ایسے لوگ گروہ گروہ مجتمع کئے جاینگے
تا اینکہ سب جمع ہو لینگے تو خداے تعالے اون سے پوچھیگا
کہ آیا تم لوگون نے ان سب علامات کو دروغ معلوم کیا اور یقین
اور اعتقاد ہمارے ان صنائع پر نہ لائے تو پھر کرتے کیا تھے -
پھر یوں فرماتا ہے * الم یروا انا جعلنا اللیل لیسکنوا فیہ
والنہار مبصرا ان فی ذلک لایات لقوم یومنون ۰ -
یعنی آیا نہین معلوم کیا نہین دیکھا لوگون نے کہ ہم نے شیون کو
پیدا کیا ہے مخلوقات کے آرام واستراحت کے لئے اور ہم نے

دلون کو پیدا کیا ہے تا اون کو روشنی بخشے ہر آیۃ ان چیزون مین
نشانیان اور ذرائع ہین میری معرفت کے اون لوگون کے لئے
کہ جو ایمان لاتے ہین - اور اعتقاد و اطاعت کرتے ہین - سورۂ رعد
مین ہے * قل من رب السموات والارض قل اللہ قل
افاتخذتم من دونہ اولیاء - یعنی پوچھو کون پیدا کرنے والا
زمین و آسمان کا ہے اور کہو کہ خدائے برحق و یکتا ہے مطلق رب ہے
سوائے اوسکے کوئی دوسرا نہین ہے اور پوچھو کہ آیا تم نے سوائے
خدا کے کسی دوسرے کو اپنا حمایتی تجویز کیا ہے * اور پھر ارشاد
ہوتا ہے :- قل اللہ خالق کل شی وھو الواحد القہار
انزل من السماء ماء ۱۲ - کہو کہ خدائے برحق معبود مطلق ہر شی کا
خالق ہے درحالیکہ وہ واحد محض ہے اور قہر نازل کرنے والا
اپنے مخالفین پر اور آسمان سے اوسی نے مینہ برسایا تمہارے ہی
لئے * ام جعلوا للہ شرکاء - آیا خدائے عالمیان کے
لئے شرکا سمجھا ہے * ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین
یعنی اللہ ہی رزق دہندہ صاحب قوۃ ہے اور وہی قدرت و
اختیار ہے * قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ
ویقدر لہ - کہو کہ خدا روزی دیتا ہے جسکو دینا چاہتا ہے اور

روزی کی مقدار کو معین کرتا ہے نہ دوسرا لئی اور نہ کوئی دوسرا
اسکا شریک ہوسکے * قُل مَن یَرزُقُکُم مِنَ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرضِ
قُلِ اللہ - کہو اے پیغمبر کہ تمہارے لئے آسمان و زمین سے
روزی کون پیدا کرتا ہے اور تم ایسا جواب دو اونکو کہ روزی دینے
والا خالق برحق ہے نہ کوئی دوسرا - سورہ واقعہ مین بیان
فرماتا ہے * نَحنُ خَلَقنٰکُم فَلَولَا تُصَدِّقُونَ ۝ ہم ہی نے
تمکو پیدا کیا پس تم اسکی تصدیق کیون نہین کرتے * اَفَرَاَیتُم
مَا تُمنُونَ ۝ ءَاَنتُم تَخلُقُونَہٗ اَم نَحنُ الخٰلِقُونَ
آیا تم نے دیکھا کہ منی جو رحم مین پہونچتی ہے اوسکو کس نے پیدا
کیا آیا تم نے پیدا کیا یا ہم نے * نَحنُ قَدَّرنَا بَینَکُمُ المَوتَ
وَمَا نَحنُ بِمَسبُوقِینَ عَلٰی اَن نُبَدِّلَ اَمثَالَکُم وَنُنشِئَکُم فِی
مَا لَا تَعلَمُونَ ۝ تمہارے لئے ہم نے موت معین کی اور ہم
اس امر سے عاجز نہین ہین کہ تمہاری شکل اور تمہارے عوض کو خلق کرین - اور
اس سے بھی عاجز نہین ہین کہ تم کو ایسے عالم مین پیدا کرین کہ
اوس عالم کو تم نہین جانتے ہو * وَلَقَد عَلِمتُمُ النَّشاَۃَ الاُولٰی
فَلَولَا تَذَکَّرُونَ - اور ہر آینہ تم نے پہلی پیدایش کو
جانا ہے کہ تم کیا تھے اور کہان تھے اور کس طرح موجود کیا تو

کیون نہین اس سے متنبہ ہوتے ہو اور پند پذیر ہوتے ہو
اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ؕ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ - آیا جانتے ہو کہ جو
چیز بوتے ہو آیا ہم اوسکو اوگاتے ہین
یا تم زمین سے اوگاتے ہو - پھر اگر ہم چاہین کہ اوس کھیتی کو
خراب کردین تو تم سے کچھ ہو نسکیگا سوائے اس کے کہ تم تعجب کرتے
رہ جاؤگے اور کچھ نہین کر سکتے ہو سوا اس کے کہ مجبور ہو کے کہنے
لگو کہ افسوس ہم تاوان مین آگئے ہم نقصان دئے گئے محروم
رکھے گئے اَفَرَاَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ؕ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ
مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ٥ جس پانی کو تم پیا کرتے ہو آیا تم نے
کچھ خیال کیا کہ ابر سے پانی کو تم نے برسایا یا ہم نے - اگر ہم
چاہین تو اوس پانی کو کھاری کردین تو ایسی حالت مین بھی
باوجود اس کے کہ تم لوگ جانتے ہو ہمارے شکر گذار کیون نہین
ہوتے ہو اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ؕ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ٥ آیا اوس آگ کو تم نے دیکھا کہ

شعلے درخت سے نکالتے ہو آیا تم نے اوس درخت کو پیدا کیا یا اوسکا
پیدا کرنے والا ہم ہوں * نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا
لِّلْمُقْوِيْنَ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ
النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْ
اٰنٌ كَرِيْمٌ فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ
وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ
لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِ
نْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّ
رَيْحَانٌ ۝ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ
فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ
الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ —
ہمنے اوس کو تمہارے لئے پند و عبرۃ قرار دیا اور مسافرین کے لئے
منفعت۔ پس اپنے پروردگار کو پاک و منزہ اور بری شرکت و تماثل
سے جانو اور اوسکو ساتھ تنزیہ و تقدس و پاکی کے یاد کرو ستاروں

ڈوبنے کی قسم ہے اور یہ بڑی قسم ہے ا ان ستارون کے گرنے کے ربتہ
سے تم واقف ہوتے یقین کرو کہ یہ کتاب قرآن ہے گرامی قدر کتاب
پوشیدہ مین لکھا ہوا یعنی لوح محفوظ مین ایسی کتاب کہ سوائے پاک
لوگون کے کوئی نہ چھوئے یہ پروردگار عالم کیطرف سے بھیجی گئی ہے
آیا تم کو اس سے انکار ہے کیا نازل کرنیوالا اسکا کوئی دوسرا ہے اور
اس جھوٹ کو اپنا حصہ کرتے ہو پس اگر تم مین سے کوئی قادر خلق و
رزق پر اور ان صنعتون پر اور ایجاد عالم پر ہے تو جب روح گلے تک
آجاتی ہے کیا تم دیکھتے ہو حالانکہ ہم بہ نسبت تمہارے نزدیک تر ہین
اور تم نہین دیکھتے اگر مقہور و مجبور نہین ہو تو اوس روح کو کوٹا کیون
نہین دیتے اگر اپنے دعوے مین سچے ہو * قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ
بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا
ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۵ - یعنی اے پیغمبرؐ تم کہو کہ کیا تم کافر
ہوگئے اس امر کے انکار سے کہ خدا نے زمین کو دو روز مین پیدا کیا ہے
اور آیا خدا کا مثل و نظیر کسیکو قرار دیتے ہو خدائے برحق ہی خالق
ہے تمام عالم کا کوئی اوس کے سوا دوسرا خالق و رب نہین ہے
قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ - کہو اے
پیغمبرؐ کہ نہین ہے کوئی دوسرا مگر اللہ برحق خالق عالم ایسا اللہ کہ

ہ ایک ہے اور ہم حقیقۃً تمہارے شرک سے بری اور بیزار ہیں *
اِشْهَدُوْا اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ - تم گواہی دو اس امر کی کہ
ہم شرک سے بری ہیں اور بیزاری چاہتے ہیں * اَللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - خدائے تعالے سب کا
خالق ہے اور سب پر قدرت رکھتا ہے * اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ہ اللہ ہی معبود برحق ہے نہ کوئی دوسرا اور
وہی عرش برتر کا خالق ہے جو تمام عالم کا خالق ہے * اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ - آیا نہ جانا تم نے کہ اللہ ہی سب کو
روزی دیتا ہے کل امور خیر کو وہی عطا کرتا ہے * سُبْحَانَهٗ
وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ — وہ پاک و منزہ ہے سب برائیوں
سے اور بری ہے شرک سے * قُلْ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يَجْمَعُكُمْ ہ - کہو کہ وہ ہی تم لوگوں کو جیوا دیتا ہے اور موت
دیتا ہے اور پھر تم کو اکٹھا کرتا ہے * اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ہ - آیا تمہارے پروردگار کی
ذات ہی ہر چیز پر تمہارے لئے کفایت نہیں کرتی * وَمِنْ اٰيَاتِهِ
اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ
بِاَمْرِهٖ ہ - اور علامات وجود باریتعالے سے بعضی علامتیں وجود کی

شب و روز ہین اور وجود آفتاب و ماہتاب ہے اور اوسی کے
حکم کے تابع کواکب ہین یعنی وجود کواکب اور حرکت و سکون وغیرہ
سب اوسیکی طرف سے ہین یہ سب چیزین اوسی کے وجود کی پہچان
ہین [illegible] اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۰ — تحقیق تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے کل
آسمانون اور زمین کو چھ دنون مین پیدا کیا [illegible] وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۰ —
وہ ایسا ہے کہ پیدا کیا آسمانون اور زمین اور جو کچھ اون مین ہے سبکو
کل چھ دنون مین [illegible] وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۰ — علامات اوس کے وجود کی زمین مین موجود
ہین یقین و اعتقاد کرنے والون کے لئے اور خود تم مین ہین علامات
اوسکے وجود بالذات کی کیونکر اوسکو نہین دیکھتے ہو اور اون علامات
سے اپنے خالق و رب کو نہین پہچانتے ہو — واجب الوجود تعالے شانہ
فرماتا ہے کہ [illegible] لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا [illegible]
سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ — مت کہو اے اہل کتاب کہ خدا
تین ہین اس قول باطل سے باز رہو اور نیکی کا قصد کرو اسلئے
اگر باز رہوگے ایسے اعتقاد سے تو تم نے اپنے لئے نیکی حاصل کی

سواے اس کے نہین ہے کہ خداوند عالم ایک ہی ہے اور برتر و بری
ہے اس بات سے کہ اوس کے لئے کوئی بیٹا ہو یا اوسکی کوئی قوم یا
قرابت یا شریک ہو دو ہون یا دو سے زیادہ ہون کہ یہ محض خلاف
عقل ہے ﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ
مِن تُرَابٍ ﴾ ۔ تحقیق کہ مثال عیسی علیہ السلام کی مثال آدم
کی ہے کہ اوسکو خدا نے مٹی سے بنایا اوسکو خلق کیا نہ یہ کہ خدا آپ
ہے کہ اوس بیٹے کے پیدا کرنیکا ذریعہ ہوگیا ہو ﴿ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ
لَا تَغْلُوا فِي دِینِکُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ۔
اے اہل کتاب دین مین غلو مت کرو یعنی افراط اور ایسی ترقی دین
مین خلاف دین کے مکرو یعنی شان مین پیغمبر کے خلاف بات مت
کہو جہوٹی بات کو اونکی طرف منسوب مکرو اور اللہ کے حق مین سواے
حق بات کے دوسری بات نکہو جو حق ہے اوسکو ظاہر کرو جو نا حق
ہے اوس سے پرہیز کرو ﴿ لَنْ یَسْتَنْکِفَ الْمَسِیحُ اَنْ یَکُونَ
عَبْدًا لِلّٰہِ وَلَا الْمَلٰئِکَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۔ عیسی نے ہرگز اپنے
بندہ اور مخلوق ہونے کا انکار نہین کیا ہے اور نہ ملائکہ مقربین نے
عبادت و بندگی سے انکار کیا ہے اگر کسی نے خلاف انکی طرف منسوب
کیا ہے تو وہ محض دروغ ہے ﴿ وَمَن یَسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيعًا ٥- اور جو کوئی انکار
کریگا بندگی اور اپنی مخلوقیت سے اور تکبر کریگا اس سے تو
ہم ان سب کو محشور کرینگے اور ہم عنقریب ان سب کو سزاے
عمال کو پہونچا دینگے بحو وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ءَاَنْتَ قُلْتَ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ٥- اور جب
فرمائیگا خدا ازروے عتاب کے امت عیسیٰؑ پر روز قیامت کے
آیا تونے ای عیسیٰؑ لوگون سے کہاہے کہ مجھ اور میری مان کو خدا
سمجھو اور سواے اللہ برحق کے دو خدا اور بھی قرار دو ہ قَالَ
سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا اَعْلَمُ مَا فِي
نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ٥- یعنی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام عرض کرینگے کہ خدا وندا تو پاک و پاکیزہ ہے ہر عیب سے
کیا ہوگیا تھا مجکو کہ مین ایسی بات کو لوگون سے کہتا کہ جو میرے
لایق نہ تھی سواے حق بات کے ناحق مین کیون کہتا مین ایسی
لغو بات کیون کہتا کہ مین خدا کا بیٹا ہون اگر مین نے کہا ہو تو اے
پروردگار بہتر جانتا ہے جو میرے دل مین ہے وہ تجہیر آشکار ہے
اور جو تیرے علم مین گذرا مین نہین سمجھ سکتا اور تحقیق کہ تو بڑا

جاننے والا ہے سب غیب کے امور کو کوئی چیز اُس پر پوشیدہ نہین
ہے - اور بہی کئی جگہون پر قرآن مین اسی طرح کی آیتین ہین کہ
جن سے صراحتًہ ظاہر ہے اور سمجہا جاتا ہے کہ خدا ایک ہے اور
دوسرا کوئی نہین ہے ؛

وائے ہو ان بے وقوفون کی عقل پر کہ کیونکر کہتے ہین کہ
خدا ایک ہے یعنی تین ہین اور جو شخص تین خدا کا قائل ہو تو کیونکر
کہہ سکتا ہے کہ تین ہونے کی حالت مین خدا ایک ہی ہے تین کو ایک
تین اور پہر خدا کے مرکب ہونے سے بہی انکار کرین ہذا شیٔ اعجب
حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاک و مبرا ہین ایسے لوگون کے
اتہام و اقوال واہیہ سے - اور سورۂ رعد مین ہے * اَمْ
جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ - آیا
قرار دیا اونہون نے شرکاء خدا کے لئے کہ اون شرکا نے بہی
خداے برحق کے مخلوق کے مثل مخلوقات پیدا کئے ہون اور
یہ سب مخلوقات اوسکے اور ان شرکا کے ایسے معتقدون
کے اعتقاد مین مشتبہ ہوگئے ہون حالانکہ ایسا نہین ہے ؛
بلکہ اللہ برحق خالق ہر شئے کا ہے اور وہی ایک ہے اور

قہر کنندہ ہے گناہگارون یا ایسے جھوٹے اعتقادات کی وجہ
سے سزایاب ہون گے * وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً
لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ اور بنائے
لوگون نے سوائے خدا کے برحق کے بہت سے خدا کہ وے
ایک شئے کو بھی پیدا نہین کر سکتے اور وہ سب تمہارے وہمی
الٰہ وہ بھی پیدا کئے گئے ہین * اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۔ یعنی جو لوگ
خدا قرار دیتے ہین ایسون کو کہ سوائے خدا کے برحق کے ہین وہ
سب خدا ایسے ہین کہ ایک مکھی کو بھی پیدا نہین کر سکتے ہین اگرچہ
سب کے سب اکٹھا ہو کے مکھی کو بنایئن مگر نہین بنا سکتے تو
پھر بڑی بڑی چیزین کیونکر بنا سکتے ہین * اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَاِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ وہ ہر شئے پر
قادر ہے وہ ہر شئے کو جانتا ہے کوئی چیز اوس کے علم و قدرت
سے باہر نہین ہے سب اوسی کے اختیار مین ہین * وَلَا
يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ ۔ اور لوگ اوس کے
علم کا کچھ بھی اندازہ نہین کر سکتے اوس کی ایک قدرت کو
اوس کے ایک علم کو بھی نہین سمجھ سکتے ہین * ۔ اللہ کا الٰہ

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۝ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝ - کوئی اللہ نہین ہین بجز
ایک معبود برحق کے کہ وہ قادر وعالم اور قایم بذاتہ ہے اور دنکو
قایم کرنے والا ہے اوسکو کہسنگی اور بڑہاپا اور خواب وغفلت کبہی
نہین ہوتی اور سارا عالم اوسی کے لئے ہے یعنی وہی سلطان و مالک ہے
تمام عالم کا - اس آیت سے بہی ثبوت خدا کا اور اوسکی توحید اور اوس کے
صفات یعنی حیوۃ وغنا وخالقیۃ اور قدم اور محل حوادث کا نہونا اور عموم
قدرت سب شئے پر ثابت ہے اوس مین کسی طرحکا تغیر نہین ہوتا یکسان
ہے اور یکسان رہیگا اور سب کا خالق و مالک وہی ہے * لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر - انکہین لوگون کی
اوسکو نہین دیکہہ سکتی اور وہ سب آنکہونکو دیکہتا ہے اور وہ لطیف ہے
کثیف نہین بسیط ہے مرکب نہین اور وہ دانا ہے مجسم نہ تہا اور نہ اب
ہے اور نہ کبہی ہوگا والا سیکڑون قباحتین لازم آئینگی اور عقل کے خلاف
ہونگی * لَنْ تَرٰىنِيْ * ہمکو ہرگز تم نہین دیکہہ سکتے ہو اس قسم کی آیتون
سے ثابت ہے کہ خدائے برحق مجسم نہین مجرد ازمادہ ہے تو وہ دیکہا نہین
جاسکتا ہے نہ سابق مین اور نہ اب اور نہ آیندہ کیونکہ وہ مجسم نہ تہا اور
نہ ہے اور نہ ہوگا اور اوس مین تغیر نہ تہا نہ ہے نہ ہوگا * وَلَكُمْ

خلق اللہ السموات والارض وما بینہما باطلا ذلک ظن
الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار + اور خدا ے
تعالے شانہ نے تمام عالم کو عبث و بیکار نہین پیدا کیا مگر بیکار و بیفائدہ
ہونے کا گمان اون کا ہے جنہون نے کفر اختیار کیا پس اون کے لئے جہنم
مین مقام ویل ہے * ولم یرسل الرسل عبثا + اور نہین بھیجا
خدا یتعالے نے پیغمبران کو بیکار بلکہ تمہاری درستی کے لئے انکو ہدایت
کرنے والا بھیجا ہے * افحسبتم انما خلقناکم عبثا ۔ آیا تم نے سمجھا
ہے کہ ہم نے سبکو بیکار پیدا کیا ہے * وما خلقنا السموات و
الارض وما بینہما لاعبین + اور ہم نے تمام عالم کو عبث نہین
پیدا کیا ہے بلکہ ہر ہر چیز کے پیدا کرنے مین بڑی بڑی حکمتین اور
بڑے بڑے فائدے ہین بیکار کچھ بھی نہین ہے * وربک یخلق
ما یشاء ویختار ویختص برحمتہ من یشاء یؤتی الحکمۃ
من یشاء + اور تمہارا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور
اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اپنی رحمت کو خاص اون کے لئے
کرتا ہے جسکو چاہتا ہے حکمت و دانائی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے *
فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال ہذا ربی فلما افل
قال لا احب الآفلین فلما رای القمر بازغا قال

هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ
مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّیْ هٰذَآ اَکْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ + مطلب اس کلام معجز و موجز نظام کا مع مطلب
ہے یعنی شان نزول یون ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام زمان
نمرود مین شکم مادر مین تھے تو بذریعۂ منجمان و کاہنان مشہور ہوا اور
نمرود کو خبر دی گئی کہ بہت جلد اب ایک شخص ایسا پیدا ہونے والا ہے
کہ دین بت پرستی اور بنائے کفر و ناحق پرستی کو باطل کریگا اور بتونکو
توڑیگا اور اوس کے علم و فضل و کمال مین دنیا مین کوئی مثل ہوگا
تو نمرود نے یہ تدبیر کی کہ مردان و زنان مین تفرقہ رہے کوئی مرد کسی
عورت کے پاس نجائے اور جو لڑکا اندنون پیدا ہو اوسکو قتل کرنا چاہیے
اور یہ قانون پاس ہوگیا تمام ہر جگہ جاری ہوگیا تو حق تعالیٰ نے حمل
مادر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسا مخفی کیا کہ کسی پر تمام ملکون مین ظاہر
نہو سکا کہ مادر ابراہیم علیہ السلام حاملہ ہین جب وقت درد زہ کا ہوا
تو اونکی مان ایک غار مین **تشریف لے گئین** اور اوسی غار مین ولادت با
سعادت حضرت کی ہوئی جب حضرت دنیا مین تشریف لائے تو لوگون کی
ڈرون سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اونکی والدہ نے مخفی کیا

کیونکہ ہر جگہہ لڑکون کی تلاش رہتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی والدہ اوس غار سے تنہا باہر آئین اور غار کے مُنہ کو ایک بڑے
پتھر سے بند کر دیا تو حق تعالے نے انگشت نرینہ مین حضرت ابراہیمؑ
کے دودہ جاری کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی انگشت مبارک کو
چوستے تھے اور دودہ سے خوب سیر ہو جاتے تھے پھر تو حضرت کا نشو و
نما اسقدر جلد جلد ہوتا کہ ایک مہینے کے نشاؤنما کے مقابل مین ہر روز
نشاؤنما آپکو ہوتا تھا یہان تک کہ حضرت کا سن مبارک تیرہ ۱۳ سال کا
ہوا ایک روز اونکی مان حضرت کی زیارت کو غار مین تشریف لائین حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمکو غار سے باہر نکالو تو اونکی والدہ نے
کہا کہ مین ڈرتی ہون کہ شاید تمکو لوگ مار ڈالین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
بحکم پروردگار خود غار سے باہر نکلے وہ وقت غروب آفتاب کا تھا راہ
مین تین قسم کے اشخاص ملے بعضے اونمین سے ستارۂ زہرہ کی پرستش
کرتے تھے اور بعضے ماہتاب پرست تھے اور بعضے آفتاب پرست
تھے پس بوقت مغرب کوکب زہرہ کو آسمان پر حضرت نے دیکھا
تو حضرت کے دل مین یہ بات آئی کہ ان لوگون کو ہدایت کرنی چاہیئے
راہ نیک کی اور دین حق کی انکو تفہیم کرنی چاہیئے اور بدیہیات سے
انکو یقین دلانا چاہیئے اس خیال سے حضرت نے ایسا فرمایا بطور استفہام

انکاری کے اور اون پر اس طور سے دلیل لاگے اور ادسکا یون عنوان
قرار دیا کہ یہ تارہ یعنی زہرہ بہت بلند ہے روشن ہے یہ میرا رب
ہے جب زہرہ غائب ہوا تو فرمایا کہ اگر میرا پروردگار یہ تارہ ہے
تو اسکو حرکت ہنوتی حرکت موجب تغیرات ہے کہ کبھی کہین کبھی
کہین ہوتا ہے اور ایک جگہہ ہے تو دوسری جگہہ نہین ہے - اور
پھر غائب ہونا اور غروب کر جانا تو پروردگار عالم سے بالکل بعید ہے
تو فرمایا کہ ہم غروب کرنے والے اور غائب ہونے والے کو دوست
نہین رکھتے ایسے کو ہم اپنا خدا نہین جانتے جب ماہتاب کو دیکھا تو فرمایا
ہان یہ میرا پروردگار ہے جب یہ بہی متحرک تھا اور غروب کر گیا
تو ایسا ہی فرمایا - اور فرمایا کہ اگر خداوند عالم مجھکو ہدایت نکرتا تو
ہم گم کردگان راہ سے ہوتے کہ ایسے کو اپنا خدا قرار دیتے جب صبح
ہوئی اور آفتاب نے طلوع کیا تو آفتاب کو
دیکھہ کے فرمانے لگے کہ یہ بہت بڑا ہے سب مین اور بڑی اسکی روشنی
ہے آیا یہ ہی میرا پروردگار ہے جب یہ بہی غروب کر گیا تو فرمایا تھا
اوسے فرمایا کہ اے میری قوم مین بری ہون اوس چیز سے کہ تم
لوگ جو شرک رکھتے ہو اور جس کو پروردگار کا شریک بتاتے ہو اور
غرض حضرت کے کچھہ نہ تھی ان کلام سے مگر صرف قوم کی ہدایت اور

عنوان دلیل سے اطلان شریک کا اور ثابت کرنا اوسپر کہ عبادت
اوسکی چاہیئے کہ جو ان کواکب و ماہتاب و افتاب کا بہی خالق ہو
اور یہ تقریر حضرت کی الہامی تہی پروردگار کیطرف سے کہ جو حادث
و متغیر ہو وہ محتاج غیر کا ہوگا اور جو محتاج غیر کا ہوگا وہ جب اپنی
ہی کو پیدا نکر سکیگا تو دوسرونکو بدرجۂ اولے پیدا نکر سکیگا اپنی حرکت
و طلوع و غروب مین سب محتاج غیر کا ہے توکیونکر دوسرے کی وہ علت
تامہ ہو اور محتاج الیہ اور موثر ہو خلاف عقل ہے اس لئے کہ جو علت
جو کل اپنے غیر کی ہو تو چاہیئے کہ وہ علت پہلے سے ضرور موجود ہو
اور جب وجود علت واجب و ضرور ہے تو اپنی ہی ذات سے وجود اوسکا
واجب ہے یا غیر کی طرف سے اگر غیر کیطرف سے ہے تو یہ علت محتاج
غیر ہے اور ممکن و حادث و متغیر ہے تو یہ علت واجب الوجود نہوگی
اور اگر یہ علت اپنی ہی ذات کیطرف واجب الوجود ہے یعنی واجب
الوجود بالذات ہے تو اس علت مین تغیر و حدوث و امکان نہونا چاہیئے
اور ہمیشہ واجب الوجود ہو بے تغیر و حدوث کے حالانکہ زہرہ و ماہتاب
و آفتاب مین ہم نے تغیر دیکھا تو یہ سب ممکن و حادث ہین نہ واجب الوجود
بالذات پس یہ آیت مذکورہ حکایت ہے استدلال حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اور جامع دلائل کثیرہ کی * یا اَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْ

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ
۔ الآ ... لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۔ اے مردمان
نعمت خدا کو یاد مین لاؤ جن نعمتونکو خدانے تمکو دیا ہے اور اپنے
نعم کی معرفت پیدا کرو کہ کس نے نعمتین دی ہین اور عطا کرنے والے
کی فرمان برداری اختیار کرو اس طور پر کہ وہ ہی منعم حقیقی ہے
اور اس مین کسیکو شریک نکرو آیا ہے کوئی تمہارا خالق یعنی کوئی
سوائے میرے تمہارا خالق نہین ہے کہ جو تمکو انواع و اقسام کی روزی
دنیا سے سرفراز کرتا ہے نہین ہے کوئی معبود بحق مگر وہی خالق تمہارا
کہ جو برحق ہے پس کہان جاتے ہو راہ راست سے برگشتہ ہوکے
اور راہ توحید سے منہ پہیرتے ہو اور خالق سے انکار کرتے ہو یا دوسرے
کو شریک کرتے ہو۔

اور پہر ایسا فرماتا ہے کہ معبود برحق مالک و رب سوائے اوس کے
اور کوئی نہین ہے جو اوسکا انکار کرتا ہے وہ جہنم مین جائیگا اوسکو
علاج نہیں اور عذاب سے نجات نہین ہے وہ یہ آیتہ ہے ✤ فَتَعٰلَى
اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَ
مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٥

پس خداے تعالیٰ بزرگ و برتر ہے - اور ہر عیوب و نقصان
سے پاک ہے ایسا اللہ کہ بادشاہ حق اور مالک برحق و رب مطلق
ہے سوائے اوسکے کوئی دوسرا خالق و مالک نہین مگر وہی رب و
خالق عرش بزرگ کا ہے - اور اللہ برحق کے ساتھہ دوسرے اللہ
کو بھی جو شخص چاہے اور اوسکی اطاعت کرے اوسکو معبود حق سمجھے
تو کوئی دلیل اسپر اون کے لئے نہین ہے - پس سوائے اس کے
نہین ہے کہ اونکی عمل کی جزا پروردگار برحق کے پاس ہے کافر لوگون کے
لئے فلاح اور امن و بہتری نہین ہے یقیناً * لَوْ كَانَ فِيهِمَا
آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا * اگر آسمانون اور زمین کے لئے
اور جو چیزین ان مین ہین اون کے لئے کئی خالق پروردگار ہوتے
سوائے خداے برحق کے ہر آینہ سب مخلوقات فاسد و باطل ہوتے
اور کچھ وجود مین نہ آتا یہ بفرض محال ہے والا فساد عالم کا اور معدومیت
عالم کی مع بطلان و معدومیت خداؤن کے ہوجاتا اور اسکا بیان
اوپر ہو چکا ہے * بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - قُلْ
هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ٥ - کہو اے پیغمبر کہ وہ معبود برحق اللہ
ایک ہے اور وہ اللہ پاک و پاکیزہ سب عیب و نقصان سے ہے

اوس نے کہ اپنا بیٹا بیٹی پیدا کیا اور نہ وہ کسیکا بیٹا بیٹی ہے اور نہ
کوئی اوسکا قبیلہ اور ہمسر اور نہ کوئی اوسکی قوم ہے وہ یکتائے محض
ہے بے مثل و بے عیب ہے * قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ
یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ
یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ
قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِھِمْ بَلْ کَانُوْا
یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُھُمْ بِھِمْ مُّؤْمِنُوْنَ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِکُ
بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ + کہو تحقیق کہ میرا پروردگار
روزی سبکو دیتا ہے جسکو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور مقدار
روزی کی معین کرتا ہے اور راہ خدا مین تم جو کچھ صرف کرتے ہو بس
خدا اوسکا عوض دیتا ہے تمکو دنیا مین اور اسکا ثواب آخرت مین اور
حق تعالے بہتر روزی دینے والا ہے بلکہ وہی روزی دینے والا ہی
اور دوسرے جو دیتے ہین وہ حقیقۃً دینے والے نہین ہین
بلکہ دینے کے ذرائع ہین اور واسطے ہین اور مجازاً ہین — اور
یاد کر اوس دنکو کہ جس دن ہم اکٹھا کرینگے اونکو یعنی کفار کو یا کفار مکہ کو

تو ہم کہین گے اول ملائکہ سے کہ آیا یہ کفار تمہاری عبادت کرتے تھے
یعنی ہم جانتے ہین کہ ایسا نہین ہے کہ تمکو دعوے خدائیکا ہو یا تم اونکے
افعال سے راضی ہو اور اس پوچھنے سے کفار کو معلوم ہو جائیگا کہ
ملائکہ ہماری سفارش نکرینگے ملائکہ جواب دین گے کہ تو منزہ ہے
اس عیب سے کہ تیرا کوئی شریک ہو اور اوسکی کوئی عبادت کرے
تو ہمارا خداوند و مددگار ہے ہم مین اور ان مین دوستی نہین ہم انکی
عبادت و افعال سے راضی نہین بلکہ یہ لوگ از روئے جہالت و
گمراہی جن یعنی شیطان کی عبادت کرتے تھے - اور ان مین سے اکثر
شیطان کے اوپر اعتقاد رکہے تھے پس آج بروز حشر اون معبود
باطل کو قدرت نہین کہ اپنے اپنے عابدونکو بچائین اور ضرر دفع کرین
اور نفع پہونچائین اور ہم کہین گے اون کفار اور اون بڑے لوگون
کہ جہنم کے عذاب کو چکہو جس جہنم کو تم جہٹلایا کرتے تھے * اِنَّ اللّٰہَ
عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ٭ تحقیق خدا تمام عالم کے امور مخفیہ کو جانتا ہے اور
وہ واقف ہے دلون کے رازون سے - علاوہ اور آئتون کے صرف
اسی آیہ سے ثابت ہوا کہ جب وہ دانا ہے دلونکی خفیات و اسرار سے
بطور آشکار تا روز قیامت پس وہ دانا ہے جمیع عیوب کا کوئی شئے

وس سے مخفی نہین ہے موجود اور وہ معدوم جو موجود ہونے والا ہے
وہ سب روشن و آشکار ہے * قُلْ اِنَّ رَبِّی یَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ یَّشَاۤءُ وَ یَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ + -
اے پیغمبر کہو کفار سے کہ میرا رب ہر قسم کی روزی کو کشادہ کرتا ہے
جن لوگون کے لئے اوسکی مشیت و مصلحت ہوتی ہے اور کم و بیش کرتا
ہے اپنے ارادون اور مصلحتون سے کبھی کفار کو زیادہ دیتا ہے صرف
اپنی مصلحت سے نہ اون کفار کے اس مین کچھ کرامت ہے اور کبھی
مومن مسلم کی روزی کو تنگ کرتا ہے اپنی مصلحت سے اور بنظر
امتحان نہ اون مومنین کی مذلت و رسوائی کے وجہ سے اور بعضے
کافر بھی فقیر و مفلس ہین جیسا کہ بعض مومنین امیر و غنی ہین مگر اکثر
لوگ ان چیزونکو نہین سمجھتے ہین یا سمجھتے ہین تو پھر غافل ہو جاتے
ہین * هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ
فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا
مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا + وہی حق تعالے
تمکو یکے بعد دیگرے زمین پر لایا اور پیدا کیا اور پہلون کی جگہ
تمکو قائم کیا - اور تمکو بھی مثل سابقین کے نعمتین دی ہین تو حق شناسی
اور شکر خالق و اطاعت و فرمان برداری اپنے مالک کی کرو بیس جسنے

لئے اور تمہارے لئے حجت و بینہ ہو حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ
تمہین لوگون مین سے بعض ظالم بعض ظالم کو فریب اور دہوکا
دیتے ہین - اور جھوٹ جھوٹ ایک دوسرے کو سمجھا دیتے ہین
کہ سب خدا ہمارا اور تمہاری شفاعت کرین گے خدائے برحق کے
نزدیک حالانکہ تمہین لوگون کا فریب ہے اور محض سرکشی تمہاری
ہے حالانکہ خدائے برحق ایک ہے بدون شرکت کے وہی خالق
تمام عالم و عالمیان کا ہے ÷ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا - وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۰ + تحقیق کہ ہی
اللہ خالق مطلق تھا مے رکھتا ہے آسمانون اور زمین کو کہ گرنے نہین
دیتا اور اگر بالفرض گرین تو نہین روکتا ہے انکو گرنے سے کوئی
گر خدائے سبحانہ تعالے کیونکہ ممکن بالذات معلول ہے واجب
بالذات کا ممکن بالذات کے بقا کی حالت کے لئے واجب بالذات
کا ہمیشہ باقی رہنا ضرور بدیہی ہے بدرستیکہ اللہ تعالے حلیم و
وبردبار و متحمل ہے کہ تمہاری ان سب چالون کو جانتا ہے مگر
فوری سزا نہین دیتا اور گناہ گارون کے گناہون کو بخشنے
والا ہے اگر گناہ بخشنے کے قابل ہو -

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا
تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ + اور تمہارا رب
حقیقی اور خالق برحق پیدا کرتا ہے جو اوسکی مشیت مین اور ارادہ
مین آتا ہے اور اپنے اختیار سے بارادہ سبکو پیدا کرتا ہے سوائے
ہوس کے اور کسی کو اختیار نہین ہے جنکو شریک بناتے ہو اونکو
کسی طرحکا اختیار نہین - وہ باریتعالے پاک اور بے عیب ہے
اس سے کہ تم لوگ اوسکا کسیکو شریک قرار دیتے ہو اور حق
تعالے جانتا ہے جن چیزونکو اپنے اپنے دلون مین تم لوگ چھپاتے
ہو اور جن چیزونکو تم لوگ ظاہر کرتے ہو* وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُولٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ + وہی خدائے برحق اللہ ہے سوائے
اوسکے کوئی دوسرا خدا نہین ہے اور اوسیکے لئے ہمیشہ سب
طرحکی ستایش و ثنا و صفت ہے اور اوسیکا حکم سب پر ہے
وہی حاکم ہے تمہارا اور اوسیکی طرف پر تمہاری بازگشت ہے +
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاءٍ

أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝ + کہو اے پیغمبر کہ آیا دیکھا کہ اگر تمہارے لئے
ہمیشہ رات ہوتی تو کون ہے سوائے اللہ سبحانہ کے کہ تمہارے لئے
دنکو پیدا کر دے آیا سنتے ہو یا نہین * قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ
غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
کہو کہ آیا دیکھا اور سمجھا تم نے کہ اگر قیامت تک ہمیشہ تمہارے
لئے دن ہی دن ہوتا تو کون ہے سوائے خدا تعالے کے کہ
تمہارے لئے رات پیدا کرے تا اوس رات مین تم آرام کرو آیا
تم دیکھتے نہین * وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَ
النَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ۝ + اور اوسی کی مہربانی سے ہے کہ تمہارے
لئے رات کے بعد دن دن کے بعد رات کر دیتا ہے تا تم
گھبراؤ نہین اور دن اور رات مین اپنے اپنے کامون کو اور
آرام و آسایش کو عمل مین لاؤ اور تا کہ اوس کی مہربانی کے
خواہان رہو اور شاید تم لوگ اوسکی شکر گذاری کرو کہ دن سے
رات رات سے دن کر دیتا ہی ایک بڑی نعمت ہے تمہارے
لئے * وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِ

يَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ اور جس دن لوگون کو خدا
پکارے گا تو کہیگا کہ کہان ہین ہمارے شریک سب کہ جنکی شرکت
کا تم سب زعم کرتے تھے ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ
ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ اور اختیار کرین
گے ہم اور انتخاب کرین گے ہر امت سے ایک گواہ یعنی اون کے
پیغمبرون کو گواہ بنائینگے اونکے افعال اور کردار پر پس
کہین گے ہم اہل کفر سے تم لوگ اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اور
اپنے کفر و شرک کی حقیت ثابت کرو تب یہ کفار جانین گے کہ اللہ
تعالے ہی حق پر ہے یعنی وہی خدائے برحق ہے اور ہم لوگ
حق پر نہین ہین اور جو جو افترا کئے ہین وہ سب زائل ہو جائینگے
وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ
هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
اور اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے کو خدا نہ بناؤ کوئی اللہ
نہین ہے سواے معبود برحق کے کہ وہ ایک ہے ہر شئے ہلاک
اور فنا ہوگی سواے ذات باریتعالے کے اوسی کے لئے حکومت
ہے اور اوسی کیطرف سب کی بازگشت ہے ۝ وَمَنْ

انبیاء ہین لیس اون کے اس کلام کو بھی اور اون کے اس فعل کو
کہ اپنے اپنے پیغمبرون کو قتل کیا ہے بے قصور ہم لکھہ لیتے ہین یاد دہی
کے لئے یعنی فرشتون کو حکم کرینگے کہ لکھین اون کے نامۂ اعمال مین
اور ہم کہین گے کہ اب جہنم کے عذاب کو چکھو یہ اوسکا صلہ ہے جسکو تم
عمل مین لائے تھے اور اپنے اپنے نفسون پر تم نے ظلم کیا تھا اور اللہ
بندون پر ظالم نہین ہے انصاف کرنے والا بڑا مہربان ہے ✱ اَلَّذِیْنَ
قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ
تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ
وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ
كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ
وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۝ ✱ اور اللہ نے سنا اون لوگون کے کلام
کو بھی کہ جنہون نے کہا ہے کہ تحقیق خدا نے ہمارے واسطے وعدہ و
عہد کیا یعنے توریت مین حکم دیدیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائین گے پیغمبر پر
اور اوسکی تصدیق نکرین بے تا اینکہ خاص وہی معجزہ نہ دیکھلائین کہ
آسمان سے آگ نازل ہو اور قربانی کو جلائے جیسا کہ بنی اسرائیل
مین قربانیکا یہی دستور تھا اوسکا ذکر مفصلاً دوسری کتابون مین
موجود ہے ۔ کہو اے پیغمبر کہ تحقیق مجھہ سے پیشتر پیغمبر

تم پر نازل ہوئے اور اس معجزہ کو بھی دیکھلایا پھر اون پیغمبرون کو
یعنی حضرت ذکریا کو اور اون کے بیٹے حضرت یحیٰی کو اور حضرت
عیسیٰ کو کیون قتل کرڈالا اگر تم راست گو ہو تو اس معجزے کو دیکھ
کے اون پر ایمان کیون نہ لائے پس اے پیغمبر اگر تمہاری تکذیب
اونہون نے کی تو ملول مت ہو کیونکہ تمہارے پہلے بھی پیغمبر
جھٹلائے گئے ہین حالانکہ لائے وہ دلیل روشن اور معجزہ واضح
اور کتابین لائے ہماری طرف سے اور احکام خدائی اور امر ونواہی و
نصائح و مواعظ میری طرف سے لائے تھے مثل انجیل و توریت کے
اس کا رنج نکرو اسواسطے کہ یہ یہودی وہ ہین کہ پہلے پیغمبرون کے
معجزے دیکھکر اونکو قتل کرتے تھے اگر تو اونکو قربانی کا معجزہ
بھی دیکھلائیگا تو پھر بھی وہ ایمان نہ لائینگے تو اونکو ہمارے
سپرد کرو کہ اون کو ہم سزا دینے والے ہین * وَلِلّٰہِ مُلْکُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِنَّ فِیْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ
لِّاُولِی الْاَلْبَابِ اور تمام آسمان اور زمین کی یعنی تمام عالم کی
بادشاہی خدا ہی کے واسطے ہے اور خدا ہر شئے پر قادر ہے تمام
عالم کے انواع و اقسام کی چیزون کے پیدا کرنے مین اور دن رات کے

بار بار اختلاف مین البتہ حق سبحانہ کے وجود توحید پر نشانیان ہین
واسطے اون کے جو صاف عقل رکہتے ہین اور آلودگی جہل و وہم و
شیطنت سے جنکی عقل صاف و پاک ہے اور عقلمند آدمی ہین اور
ہر ایک اون مین سے ایک لائق شخص ہے +
اور ازین قبیل بہت سی آئتین صریح ہین اس پر کہ وہ معبود برحق
ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور سابق مین جو جو صفات
اوسکے شمار کئے گئے ہین وہ سب آیات قرآنی سے ثابت ہین زیادہ
طول دینا نقل آیات مین بے ضرورت ہے کیونکہ [illegible] والے کے
نزدیک بیان کافی ہے اور جنکے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان
لانا نہین چاہتے باوجود اس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے بہی اور
کبہی کبہی منفعل بہی ہوتے ہین - اور پہر کفر و شرک و شرارت پر
آمادہ ہین اون کو ہدایت بیکار ہے وہ لوگ جان بوجہ کے جہنم کو
اختیار کرتے ہین جن جن دلائل و براہین سے وہ دوسرون کو قائل
کرتے ہین اونہین چیزون کو دوسرون سے نہین سنتے اور نہین سمجھتے
حالانکہ اونہین کی دلیلون سے اثبات وجود حق تعالے اور توحید
کا اثبات اور نبوت کا اثبات مگر مقصود چونکہ ہدایت ہے اس
لئے کچہ اور دلائل نقلیہ لکہے دیتا ہون کہ شائد اثر کرین + —

الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ —

وہی عقلمند آدمی ہین کہ جو یاد کرتے ہین ہر حال مین اپنے رب کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ لیتے ہوئے یعنی کسی حال مین خدا کو فراموش نہین کرتے ہین - اور حدیث مین ہے کہ جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغون مین سیر کرے وہ ہر حال مین اللہ کی یاد کرے اور ذکر خدا کرے - اور وہی عقلمند لوگ ہین کہ جو فکر و تامل کرتے ہین تمام مخلوقات مین نظر و ملاحظہ کرتے ہین اور صنائع و بدائع پر انواع مخلوقات کے غور و نظر رکھتے ہین کہ جس سے قدرت کاملۂ خالق عالم پر یقین لاتے ہین اور ان چیزون سے دلائل لاتے ہین وجود خالق مطلق پر اور بکمال تضرع سے کہتے ہین اے میرے پروردگار تونے ان مخلوقات کو عبث و بدون حکمت کے پیدا نہین کیا ہے بلکہ سب فائدون سے ایک یہ فائدہ بھی بہت بڑا ہے کہ ان سب کے ظہور سے تیرا وجود اور تیری قدرت معلوم ہوتی ہے پاک و بری ہے تو سب عیبون سے ہر نقصان سے پس ہمکو عذاب آتش سے نگاہ رکھ کہ ہم قصوروار

ہین کہ ایسی خالقِ حکیم کی اطاعت و معرفت مین اور اوسکی بندگی وشکر گذاری مین کمی کرتے ہین ÷ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۵ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۵ ــ سب صفات حمیدہ اوسی خداے برحق خالقِ عالم کے لئے ہے کہ تمام عالم کو پیدا کیا اور دن اور رات کو بنایا اور اندہیرا اور روشنی پیدا کی اور اون لوگون کا اعتقاد باطل ہے جو کہتے ہین کہ نور کا بنانے والا تو خدا ہے مگر تاریکی کا پیدا کرنے والا شیطان ہے یعنی مجوسی لوگ ایسا اعتقاد باطل رکہتے ہین حالانکہ خدائے تعالے نے ان سب چیزونکو بندون کے لئے پیدا کیا ہے اور کافر ہین وہ لوگ جو ان سب نعمتون پر شکر نہین کرتے اور اوسکی معرفت حاصل نہین کرتے اور ایسے خالق برحق سے عدول اور روگردانی کرکے دوسرے مخلوق کو خدا جانتے ہین یا اوسکا شریک کرتے ہین

اور یا ایسا ہتے ہین یہ سب بدون کسی خالق کے خود بخود ہو
گئے ہین وہ بہی باطل ہے یا صورت سنگی یعنی بت جو اپنے ہاتھون
سے بناتے ہین اوس پہتر کو ان سب کا خالق جانتے اگر انکا
بنایا ہوا بت خالق ہے ان سب کا تو خود ہی آسمان و زمین
و رات و دن وغیرہ کو کیون نہین بنا لیتے اگر کچھ قدرت رکھتے
ہین یہ سب اعتقاد باطل ہے بلکہ وہی خالق برحق قادر مطلق نے
تم سب کو پیدا کیا مٹی سے یعنی تمہارے باپ حضرت آدم
کو اور معین کیا تم سب کے لئے موت کو اور رہی ایسی موت کو کہ
جو تمہاری کردار سے خدا ئے تعالے تمہاری موت کی مدت کہٹتا
یا بڑہاتا ہے مثلاً قطع رحم اور زنا اور مردم کشی وغیرہ سے تمہاری
موت جلد آتی ہے اور صدقہ دینے سے اور صلۂ رحم اور
پرہیزگاری وغیرہ سے تمہاری موت کی مدت دیر مین آتی ہے
پہر تم شک کرتے ہو قیامت کے آنے مین حالانکہ جب تم
کچھ نہ تھے تو ایسی لاشئے کو پیدا کر دیا خدا نے تو پہر دوبارہ
قیامت کے دن تمکو موجود کر دینا آسان ہے اس آسان
چیز کے تم کیون منکر ہوا اور وہی معبود مطلق ہے ہر جگہہ
کوئی جگہہ اوس کے وجود سے خالی نہین ہے اور تمہارے ظاہر

وباطن کو خوب جانتا ہے اور جانتا ہے تمہاری نیکی اور بدی کو
ایسی حالت مین تمہاری حالت ایسی ہے کہ جو معجزہ یا پیغمبر
یا تمہارے پاس آتے ہین تو اوسنے منہ پھیر لیتے ہو اور جس
مخلوق کو ہمارے دیکھتے ہو تو اوس سے اوس کے خالق کے
سمجھنے سے روگردانی کرتے ہو ان علامات سے میری شناخت
نہین کرتے ہو * کَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۝ قُلْ
إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ + اوسی پروردگار کے ملک مین اوسی
کے قبضہ مین اوسی کا پیدا کیا ہوا تمام زمانہ اور اہل زمانہ
ہین اور سب جانتا ہے اور سننے کی چیزون سے بھی وہ پورا
واقف ہے ـ
کہو اے پیغمبر کہ کیا مین اختیار کرون خدا کے سوا کو یعنی ایسا
نہو گا کہ دوسرے کو اپنا دوست یا مالک بناون بلکہ دوست
اور مولے میرا وہی ہے جو پیدا کرنیوالا ہے سارے عالم کا ہے
اور وہ روزی دیتا ہے سبکو اور اوسکو کوئی روزی دینے والا

نہین ہے سب اوس کے محتاج ہین وہ کسیکا محتاج نہین ہے غنی مطلق
ہے - کہو اے پیغمبر کہ مین حکم کیا گیا ہون کہ تم سب سے پہلے مین مسلم ہون
اور مین حکم کیا گیا ہون اسطرح پر کہ اے پیغمبر تو مشرک ہرگز ہو نا مشرکین
سے اپنے کو نہ بنانا - اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہے کہ اس
سے بہی توحید اور عدم شریک خدا ثابت ہے * قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ
اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ
یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ
اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ
بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً
قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ
اٰلِهَةً اُخْرٰی قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ
بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ
لَا یُؤْمِنُوْنَ * کہو اے پیغمبر کہ مین اپنے پروردگار سے
ڈرتا ہون قیامت کے عذاب سے

ایسا عذاب کہ جس شخص سے وہ باز رکھا جاتا ہے تو صرف اوسی پرورد
کی رحمت ہی سے باز رکھا جاتا ہے وہی مہربانی کرتا ہے اور
اوسکی رحمت رستگاری ہے اور مراد کو پہونچنا ظاہر ہے اور فرمایا
اوس پروردگار ہمارے نے کہ اگر تجھکو کوئی ضرر مثل بیماری اور فقر
وغیرہ کے ہو تو پہونچے اوسکا دور کرنے والا کوئی نہین ہے بجز اوس
پروردگار کے اور اگر تجھکو کوئی بہتری مانند صحت اور مالداری
وغیرہ کے ہو تو وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور وہ سب پر
غالب ہے اور بندے سب اوس کے مغلوب وعاجز ہین اور وہ
پروردگار دانشمند و حکیم ہے اپنی حکمت و مصلحت سے جس کو چاہے
فقیر یا تونگر یا صحیح یا بیمار کرتا ہے اور وہ خبر رکھتا ہے بندون کے
سب احوال سے ؛

اور جب عرب کے بیوقوفون نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ سے کہا کہ ہمکو کوئی دکھلائی نہین دیتا جو
تمہاری تصدیق کرے اور سمجھے کہ تم خدا کی طرف سے پیغمبر ہو اور
یہود اور نصرانیون کے علماء سے ہم پوچھ چکے ہین کہ آیا تمہاری
کتابون مین کہین کچھ اس کی خبر ہے کہ ایک پیغمبر آخر مین ان
ان اوصاف کا ہوگا اون سبھون نے محض انکار کیا ہے کہ کہین

کچھ ذکر نہین ہے - تو اب تم ایسا شخص بتاؤ کہ تمہاری حقیقت ،
اور تمہاری کتاب کی حقیقت پر گواہی دے تو حق تعالے نے یہ
آیت نازل کی * قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً الخ -
یعنی کہو اے پیغمبر کہ کون شئے گواہی دینے مین زیادہ سچی ہے
تو وہ لوگ جواب نہ دین گے تو تم کہو کہ ہمارے تمہارے درمیان
مین وہی معبود برحق گواہ ہے اوس سے بڑھ کے کسکی گواہی
زیادہ معتبر ہوگی اور جیسا کہ ہماری حقیقت پر اور تمہارے
دعوے پر خدا گواہ بزرگ ہے ویسا ہی یہ قرآن بھی گواہ ہے
کہ یہ قرآن وحی کیا گیا ہے مجھ پر تاکہ تمکو اس سے ڈراؤن اور
نصیحت کرین اور اون لوگون کو بھی جو تمہارے بعد آوین گے
تا روز قیامت اور اون لوگون کو جو یہان کہ مین موجود نہین
ہین یعنی تمام دنیا کے لوگون کو کہ جنکے پاس یہ قرآن یا ایک آیت
بھی پہونچے -
آیا تم سب گواہی دیتے ہو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ اور بہت
سے اللہ شریک ہین یعنی تمہارے بت مثلاً کہو اے پیغمبر کہ
مین ایسی گواہی نہین دیتا ہون بلکہ کہو کہ مین گواہی دیتا ہون
اس پر کہ بجز اللہ تعالے واحد کے اور کوئی اللہ نہین ہے اور

کوئی اللہ نہین ہے اور نہ اوسکا کوئی شریک ہے اور مین بیزار
بیزار ہون اوس سے کہ تم سب شریک لاتے ہو بت کو یا اور کسیکو اوسکا شریک
بتاتے ہو تو اہل کتاب یہود اور نصرانیون سے یون کہو کہ خدا فرماتا ہے
کہ انجیل و توریت اون اہل کتاب کے پاس ہم نے بھیجا ہے اون
کتابون سے رسول خدا خاتم الانبیاء کے سب اوصاف سے وہ
لوگ واقف ہین اس طور پر جیسا کہ وہ لوگ اپنے بیٹون کو بہت
سے لڑکون مین پہچان لیتے ہین یعنی ایسا پہچانتے ہین کہ انکو ذرہ
شک نہین رہتا وہ لوگ باوجود شناخت کے انکار کرجاتے ہین
پیغمبر کو تو اپنے نفسون کو رسوا اور ذلیل کیا ہے اور خود انہون
نے اپنے پر ظلم کیا پس ایسے لوگ ایمان نہ لاینگے ؛

اور دوسری جگہہ قران مین یون فرمایا ہے

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ
الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ
اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ
تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ

کفار ۰ + اور دوسرے مقام پر اپنی الوہیت کی حقیت کو یون
فرماتا ہے کہ خدائے برحق وہ ہے جس نے تمام آسمانون اور زمین کو
پیدا کیا اور اسمان سے بارش نازل کی وہ بارش کہ جس سے تمام
زراعت و باغات و ثمرات وغیرہ ذلک کو پیدا کیا تا تمہارے
لئے اوس سے روزی ہو اور کشتیون کو تمہارے لئے رام کیا تا
دریاؤن مین تمہارے کاروبار جاری ہون اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین آنا جانا
آسان ہو اوس نے اپنے حکم سے ان سب کو پیدا کیا اور آفتاب و
ماہتاب کو داب وعادت پر قرار دیا تمہارے لئے تا دن رات کی
اور روشنی اور اون کے حرکات سے تمہارے لئے فوائد حاصل
ہون اور دن رات کو مسخر کیا اور رام کیا تمہارے لئے اور اسکے
منافع کو تمہارے لئے قرار دیا اور تم نے جو مانگا سو دیا اوس پروردگار
نے بحسب مصلحت و حکمت اپنی اور اگر چاہو کہ ان نعمتون کو شمار
کرو تو شمار نہ کر سکو گے کیونکہ نعمتین خدا کی بے انتہا ہین بتحقیق
آدمی ستمگار ہین اپنے اور سخت ناسپاس ہین کہ کسی نعمت کو خیال
مین نہین لاتے اور اون کے ذریعہ سے منعم کو پہچانتے + وَلَوْ شَاءَ
رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ
مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ۝ اور اگر خدا چاہتا تو سبکو ایک ہی دین وملت پر
بجبر وقہر بنا دیتا مگر شرط تکلیف کے خلاف ہے کیونکہ تکلیف
مین اختیار مکلف شرط ہے اور تمہارا امتحان نہوتا اور حق و
باطل مین اور استحقاق وعدم استحقاق اور کفر و اسلام اور خدا
پرستی اور عدم خدا پرستی مین تمکو کچھ فرق معلوم نہوتا اور تم ہمیشہ
رہوگے مختلف مذہبون مین مگر جسپر خدا رحم کرے اور یہ سب
اسی امتحان اور اختیار کیلئے خدا نے اونکو پیدا کیا تا ثواب دیوے
اطاعت کرنے والے کو اور عقاب گناہ گار کو اور اب پورا ہوا
تیرے رب کا وعدہ کہ جہنم کو ہم بھردینگے جنات اور آدمیون سے
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ
كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تعالے ہی کے لئے ہے تمام عالم
کے امور مخفی کا جاننا اور سوائے اوسکے کوئی غیب کی
بات نہین جانتا اور آیندہ کی بات نہین جانتا مگر جسقدر پیغمبر
و امام کو خدا نے بتایا تو اوسقدر وہ بھی جانتے ہین اور کل شئے
کی بازگشت اوسی مالک حقیقی کی طرف ہے نہ غیر کیطرف پس

سمجھا جاتا ہے کہ کلام بشر کا نہین ہے بشر ایسے کلام سے عاجز ہین
چنانچہ ایک یہ آیت اس مضمون کی ہے - قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۞
کہواے پیغمبر کہ اگر تمام انسان وجنات جمع ہون اور اتفاق
کرلین اس امر پر یہ کہ اس قرآن کے مثل دوسری کتاب بنا دین
تو نلا سکین گے مثل قرآن کے اگرچہ کتنا ہی کوشش کرین اور
ایک دوسرے کی کمک کرین مگر ہرگز نہین ہو سکتا - کہ قرآن یا
قرآن کے کچھ اجزا بنا سکین دلیل بھی اور کلام خدائی کی پہچان
کیسی واضح ہے مگر اسپر بھی پہچاننے سے انکار کر جاتے ہین اگرچہ
اپنے اپنے دلون مین خوب پہچانتے ہین ۞ قُلِ ادْعُوا
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ
شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْ
بِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ
قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ

وانا وایاکم لعلی هدی او فی ضلل مبین قل لا
تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون ۝ قل
یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وهو الفتاح العلیم
قل ارونی الذین الحقتم به شرکاء کلا بل
هو الله العزیز الحکیم وما ارسلناک الا کافة للناس
بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون ویقولون متی
هذا الوعد ان کنتم صادقین ۝ قل لکم میعاد یوم
لا تستأخرون عنه ساعة ولا تستقدمون ۝
وقال الذین کفروا لن نؤمن بهذا القرءان ولا بالذی
بین یدیه ولو تری اذ الظالمون موقوفون عند
ربهم یرجع بعضهم الی بعض القول یقول الذین
استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین
قال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل
مکر اللیل والنهار اذ تامروننا ان نکفر بالله و
نجعل له اندادا واسروا الندامة لما راوا العذاب
وجعلنا الاغلال فی اعناق الذین کفروا هل یجزون
الا ما کانوا یعملون ۝ + یعنی جن لوگوں نے اپنے

رکھتا ہے اس مین دوسرونکا کیا ۔ تاہی چاہا ایمان لاؤ چاہو نہ لاؤ جہنم کو اختیار
کرو ہر شخص کو اپنے اپنے استحقاق پیدا کرنے مین اختیار حاصل
ہے اور جب وہ ایمان نہ لائے تو حکم پروردگار ہوا کہ اے پیغمبر
کہو کہ پروردگار عالم ہمکو اور تم کو بروز قیامت اکٹھا کریگا تو
حکم بعدالت کریگا کہ باطل کو سزائے عذاب اور حق کو جزائے
نعمات دیگا اور وہی بڑا حکم کرنے والا ہے اور قاضی برحق ہے
اور دانا کیفیت حکم سے ہے اور کہو اون سے کہ دکھاؤ ہمین
اون کو کہ جنکو تم نے خدا کا شریک بنایا ہے تا اون شرکا کے
صفات ہم دیکھین کہ استحقاق الوہیت اون مین ہے یا نہین بلکہ
ایسا ہرگز نہین کہ بتون کو یا اور کسی مخلوق محتاج کو استحقاق الوہیت
اور مستحق عبادت اور مستحق شرکت بخدائے تعالے ہو بلکہ وہی
خدا تعالے غالب ہے سب بتون وغیرہ پر بلکہ وہی موصوف
بالوہیت ہے اور سب کا خالق اور وہی دانا اور حکیم ہے ۔ اور
اور یہ بر سبیل عموم ثبوت نبوت حضرت کے لئے خدا فرماتا ہے
اور نہین بھیجا ہم نے تمکو برسالت مگر رسالت عام یعنے سب کا
پیغمبر تمکو بنایا تمام عالم کے لئے چہ ہند اور چہ امریکہ و حبش
و فرنگ و چہ عرب وغیرہ سب پر تا سب کو ہدایت کرو اور نصیحت کرے

جب کہ کہڑے رہینگے اپنے پروردگار حقیقی کے پاس بوقت محاسبہ
تو پہر آپس میں دیکہوگے اونکو بہ ہول و صعوبت زدہ کہ اوس پریشانی
مین بعض مشرکان رجوع کرینگے یعنی مشرکون کی طرف کہ ایک
دوسرے کی رد کرینگے اور ایک دوسرے کو الزام دینگے پس
وہ مشرکان کہ تابع دوسرے مشرکون کے ہین اون سے کہینگے
اگر تم ہمکو گمراہ نکرتے اور ہم تمہارے کہنے پر نہ چلتے تو ہم مومنین سے
ہوتے اور آج یہ سختیان ہمکو پیش نہ آتین تو دوسرے مشرک
لوگ اونکو جواب دینگے کہ آیا ہم نے تمکو ایمان و ہدایت سے باز
رکہا ہے بلکہ تم لوگ خود گنہگار ہوا اور تمنے خود ہی ہدایت پر
ضلالت کو اختیار کیا ہے یعنی رؤسائے مشرکان انکار کرینگے
کہ ہمارا قصور نہین تم نے اپنے کو خود ہی گمراہ بنایا اور اپنے
نفسون پر ظلم کیا تو تابع مشرکان کہینگے کہ ایسا نہین ہے کہ ہم
اپنے اختیار سے مشرک ہوئے ہین بلکہ تمہارے ہی رات دن کے
مکر نے ہم پر اثر کیا اور تم برابر ہمکو اغوا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ
کا شریک بنائین اور اوس پشیمانی کے وقت اپنی اپنی پشیمانیونکو
پہلے چہپائینگے جب عذاب دیکہینگے اور اپنے اعمال کی جزا
دئے جائینگے تو اوسوقت اونکو پہر کوئی چارہ نہین بجز عذاب

سے اور فرمایا خداے تعالے نے کہ * — وَقَالُوا نَحْنُ اَكْثَرُ
اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ
عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا ✤ اور کفار نے کہا کہ ہم
لوگونکو مال دنیا زیادہ اور اولاد زیادہ ہین پس ہماری مالداری
اور کثرت جمعیت مانع ہے عذاب کی کہ یہ سب ہمارے مددگار
ہین یعنی ایسا آدمی کو اور قبیلہ والونکو کون عذاب دے سکتا ہے
یا یہ کہ جب ہمکو خدا نے مال وجمعیت واولاد بہت دیا ہے تو ہم
لوگ مشرف ومکرم ہین خدا کے نزدیک کیونکر ہو سکتا ہے کہ
آخرت مین خدا ہمکو عذاب دیوے کیونکہ اگر اوسکے نزدیک محترم
اور معتبار نہوتے تو کیون نعمتون سے دنیا مین سرفراز کرتا اور
نہ سمجھا کہ مال دنیا اور نعمتہاے دنیا صرف انکے استحقاق کے
سبب سے عطا نہین ہوئے ہین بلکہ دیتا تا کہ بعد پانے انعمتونکے
شکر گذاری اور منعم شناسی کرتے ہین یا نہین اگر امتحان مین
نہ ٹھہرے تو پھر نعمت ہاے دنیا اون کے لئے بس ہے اور جب

فقدان نعمت اخروی ہے خدا۔ مصالح ہین کہ کیسے امتحان بفقر
اور کیسا امتحان بہ تونگری کیسا کس طور پر کیسا امتحان کسی اور
طرح پر کرتا ہے پس اس مال دنیا کے سبب سے مغرور اور خدا
فراموش ہونا بدترین معصیت ہے اور مال اور کثرت جمعیت
سے خدا ڈرتا نہین ہے کہ اونکو عذاب نہ دے پس اونکی رد مین
خدا نے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر کہو جواب مین کہ یہ رزق ہی اوسکا
دیا ہوا ہے اوس نے اپنی مصلحت و حکمت سے ہر شخص کو کم و
بیش دیا اپنے فضل و کرم سے نہ بسبب استحقاق بندون کے مگر
اکثر لوگ ان باتون کو اپنے سے بہلا دیتے ہین اون کی اولاد کیا
ہے اور اونکا مال کیا چیز ہے اونکی نعمت ہماری طرف مقرب کرنے
کا سبب نہین ہے ہان بندہ مقرب خدا کا ہوتا ہے محض ایمان
اور عمل صالح کے سبب سے پس اون لوگون کے لئے بہت عذاب ہے
ایسے عمل کے بدلے * أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا
وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝
وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ
بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝

یا تم نے معلوم کر لیا کہ ہم نے تمکو عبث و بیکار پیدا کیا دنیا مین تمکو کچھ
کام نہین ہے اور جب تم دنیا مین بیفائدہ گئے تو اب یہ بھی تم نے
سمجھ لیا کہ پھر میری طرف تمہارا آنا نہوگا یا ہمیشہ دنیا ہی مین رہوگے
یا دنیا سے کسی دوسرے خدا کیطرف جاؤگے حالانکہ ایسا نہین ہے
نہ ہم نے تمکو بیفائدہ مخلوق کیا اور نہ تم اب ہمیشہ دنیا ہی مین
رہوگے اور نہ ایسا ہے کہ کسی دوسرے خدا کے پاس جاؤگے کیونکہ
نہ میرا کام عبث ہوتا ہے اور نہ تم قدیم ہو کر ہمیشہ دنیا مین رہو
تا اینکہ تعدد قدما سے میرا شریک کوئی ٹھہرے اور نہ میرا کوئی
شریک ہے اور نہ دوسرا کوئی خدا ہے اس لئے کہ خدا بزرگ و
برتر حکیم ہے اور بادشاہ برحق ہے نہین ہے کوئی خدا مگر وہی پروردگار
عرش بزرگ کا اور جو چاہے کہ خدائے برحق کے ساتھ دوسرے
کو [illegible] کہے تو اوس کے لئے اس بات پر کوئی دلیل و حجت
نہین محض قول لسانی بے مایہ ہے پس ایسے شخص کا حساب اور اوسکی
سزا خدائے برحق کے پاس ہے کہ اوس کے قول کی مزدوری
دیگا اور تحقیق کہ شان یہ ہے کہ کافرین رستگار نہین ہین امن
امان مین نہین اور نہین نجات نہین ہے عذاب آخرت سے اور برے
اعمال سے واقف ہے ٭ قُلْ رَبِّی اَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدٰی

وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ٥ ÷ کہو کہ میرا پروردگار بڑا
جاننے والا ہے اچھے کامون کو لوگون کے اور اونکے برے
کامون کو * وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ٥ ÷ اور دعا مانگو اے پیغمبر اپنے خدا سے اور شرکین
سے نہو اور نہ چاہو کچھ غیر اللہ تعالےٰ کو کہ کوئی سوائے خدائے
برحق کے اللہ نہین ہے اور ہر شئے فنا ہونیوالی ہے سوائے ذات
پروردگار کے اوسی کی حکومت ہے اور اوسی کیطرف رجوع کئے
جاؤگے اور یا یہ کہ بلاؤ لوگون کو اپنے رب کیطرف اور سوائے
رب برحق کے کسی دوسرے کو شریک نہ بنانا ÷ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ٥ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ
وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ٥ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ
الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

فی الارض ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی
کتٰب مبین ۵ جمیع اوصاف حمیدہ خدا کے لئے ثابت ہین ایسا
خدا کہ اوسی کے لئے پورا تسلط ہے اپنے کل مخلوق پر یعنی تمام عالم
پر آسمانون اور زمین مین کل نعمتین اور سب طرحکے جود وکرم اور
جو جو قدرتین عالم مین نمایان ہین وہ سب اوسی کیطرف سے اور
اوسی کی صفتین ثابت ہین عقلی مین اس لئے کہ عقلی بھی اوسیکا
بنایا ہوا ہے تمام نعمتین اور اکرام و انعام سب اوسی سے ہے
اور وہ بڑا دانا ہے اور خبردار ہے جانتا ہے اون چیزون کو جو زمین کے
اندر ہین مثل معدنیات اور دفاین اور اموات کے اور مثل اون
جانورون کے جو زمین کے اندر رہتے ہین اور پانی کہ زمین مین
فرو ہوتا ہے ان سب سے ذرہ ذرہ وہ خبردار ہے اور جانتا ہے
اون چیزونکو جو زمین سے نکلتی ہین مثل ہر قسم کے نباتات اور
حیوانات جو زمین سے نکلتے ہین اور آب چشمہ اور معدنیات
وغیرہ کے اور جانتا ہے اون چیزونکو جو آسمان سے اوترتی ہین
مثل بارش اور برف و دیگر نعمات و آفات اور جبرائیل اور دیگر
فرشتگان کے اور جانتا ہے اون کو جو آسمانون کی طرف عروج
کرتے ہین مثل فرشتگان و نامۂ اعمال کے اور دعائین اور ارواح

طلبہ اور دہوان اور بخارات وغیرہ اور اوترنے اور چڑہنے کو
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شب
معراج اور ازین قبیل اور وہی اللہ نعمتون کے تمام کرنے مین
بڑا مہربان ہے اور رحمت کرنے والا اور گناہگارون کو بخشنے
والا ہے - اور بعضے کفار نے بطور انکار کے اور بعضے نے بطور ا
ستہزا کے کہا کہ قیامت نہین آئیگی - اور ابوسفیان نے لات و
عزی کی قسم کہا کے کہا ہے کہ قیامت ہوگی غلط ہے تو خدا نے
فرمایا کہ اے پیغمبر تو کہہ ہان قسم ہے خدا کی ضرور قیامت
آئیگی اور جلد ضرور قیامت آئیگی قسم ہے خدا کی ایسا خدا کہ جاننے
والا ہے غیب کا اور اوس سے کوئی چیز مخفی نہین ہے اور دور نہین
ہے جتنے ہموزن ذرہ یا ہموزن مورچہ ہی اوس سے پوشیدہ نہین
ہے نہ آسمانون مین نہ زمین مین اور چہوٹی بڑی سب شئے اوسپر
آشکار ہین اور سب چیزین اوسی کے تحت احاطہ مین یعنی لوح
محفوظ مین ہین کہ اوسکی مخلوق ہین * وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ
عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ
آیا کافران نہین دیکھتے اپنے سامنے اور اپنے پیچھے کہ چارون طرف
سے آسمان و زمین بلکہ شش جہات سے وہ گھرے ہوئے ہین
میرے عذاب سے بھاگ کے کہان جاینگے اگر ہم چاہین اونپر
آسمان کے ٹکڑے گرادین تا وہ ہلاک ہوجاین یا آسمان اوپر ٹوٹ پڑے یہ سب چیزین [illegible]
دلیل ہین خدا کے وجود پر اور خدا کی قدرت کاملہ پر اور یہ سب
دلیل ہین اوس بندہ کے واسطے جو بندہ خدا کیطرف متوجہ ہوتا ہے
اور ان سب نشانیون مین تفکر کرتا ہے اور اوس سے خدا کی
معرفت حاصل کرتا ہے اور اپنے معبود برحق کو پہچانتا ہے کہ سوا اوسکے
معبود حقیقی کے اور وہی سب کا مالک و مددگار ہے * —
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ٥ یعنی اور
تمہارا کوئی دوست اور مالک جان و مال کا اور تمہارا امداد کنندہ
سوائے خدائے تعالے کے اور کوئی دوسرا نہین ہے اور وہی
روزی دینے والا ہے سب کو اپنی مصلحت و حکمت کے موافق
کمی و بیشی کے ساتھ * وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۤءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ + اوراگر اللہ تعالے اپنے سب بندونکو عموما کشادہ روزی کرتا تو ہرآئینہ اپنی اپنی صولت وبرتری کی وجہ سے زمین پربہت فسادات واقع کرتے اورخدا فراموشی زیادہ اونمین ہوجاتی مگر خداتعالے ہر ہر شخص کو بقدر معین موافق مصالح کے دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندون کے حال سے خوب واقف ہے اوراون کے اعمال کو دیکہتا ہے —

اوراے پیغمبر جنکے لئے ہم نے تمہارے پیشتر پیغمبرون کو بہیجا ہے اون امتون سے پوچہو کہ آیا کچہہ ہم نے حکم دیا ہے بتون کی عبادت کے لئے اورکسی کو خداکا شریک بنانے کے لئے آیا ہم نے خبر دی ہے کہ میرا کوئی شریک قرار دیتے ہو یا غیر خداکی عبادت کرتے ہوا ورتحقیق تمہارے پیشتر موسیٰ ع کو جو بہیجا مع کتاب اورمعجزات فرعون اوراشراف قوم فرعون کیطرف اورتمام اوسکے توابع کیطرف اورموسیٰ علیہ السلام نے کہاکہ مین رسول خدائے عالمین ہون اورتوریت اورمعجزات سے اونکو آگاہی دی تووہ معجزات سے اورکتاب کے مضمون سے ہنستے تہے —

[illegible]

پہلے اوس کی عبادت کرتا مگر ایسا نہین بلکہ عالم کا پروردگار
جو عرش بزرگ کا پیدا کرنے والا ہے وہ پاک و منزہ ہے ایسی
صفتون سے کہ جنکے ساتھ تم خدا کو متصف کرتے ہو *
وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
اور برتر ہے وہ خدا تعالے اوسی کے لئے تمام عالم ملوک ہے
تمام اوسی کا تسلط ہے اور قیامت کا علم اور اسکا جاننا کہ
کسکو کیا کیا ہوگا بروز قیامت اوسیکو ہے اور اوسی کیطرف
تم سبکی بازگشت ہے *
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ
مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین اور دوسرے
مخلوقات کو جو ان مین ہین کھیل سے یا بیکار و بے وجہ نہین
پیدا کیا ان سب کو ہم نے مگر حق کے ساتھ اور فائدہ اور
کام سے مگر اکثر لوگ اسکو نہین سمجھتے ہین —
اور پھر قران کی تعلیم اور کمال تاثیر و ہدایت کو اوسکے
فرماتا ہے *

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ اور اگر اسی قرآن کو اگر پہار پر
نازل کرتے تو اوسی پہار و پتہر تک کو تم دیکہتے خشوع کرنے والا
اور مطیع و منقاد خدا کا اور خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو
جاتا - اور یہ اور دوسری جو مثالین اس قسم کی قران مین ہین اسلئے
ہین کہ ایسی ضرب مثل مین اندیشہ کرین اور احکام الہی پر عمل
کرین یعنے جو تلاوت قرآن کرتے
بہی ہین تو اکثر اون سے بے اندیشہ و غور و تامل کے بسبب
غفلت کے تمہارے دلون پر اس قرآن کا اثر ظاہر نہین
ہوتا اور بعد اس کے تعظیم قرآن کے لئے اپنی الوہیت کا

الحمد لله

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝ ع

وہ خدا کہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے یعنے فصل ربیع اور فصل
گرما مین دن کو بڑا بناتا ہے اور رات مین سے تہوڑے حصہ کو
دن مین بڑہاتا جاتا ہے تین مہینے تک بڑہا کے گھٹاتا ہے -
اور تین مہینے تک گہٹا گہٹا کے دن کو رات کے برابر بنا دیتا
ہے وہ زمانہ چھ مہینے کا ہے یہان تک کہ آفتاب کو برج سنبلہ
مین لاتا ہے اور پہر دن کو رات مین داخل کرتا ہے تین
مہینے تک دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چہوٹا بنا دیتا ہے پہر
دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چہوٹا بنا دیتا ہے پہر دن کو تہوڑا
تہوڑا بڑہا کے رات کے برابر کر دیتا ہے یہ فصل خریف و
فصل سرما مین ہوتا ہے تا اینکہ چھ مہینے مین دن رات برابر
ہو جاتا ہے یہی سلسلہ گھٹاؤ بڑھاؤ کا اور ہر سال دو مرتبہ
برابری کا جاری رکھیگا ایک زمانہ معین تک یعنی قیامت
- وہ خدائے برحق ہے کہ ان چیزونکو عمل مین لاتا ہے

وہی تمہارا اور سب کا مالک وخالق و پروردگار ہے اوسی کو
بادشاہت ہے اور اوسی کے لئے ملکیت تمام عالم کی ہے اوسکو
سب اختیار ہے اور جن جن کو تم لوگ خدا سوائے خدا کے برحق
کے سمجھتے ہو اور اوسکی پرستش کرتے ہو وہ تو کچھ اختیار
نہین رکھتے اور اونکی ملکیت مین کچھ بھی نہین ہے حتے کہ خرمی
کے بیج کی چھلی تک بھی اونکی ملکیت مین نہین ہے اور نہ اوسیں
کسیطرح کا اختیار رکھتے ہین اگر تم اپنے اون خدا ہائے باطل
سے اپنے حصول نفع اور اپنے دفع ضرر کو چاہو تو تمہاری
خواہشون کو وہ خدا ہائے باطل سنتے تک نہین ہین اور اگر
بالفرض بزعم باطل تمہارے سنیین بھی تو ہرگز تمہارا جواب
ہی نہین دینے تمہارے سوالون کو قبول ہی نہین کرتے ہین
تمکو کچھ مراد نہین دیتے ہین کیونکہ اون کی قدرت مین کچھ
نہین ہے اگر وہ خدا ہائے باطل غیر ذی روح ہین تو بحکم خدائے
برحق بروز قیامت گویا ہونگے اور تمہارے شرک کے معترف
ہونگے اور اگر ذی روح ہین مثل حضرت عزیز و حضرت
عیسے ع کے تو وہ بروز آخرت فرماینگے کہ ہم نے
کب تمہین کہا تھا کہ ہین معبود برحق ہون آیا تمکو ہدایت

ہین کی کہ خدائے برحق کی پرستش کرو معرفت اوس خدا کی حاصل
کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تمہارے شرک کے
وہ سب معترف ہون گے اور تمکو وہ خدائے باطل کچھ چیز
نہین دیتا ہے کہ جو تمہارے صلاح کار و فسادِ کار مین کام آسکے
بجز خدائے برحق کے کوئی تمکو سب چیزون سے آگاہی دیتا ہو
اور تمہارے اعمال و احوال سے خبردار ہے + اور ازین قبیل
بہت سی آیتین ہین صراحتًہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ وہ معبود
برحق و یکتا ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور سابق
مین جو جو اوس کے صفات مذکور ہوئے ہین وہ سب آیات
قرآنی سے بھی ثابت ہین زیادہ طول دینا نقل آیات مین بے
ضرورت ہے کیونکہ سمجھنے والے کے نزدیک تھوڑا ہی کفایت
کرتا ہے اور جن کے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان لانا
نہین چاہتے باوجود اس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے
ہین اور کبھی منفعل بھی ہوتے ہین +

اور پھر کفر و شرک و بدنفسی پر آمادہ ہین اونکو ہدایت اثر
نہین کرتی وہ لوگ جان بوجھ کے جہنم کو اختیار کرتے ہین جن
جن دلائل و براہین سے وہ اپنے دعوے کو ثابت کرتے ہین

وہین دلائل کو اگر اون سے بیان کرین جب بھی اون ہی دلائل
کو دوسرون سے نہین سنتے ولو دلون پر اون کے وہی دلائل
تاثیر بھی کرتے ہون مگر جب بھی اقرار ظاہر خلاف باطن کے ہوتا
ہے سورہ مومنون مین

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا
فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ
غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ
فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ
۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِنْ نَخِيْلٍ وَ
اَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ

بتحقیق کہ آدمیون کو ہم نے مٹی کے خلاصہ جوہر سے پیدا
کیا ہے بعد اوس کے اوسی جوہر کو ہم نے نطفہ بنایا ایسا نطفہ

کہ مستقر استوار مین ہے یعنی رحم مین پھر چالیس روز مین نطفہ
سفید کو خون بستہ کا ٹکڑا بنایا پھر اوس خون بستہ کو چالیس روز
مین ایک ایسا ٹکڑا بنایا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہوگیا بمقدار
چبانے ایک لقمہ کے یعنی ایک بوٹی گوشت کی ہوگئی پھر چالیس
روز مین اوس گوشت مین ہم نے ہڈیان بنا دین پھر اون ہڈیون
کو اوسی گوشت باقی ماندہ سے اور نئے گوشت سے چھپا دیا ہم نے
بعد اوسکے رگون اور پٹھون وغیرہ کے پھر پیدا کیا ہم نے یعنی
ڈالی ہم نے اوس جسم مین روح کہ یہ غیر اوس جسم کا ہے پس
بزرگ ہے عظمت و قدرت و حکمت مین اللہ تعالے ایسا اللہ
کہ وہ سب پیدا کرنے والے اور مقدر و معین کرنے والے سے
بالفرض ہون بہتر ہے اس کے بعد تحقیق کہ تم لوگ مرنے
والے ہو اور اسکے بعد بروز قیامت زندہ کئے جاوگے اور
بتحقیق کہ تمہارے اوپر سات طبقہ آسمانون کے ہم نے پیدا کئے
اور ہم مخلوق سے غافل نہین ہین کہ اوسکو عبث چھوڑ دین بلکہ
ہر وقت انواع تغیرات و حکمت ہم پیدا کرتے ہین - اور آسمانون
سے ہم پانی برساتے ہین بمقدار مناسب پس اوس کو زمین
مین جگہہ دیتے ہین حالانکہ ہم قادر ہین اسپر کہ اوس پانی کو زائل

وبیست ونابود کردین پس پیدا کیا ہم نے تمہارے لئے اوس
پانی سے باغات خرما اور انگور وغیرہ اور تمہارے لئے ان
باغون ین بہت سے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اور انہی
باغون اور زراعتوں سے تم کہاتے ہو اوس سے تمہاری
زندگی ہے + اور ازین قبیل بہت سی آیتین قرآن مین ہین
کہ جنکا مطلب حق تعالے کے وجود اور ثبوت پر ہے اور بہت سی آیتون
سے اوسکی توحید و صفاتِ ثبوتیہ و صفات سلبیہ ثابت ہے
بخوف طول ترک کیا اور احادیث بھی ہزارون ہین ان ہی سب
مطالب مین اگر ہر مطلب پر دلیل نقلی بیان ہو تو ایک بڑی کتاب بلکہ کئی
مجلد ہو سکتی ہین مگر وضع کتاب ہذا مانع تحریر ہے +
اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دلائل نقلیہ کا کوئی فائدہ نہین
بیکار محض ہے ـ اس لئے کہ دلائل نقلیہ موقوف ہین دلائل
عقلیہ پر کیونکہ بے دلائل عقلیہ ـ دلائل نقلیہ نہین پائے جاسکتے
اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلیل نقلی مثلاً آیتِ قرآنی یعنی کلام
باری موقوف ہے وجودِ باری پر وجودِ کلام بلے وجودِ ذاتِ
متکلم محال ہے اور جب ذات متکلم ثابت ہو چکی تو پھر اوسکے
کلام سے اوس کا وجود ثابت کرتا لغو و تحصیلِ حاصل بھی ہے

تو وجود باریتعالے اوس کے مخلوق کے افعال وصفات سے
ثابت کرنا لغو تر اور بدرجہ اولے تحصیل حاصل ہوگی یعنی پیغمبر
کے کلام سے خدا کے وجود کو ثابت کرنا زیادہ تر موجب عیب
و تحصیل حاصل ہے بلکہ ان دونون صورتون مین دور بھی لازم
آتا ہے کہ اثبات واجب الوجود اوس کے کلام کے وجود سے
اور اثبات وجود کلام واجب الوجود کے اثبات سے یعنی اثبات
واجب الوجود واجب الوجود کے اثبات سے لازم آئیگا اور
یہ محال ہے یہ دور مصرح ہے اور دور مضمر یون لازم آتا ہے
کہ اثبات واجب الوجود موقوف ہے اثبات نبوت پر اور
اثبات نبوت موقوف ہے اثباتِ حدیث پر اور اثباتِ حدیث
موقوف ہے اثبات نبوت پر اور اثبات نبوت موقوف
اثبات واجب الوجود پر تو اثبات واجب الوجود موقوف
ہے اثبات واجب الوجود پر اور یہ محال ہے - اور اسی
دور مضمر کے ضمن مین کئی دور مصرح لازم آتے ہین تو
بدتر از محال ہوا ✣

اور جب دلائل عقلیہ بیان ہو چکے اور اون سے مقصود
سب حاصل ہو چکے پھر اب دلائل نقلیہ سے مطالب کو ثابت

* لازم الی ہمراہ ۔ حال محال

یقین ہے تصدیق دعوے پر اسکی نظیر یوں سمجھنی چاہئے کہ نفس
وجود کلام موقوف ہے ذات متکلم پر جیسے وجود شئے موقوف ہے
وجود موجد پر اور خوبی کلام موقوف ہے وجود کلام پر اور وجود کلام
موقوف ہے وجود متکلم پر جیسے حسن شئے موقوف ہو وجود شئے معروض
اور وجود معروض موقوف ہے وجود موجد پر تو بالواسطہ خوبی بھی
موقوف ہے وجود موجد پر اور تصدیق کلام و تصدیق و یقین حسن
کلام بھی موقوف ہے وجود معلوم پر یعنی کلام یا حسن کلام پر اور
کلام موقوف ہے وجود ذات متکلم پر تو تصدیق کلام بھی موقوف
ہے وجود ذات متکلم پر مگر تصدیق کلام یا تصدیق حسن کلام
وجود ذات متکلم کی تصدیق پر موقوف نہیں ہے بلکہ بدون یقین وجود
متکلم کے یقین کلام کا ہو جاتا ہے کیونکہ کلام کا علم ہمکو بسا ہو جاتا ہے
اور متکلم کی ذات کا ہمکو کچھ بھی علم نہیں ہوتا کہ کہنے والا اس کلام کا
[illegible] ہے اور جب کہنے والے کا یقین نہیں ہوتا تو دلیل نقلی کے
یقین سے مدعا کا یقین ہونا ضرور نہوا حالانکہ دلیل اگر دلیل
ہے تو دلیل کے یقین سے دعوے کا یقین ضرور حاصل ہوتا
ہے والا وہ دلیل نہیں ہے۔ پس حق یہ ہے کہ دلیل نقلی محض
بدون انضمام عقل حقیقۃً دلیل ہی نہیں ہے بلکہ وہ امارۃ ہے

اور قرینہ مطلوب پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ دلیل نقلی حقیقتہً
دلیل مثبتِ دعوے نہین ہے اگر اوسمین عقل کو دخل نہو یا
تیا دہ نہوا ور دور بہی لازم نہین آتا کیونکہ توقف شئے علےٰ نفسہ
نہ تصدیقاً ہے نہ معلوماً یعنی نہ یون ہے کہ تصدیق دعوے موقوف
ہے تصدیق دلیل پر اور بالعکس اور نہ یون ہے کہ خود دعوے
کا وجود موقوف ہے وجود دلیل پر اور بالعکس کیونکہ تصدیقاً
بالعکس صحیح نہین ہے اور خود معلوم یعنی دعوے کے وجود کے
اعتبار سے ذو العکس صحیح نہین ہے اگرچہ کلام کے یقین سے
متکلم کا یقین کبہی ہوتا ہے مگر بطور لزوم نہوا تو حقیقتہً دلیل
نہین ہے بطور اثبات ستقلالی تا دور لازم آنے بلکہ اگر تصدیق
کلام دلیل ہوا ور تصدیق دلیل کو تصدیق دعوے لازم ہے
تو لازم آئیگا کہ تصدیق تصدیق کلام کو دعوے کے لازم ہو حالانکہ
لازم علم لازم علم علم نہین ہوتا کیونکہ لبسا صورت علمیہ کا علم ہوتا
ہے اور صورت علمیہ کے لوازم کا علم نہین ہوتا کیونکہ ملزوم
کے علم کو علم لازم ضرور نہین ہے آفتاب کے تصور مین حرارت
کا تصور ضرور نہین ہے مگر چونکہ کبہی متکلم کی بہی تصدیق ہو
جاتی ہے کلام کے تصدیق سے اس لئے تصدیق کلام قرینہ

ہمارا رہ کہلاتا ہے نہ دلیل مگر محض کلام کے وجود سے متکلم کے وجود
پر یقین کر سکتے ہین اور حسن صنایع و بدایع کلام اور خوبی نظام و
عجائب فصاحت و بلاغت سے اور فرمانے سے جمعیت
موثقین کے اور پیغمبر و اوصیا کے فرمانے سے اور ایسا سمجھنے
سے کہ کوئی بشر کا اس طرح کا کلام نہین ہو سکتا یقین کر سکتے ہین
وجود پر متکلم قادر عالم قدیم خالق حکیم کے اگرچہ نہ بطور لزوم کے
کہ علم دلیل کے علم دعوے لازم ہوا جب ہو فوری بلکہ بتدریج
با انضمام قراین مثل اس کے یہ بھی ہے کہ معرفت پیغمبر سے
معرفت خدا کی ہوتی ہے اور معرفت خدا سے معرفت پیغمبر کی
ہوتی ہے نہ بطور لزوم کے کہ معرفت پیغمبر کو معرفت خدا لازم
ہو یا معرفت خدا کو معرفت پیغمبر لازم ہو جیسا کہ تمام عالم کی معرفت
لازم نہین اگرچہ وجود عالم یعنی معلول کو وجود خدا یعنی علت
موثرہ مستقلہ لازم ہے کیونکہ بسا ایسا ہوتا ہے کہ علم عالم کا
ہوتا ہے اور علت کے جاننے سے ذہن خالی رہتا ہے حالانکہ بعض
کی شناخت سے بلکہ تمام عالم کی معرفت سے ہے زید کو جانتے
سے خدا کو پہچان سکتے ہین مگر لزوماً نہین کیونکہ بسا ایسا ہوتا ہے
کہ زید کا ہمکو تصور ہوتا ہے اور خدا کے تصور سے ہمارا ذہن

پیغمبر اور خدا کی معرفت

خالی رہتا ہے یا یون سمجھنا چاہیئے کہ معرفت واجب تعالے موقوف
نہین ہے معرفت نبوت پر اور نہ معرفتہ نبی پر اور معرفتہ نبوت
موقوف نہین ہے معرفت نبی پر اور معرفتہ نبی موقوف نہین ہے
معرفتہ قرآن و احادیث پر پس معرفت خدا موقوف نہین ہے معرفتہ
حدیث و قرآن پر تو حدیث و قران کی معرفتہ دلیل نہین ہے معرفتہ
حق تعالے کی کیونکہ معرفت دعوے موقوف ہوتی ہے معرفتہ
کلام یعنی قرآن و حدیث کہ موقوف ہو معرفتہ ذات نبی پر اور
نہ معرفتہ ذات نبی موقوف ہے معرفتہ نبوت پر اور نہ معرفت
خدا برہان معرفتہ نبوت موقوف ہے معرفتہ الوہیت پر اور
دلیل ضرور موقوف علیہ دعوے کی ہوتی ہے مگر یہ ضرور
نہین کہ ہر موقوف علیہ کو موقوف لازم ہو پس معرفت الوہیت
کو معرفتہ نبوت لازم نہین ہے کہ بے نبوت کے خدا کو پہچاننا محال ہو
پس ان مواقع مین جو جو شبہات بعضے کج فہمون کے ہین وہ سب
زائل ہوگئے و بس +

دلیل چہارم در معرفت

واضح ہو کہ چونکہ فرمایش تھی کہ اردو زبان مین یہ کتاب لکھی جائے
اس لئے تعمیل اوسکی کیگئی و الا کتاب کا وقار ایسی زبان مین
کم معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ زبان مرکب جسکا لقب اردو ہے

مستعلے ہوا ہے کوئی خاص زبان اور مستقل نہین ہی محض لغوی بہت [illegible]
بعہد شہریار ہی کیونکہ بادشاہان دہلی کے اردوے معلی مین جو ہزارون
اصناف کے خلائق مامور تھے اور مختلف خطہ ہا کے ہند کے
اشخاص جمع تھے اور عرب و عجم و ترک وغیرہ بھی رہتے تھے اسلئے
مختلف زبانین اوس اردوے معلی مین بولی جاتی تھین
اوسی زبان مجموعی وہیئت کذائی کا اوس زمانہ سے زیادہ ترواج
ہوا اور دہلی مین اوسی طور سے سب کی گفتگو رواج پا گئی یہانتک کہ
شعرا و اشعار بھی اوسی طور سے کہنے لگے اور بمقتضائے زمان
کے متاخرین نے کچھ کچھ قواعد بھی تذکیر و تانیث وغیرہ کے
قرار دئے ہین کہ بعضون نے کچھ رسائل بھی انہین قواعد مین بنائے
پس یہ زبان مرکب ہے کہ جس مین اکثر الفاظ سنسکرت اور
فروعات سنسکرت مثل بھاکہ وغیرہ کے اور کچھ الفاظ گجراتی
و پنجابی و پشتو اور بنگالی و مرہٹی وغیرہ زبان کے بھی اور اکثر
بلکہ اغلب فارسی زبان اور کچھ ترکی اور لغات عربیہ بھی بہت
داخل ہین علی الخصوص اس زمانہ کی اردو کہ انگریزی الفاظ
بہت مخلوط ہوگئے ہین اور اوس زبان کی حالت دوسری ہوگئی
ہے اگرچہ اس زمانہ کے شعرائے نامدار و فصیحان روزگار نے

ع شاہجہان بادشاہ دہلی کے عہد سے زیادہ رواج پایا

[illegible]

ابھی تک اس اردوئے جدید کو اختیار نہین کیا ہے اردو کوئی
خاص اور مستقل زبان مثل سنسکرت وفارسی وعربی وغیرہ
کے نہین ہے اور ہم سے بعضون کا یہ اردو کو ایک مستقل
زبان جانتے ہین حالانکہ ایک لفظ بھی اردو نہین ہے جو لفظ اردو
مین بولا جاتا ہے وہ لفظ دوسری زبان کا ہے اور اکثر و غالب
لغات فارسیہ ہین اور ترکیب کی ہیئت تو گویا کل فارسی ترکیب
کی ہیئت ہے اور کتابت تو محض فارسی ہی کی ہے اسی لئے اردو
مین علوم مدون نہین ہین اور اب اگر کسی نے بہ تکلف کچھ علوم
کی جمع و تالیف کی ہے تو وہ مستحسن نہین دیکھائی دیتی ہے* بلکہ
حق یہ ہے کہ علوم زبان عربی کے لئے ہین اور زبان عربی ہی خاص
کر کے علوم کے لئے ہے دیگر ہیچ علی الخصوص اردو تو کسی حساب
ہی مین نہین ہے ایک مرکب چیر پچاسون زبانون سے ملکے
غیر مستقل طور سے پائی گئی ہے عربی عبارت سے علوم کی زینت
ہو جاتی ہے اور ایک وقار عموماً حاصل ہو جاتا ہے اور علوم کو جو
اپنی زبان مین خواہ انگریزی ہو خواہ فارسی یا ترکی ترجمہ کرتے
مین دوسری زبان سے تو صرف سہولت لسان مترجم فیہ کی
ہو جاتی ہے مگر علوم ایسے نہین ہو جاتے کہ بے پڑھے بے کسی استاد

* ایسی التعلیم وقار بے اعتبار سمجھی جاتی ہے اسی ...

یہ از جملے کے کچھ قواعد ضبط نہین ہوتے ...

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	مسدّو	مُسَدّد	۴۲	۸	بَیّنُ	بَیّنَ
۳	۴	ایالت	امارت	۴۳	۱۲	موجوذات	موجودات
"	۱۷	تزویح	ترویج	۴۴	۱۴	مختص	محض
۴	۳	ائدہ	آیندہ	۴۸	۱۷	داخل	دخل
"	۱۵	سے	ہے	۵۲	"	بالفرض	بالفرض مثلاً
۵	۰	بہ کہ	بلکہ	"	"	ہو	ہوا
۱۰	۱۷	جود	خود	۵۳	۱۳	الیسی	اِسی
۱۲	۳	چھوٹا	جھوٹا	۵۴	۲	الوجودجود	الوجود
"	۱۱	گر	مگر	"	۷	کے	کی
۱۶	۸	چونکہ	جوکہ	۵۷	۱۳	آور	دُور
۰	۱۰	مین	ہین	۶۵	۱۱	ذات کی	کی ذات
۱۷	۴	فوتیت	فوقیت	۶۷	۲	ہر موجودات عالم	ہرایک موجود عالم سے
"	۱۱	یر	بر	۷۴	۱	چاہے	چاہیئے
۱۹	۱	جانی	جانی	۷۹	۱۲	لی	گئی
۲۵	۳	حروف	حروف اور وضع مضاف الیہ	۸۰	۱	بلیش	بیش
۳۵	۱۱	بہبر	بہر	"	۱۵	بہلے	پہلے
۳۶	۲	اشباہ	اشتباہ	۸۶	"	ہا	رہا

	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۴	لو	لو	//	۱۵	اس سے	اس سے ہے
۱۵۱	۶	استکال	استکمال	//	۱۷	اشارہ کے	اشارہ کرکے
//	۸	عین ذات	عین ذات سے	۱۷۰	۶	لے	لے کے
۱۵۳	۴	عاض	عارض	۱۷۱	۳	اوسکا وجود اجزاء ہے	اوسکا وجود بوجود اجزا ہے
//	۱۲	پلے جانے	پائے جانے سے	//	۱۳	جود	خود
۱۵۶	۱۵	نامہ	تامہ	۱۷۳	۸	.لوجود	الوجود
۱۵۷	۴	ہوتی چاہیے	ہونی چاہیے	۱۷۵	۱۵	مین طول	مین
//	۵	لو	تو	۱۷۸	۶	حالکہ	حالانکہ
۱۶۰	۲	اولی	آولی	۱۷۹	۱۲	دیکھنے ہین	دیکھنے مین
//	۳	لو	تو	۱۸۲	۲	وصفات یعنی	+
//	۱۴	عالم	عام	۱۸۳	۵	پہنچو	پہنچے
۱۶۱	۱۵	دوجود	دو وجود	۱۸۵	۳	حقیقتہ	حقیقیہ
۱۶۴	۶	ذوالعقول	ذوی العقول	//	۵	الے	آلہ
۱۶۵	۸	الویت	اولویت	//	۱۰	دفتہ	دفعتہ
	۱۵	کو	کے	۱۸۷	۷	منسوب	منسوب ہین
//	۱۵	لو	تو	۱۸۸	۱	مفہور	مفہوم مین
۱۶۶	۵	وقوع	دو وقوع	۱۸۹	۶	~ہیتہ	ماہیتیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۱۵	یہی	بھی
۱۹۱	۵	آبلے	آبلہ
۱۹۱	۷	آبلے	آبلہ
۱۹۴	۱۷	مسلہ	مسئلہ
۱۹۵	۵	کرتا	کرنا
۱۹۶	۱۰	اس لئے	اس لئے کہ
۱۹۷	۱۶	عین	نہ عین
۱۹۸	۵	اعتبارئیہ	اعتباریہ
۱۹۹	۱	ہین	مین
۲۰۰	۱۵	پہر	پر
۲۰۳	۱	ش	مثل
۲۰۵	۱۵	توغلا	قو
۲۰۷	۱	اسیر	اسپر
۲۱۰	۳	خالے	خداسے
۲۱۲	۵	مفل	مغض
〃	۱۰	طیابو	طیارہو
۲۱۳	۹	بجز	بجبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۱۳	حکم	حکم ہے
〃	۱۶	دو	دو سطر
〃	۱۷	صحیح	صحیح ہے
۲۱۶	۹	فالوسل	فالرسل
〃	۱۵	پس	بس
〃	۱۷	آلبج	البج
۲۱۷	۱	النعبین	النبیین
〃	۵	دکر	ذکر
〃	۶	لانبۂ	لاابنہ
〃	۸	سفنتیات	سفیلتات
〃	〃	وشو	وطیرالعصا
〃	۱۰	علیہ	علیہ
〃	۱۲	عطاو	عطار
〃	۱۳	دینا	دنیا

خاتمہ مین غلط نامہ بنانیکی فرصت نہین ہے اور [illegible] عبارات مین بہت غلطیان ہین خصوصاً [illegible] ہین بسبب کہا تک غلط نامہ بنایا جاتا ورنہ آٹھ [illegible] غلط نامہ ہوجاتا اسلئے غلط نامہ خاتمہ کا نہ بنایا لیا مطالعہ فرمانیوالے خود لفظون کی صحت فرماسکتے ہین۔ والسلام